iqbalkalmati.blogspot.com

ویلنٹائن ڈے

تاریخ، حقائق اور اسلام کی نظر میں

تالیف

عبدالوارث ساجد



صبح روشن

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com



www.iqbalkalmati.blogspot.com

281.2
ع ب د ۔9

جملہ حقوق محفوظ ہیں ◉

* نام کتاب ویلنٹائن ڈے
* تالیف عبدالوارث ساجد
* نظرثانی احمد درویش
* اشاعت جنوری 2010
* سرورق ڈیزائن راشد امین
* ضخامت 208 صفحات
* قیمت 170 روپے

LIBRARY
Lahore Islamic University
Book No. 1352
Babar Block, Garden Town, Lahore



پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
0321-4275767, 0300-4516709
subheraoshan@yahoo.com

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ویلنٹائن ڈے

تالیف
عبدالوارث ساجد

نظرثانی
احمد درویش

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
0321-4275767, 0300-4516709
subheraoshan@yahoo.com
صبح روشن

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com



www.iqbalkalmati.blogspot.com

فہرست

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرا باب:

ویلنٹائن ڈے کا فروغ اور میڈیا کا کردار

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیسرا باب:

پاکستانی طلباء ویلنٹائن کی راہوں پر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چوتھا باب:

اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پانچواں باب:

محبت کیا ہے؟

چھٹا باب:

محبت کے دیوتا کا تہوار

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ساتواں باب:

ویلنٹائنی محبتوں کا انجام

آٹھواں باب:

محبت کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نواں باب:

ویلنٹائن ڈے کی شرعی حیثیت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دسواں باب:

محبت کا تہوار (ویلنٹائن ڈے) ہم کیوں منائیں؟

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گیارہواں باب:

ویلنٹائن ڈے کے متعلق علمائے کرام کے فتاویٰ جات

بارہواں باب:

اسلام اور پاکستان کو بچایئے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

عرض مؤلف:

اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی!

چند سال قبل کی بات ہے 14 فروری کا دن عام دنوں کی طرح آتا اور چپکے سے گزر جاتا۔ کوئی اس دن کی خصوصیت سے آشنا تھا نہ کوئی ویلنٹائن کو جانتا تھا اور نہ کیوپڈ کے کارناموں سے آگاہ تھا۔ اب کی طرح اس دن کوئی ہنگامہ ہوتا تھا نہ کوئی دل آویز واقعہ سننے کو ملتا۔

ایک عشرے میں نہ جانے کہاں سے وبا آئی کہ پاکستان میں بھی بڑے اہتمام سے ''ویلنٹائن ڈے'' منایا جانے لگا۔ مغربی تہذیب نے مشرق کا رُخ کیا اور بے ہودگی و بے حیائی کا ایک سیلاب اُمڈتا چلا آیا۔ اب 14 فروری کے آتے ہی ویلنٹائن ڈے کی تیاری ہونے لگتی ہے۔ میڈیا پہ خصوصی تشہیر اور پروگرام ہوتے ہیں۔ نسل نو مقصد حیات سے بے پرواہ ہوکر بے ہودگی کے وہ کھیل کھیلتی ہے کہ شیطان بھی شرمندہ ہوتا نظر آتا ہے۔ پہلے پہل یہ وبا خاص طبقے تک محدود تھی آہستہ آہستہ خاص و عام کی تمیز بھی ختم ہوگئی اور ہر طبقے کا فرد اس کی زد میں آ گیا اور تو اور ہمارے تعلیمی اداروں میں بھی اس بے حیائی کا باقاعدہ سبق دیا جانے لگا ہے۔

14 فروری کو آپ بھی نظارہ کر سکتے ہیں، ویلنٹائن ڈے جسے ہم اپنی تہذیب کے منافی کہتے نہیں تھکتے، کی سب سے زیادہ دھوم ہمارے ہی محلوں اور گھروں میں پائی جاتی ہے۔ کالج کی بات جانے دیں پرائمری کے طلباء و طالبات بھی اب پابندی سے ویلنٹائن ڈے منانے لگے ہیں حالانکہ یہ دن منانے والوں کی ایک بڑی تعداد اس کی اہمیت و معنویت سے ناواقف ہوتی ہے مگر فلموں اور ٹی وی اشتہارات کے ذریعہ انھیں اتنا ضرور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ اونچی سوسائٹی اور پوش کلچر کے چونچلے ہیں اور یہ کہ اس کے نہ منانے والے پسماندہ اور دقیانوسی کہلاتے ہیں، لہٰذا خوشی خوشی عشق فرمانے کا کارنامہ انجام دینے لگتے ہیں اور کم عمری میں ہی ''بالغ'' ہوجانے کا کریڈٹ حاصل کر لیتے ہیں۔ کچھ لوگ اس دن کا انتظار بڑی شدت سے کرتے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے گدھ کسی جانور کے مرنے کا۔ ایسے لوگوں پر نظر رکھنے والوں کی بات اگر درست مان لیں تو یہ لوگ انتخاب کے دنوں میں خصوصی مقررین کی طرح ایک ہی دن میں کئی کئی میٹنگیں منعقد کر ڈالتے ہیں اور ہر جگہ وہی رٹے رٹائے جملے دہراتے ہیں کہ ''ہم صرف تمہارے لیے ہیں۔''

پاکستان میں یہ تہوار تیزی سے پھیلنے لگا ہے بالخصوص طبقۂ اشرافیہ کو تو ایسی عیاشی کا کوئی بہانہ چاہیے ہوتا ہے۔ یوں اندازہ لگائیے کہ

14 فروری 2004ء کے ویلنٹائن ڈے پر باقاعدہ کراچی کے ایک روزنامے میں ایک اشتہار شائع ہوا۔ لکھا تھا۔

''زندہ دل عاشقوں کے لیے ویلنٹائن ڈے کا خاص پروگرام ۱۴ فروری ۲۰۰۴ کی رات محفل رقص (ڈانس پارٹی) منعقد ہو رہی ہے خواہش مند جوڑے اس محفل میں ۱۹۹۹ روپے کا ڈنر ٹکٹ خرید کر شرکت کر سکتے ہیں البتہ ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے ممبران کو خصوصی رعایت دی جائے گی۔''

اس سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ تہوار اور اس کو منانے والے جوڑوں کی خواہشات کیا ہیں۔ رقص و سرود میں محبت کا ''اظہار'' کیا گل کھلاتا ہے۔ صاحب عقل خوب جانتے ہیں۔

کچھ سال پہلے کی بات ہے لاہور میں این سی اے کے طلبہ و طالبات نے اخبارات میں بیانات جاری کرنے اور تصاویر شائع کرنے کے لیے باقاعدہ اہتمام کیا۔ طالبات نے بے ہودہ انداز کے ساتھ تصویر اتروائیں جو پاکستان کے تمام بڑے اخبارات نے خصوصی طور پر شائع کیں۔ طلبہ و طالبات نے بڑے فخر سے کہا کہ ہم کارڈ، پھول اور چاکلیٹ کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھرپور خریداری کے ساتھ ویلنٹائن ڈے بڑے اہتمام سے منائیں گے۔

لاہور میں طالبات کی ایک اہم درس گاہ کینیئرڈ کالج میں بھی ویلنٹائن ڈے کی خصوصی تقریب ہوئی جس میں خصوصی جوڑوں کو دعوت دی گئی اور کالج کی طالبات نے ایک دوسرے کو محبت بھرے تحائف اور پھول دیے اس موقع پر کالج میں ایک میوزیکل شو بھی ہوا جس میں مختلف گلوکاروں نے اپنے "فن" کا مظاہرہ کیا شرکاء نے ڈانس کر کے دل بہلایا اس شو میں شرکت کرنے والے بعض نوجوان کالج اور تقریب کا ماحول دیکھ کر بے اختیار یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ ہم نے ایسا بے ہودہ ماحول پاکستان میں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ ❶

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہمارے تعلیمی ادارے اور ان میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات مغربی تہذیب کی دلدل میں ایسے گھر چکے ہیں کہ ان سے سوچنے سمجھنے کا شعور بھی ختم ہوتا نظر آرہا ہے۔ آکسفورڈ اور کیمبرج یونی ورسٹی کے طلباء کی تقلید میں ہر وہ کام کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں جس میں بے حیائی و بے شرمی کا عنصر ہوتا ہے لیکن چونکہ یورپ کی نقالی کرنا ہے تو بڑی ڈھٹائی سے اس کو منایا جاتا ہے نہ اس میں کوئی پشیمانی ہوتی ہے اور نہ ندامت۔ افسوس اس بات کا ہے کہ نسل نو اپنی تہذیب سے بیگانہ ہوتی جا رہی ہے اپنے سلف اور آباء و اجداد سے نا آشنائی کا عالم یہ ہے کہ ہماری اکثریت کو عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام تک یاد نہیں۔ اس کے برعکس دنیا بھر کے کرکٹرز کے نام ذہن نشین ہوتے ہیں۔ روزمرہ زندگی میں اپنی تہذیب کو اپنانے کی بجائے مغربی تہذیب اپنانے پر توجہ صرف کرتے ہیں حتیٰ کہ اسلامی تہواروں (عیدین وغیرہ) کو بھی مغربی انداز سے گزارا جاتا ہے اور بہت سے لوگ اس کی وجہ جواز یہ پیش فرماتے ہیں کہ ہم اکیسویں صدی میں بحیثیت ایشین ٹائیگر (ایشیائی شیر) دنیا کے نقشے پر اپنا ظہور چاہتے ہیں، حالانکہ یہ اصول ہے کہ کسی قوم کا اپنی تہذیب اور تمدن کو ترک کر دینا اور اغیار کی تہذیب کو اپنانا ترقی نہیں بلکہ تنزلی کی علامت ہے۔

❶ (روزنامہ ایکسپریس، لاہور، ۱۵ فروری ۲۰۰۵)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس طرف کوئی دھیان نہیں دیتا کہ یہ دن منانا غلط ہے اور اس دن کی مناسبت سے ہونے والی تقاریب میں شمولیت گناہ کی بات ہے مسلمانوں کو ایسے اجتماعات، تقریبات اور ایام سے دور رہنا چاہیے۔ لیکن ایسا کوئی نہیں سوچتا بلکہ اُلٹا ایسا ماحول سرکاری اداروں میں پیش کیا جانے لگا ہے حالانکہ سرکاری سرپرستی میں منعقد کیے جانے والے ان ایام کا واحد مقصد شعائر اسلام کی توہین ہے وہ افراد، گروہ، ادارے اور تنظیمیں جو ان غیر شرعی، غیر اسلامی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں انھیں چاہیے کہ ان سے کنارہ کشی اختیار کریں۔ کیونکہ شعائر اسلام کی توہین عذاب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان تقریبات کا مقصد محض ثقافت کا اظہار ہے تو وہ غلط فہمی کا شکار ہیں اسلام نے جن ایام کی اہمیت کو اجاگر کیا ہے ان میں خصوصیت کے ساتھ عیدین، خلفاء، راشدین کے ایام قابل ذکر ہیں، بدقسمتی سے سیکولر اذہان کی حامل شخصیات نام نہاد ترقی پسندیت کے قائل افراد اور یہود و ہنود کے پیسوں پر پلنے والی این جی اوز ان تقریبات کو میڈیا کے ذریعے زیادہ سے زیادہ فروغ دے رہی ہیں ان کے مقاصد یہی ہیں کہ مسلمان اپنی دینی تعلیمات سے دور ہو کر ایسے معاملات میں اُلجھ جائیں جو انھیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور احکامات نبوی ﷺ سے دور کردیں۔

ویلنٹائن ڈے منانے کا مطلب مشرک رومی اور عیسائیوں کی مشابہت اختیار کرنا ہے اللہ کے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انھیں میں سے ہے۔" (احمد، ترمذی)

بلاشبہ موجودہ دور میں ویلنٹائن ڈے منانے کا مقصد ایمان اور کفر کی تمیز کے بغیر تمام لوگوں کے درمیان محبت قائم کرنا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ کفار سے دلی محبت ممنوع ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "آپ ﷺ نہیں دیکھیں گے ان لوگوں کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں سے دوستی کرتے ہیں خواہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا خاندان کے لوگ ہی ہوں۔" (المجادلہ:۲۲)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کون نہیں جانتا کہ ویلنٹائن ڈے پر نکاح کے بندھن ۔ سے قطع نظر ایک آزاد اور رومانوی قسم کی محبت کا اظہار کیا جاتا ہے جس میں لڑکے لڑکیوں کا آزادانہ ملاپ، تحائف اور کارڈز کا تبادلہ اور غیر اخلاقی حرکات کا نتیجہ زنا اور بد اخلاقی کی صورت میں نکلتا ہے جو اس بات کا اظہار ہے کہ ہمیں مرد اور عورت کے درمیان آزادانہ تعلق پر کوئی اعتراض نہیں، اہل مغرب کی طرح ہمیں اپنی بیٹیوں سے عفت مطلوب نہیں اور اپنے نوجوانوں سے پاک دامنی درکار نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اور جو لوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اہل ایمان میں بے حیائی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔(النور:۱۹)

نبی اکرم ﷺ نے جو معاشرہ قائم فرمایا اس کی بنیاد حیا پر رکھی جس میں زنا کرنا ہی نہیں اس کے اسباب پھیلانا بھی ایک جرم تھا۔ مگر اب لگتا ہے کہ آپ ﷺ کے امتی حیاء کے اس ''بھاری بوجھ'' کو زیادہ دیر تک اٹھانے کے لیے تیار نہیں بلکہ اب وہ حیاء کے بجائے وہی کریں گے جو ان کا دل چاہے گا۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: ''جب تم میں حیا نہ رہے تو جو تمہارا جی چاہے کرو۔'' (بخاری)

آج ''ویلنٹائن ڈے'' پہ جو کچھ ہو رہا ہے وہ سوائے تباہی بربادی کے کچھ نہیں۔ ہم نے انھیں نوجوانانِ ملت کو اس کتاب میں سیدھی راہ دکھانے کی کوشش کی ہے۔

کتاب کا آغاز پانچ سال پہلے کیا گیا تھا بعض صحافتی ذمہ داریوں کی وجہ سے اس کام میں تاخیر ہوتی رہی اب الحمد للہ، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احباب کی دعاؤں سے یہ کتاب منظر عام پر آرہی ہے ہم نے اس موضوع پر جو تفصیلات تاریخ، حقائق اور اسلام کی نظر میں تھیں عامۃ الناس کے سامنے پیش کر دیں ہیں، راہنمائی، ہدایت، اللہ کی عطا ہے وہ خوش [illegible] ہیں جو جان کر ہدایت یافتہ بن جاتے ہیں اور جو فحاشی و عریانی کو روشن [illegible] تاویلات کے ذریعے گمراہی پہ چلنے پر بضد ہوں انھیں کوئی صراطِ مستقیم پہ نہیں لا سکتا اگر کوئی بندہ خدا اس شیطانی سازشوں کو سمجھ کر عریانی و فحاشی کی اس راہ سے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پلٹ آیا تو ہماری سعی و کوشش کامیاب ٹھہرے گی اللہ اسے قبول کرلے۔

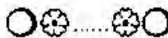
کتاب کی افادیت بڑھانے کے لیے ہم نے اس کے آخر میں عرب علماء کمیٹی کا ایک مقالہ بعنوان ''ویلنٹائن ڈے ہم کیوں منائیں'' شامل کردیا ہے۔علاوہ ازیں جناب عطاء اللہ صدیقی صاحب کا ممنون ہوں جنھوں نے پاکستان میں سب سے پہلے اس موضوع پر قلم اٹھایا اور اپنی اس پر مغز تحریر کو بطور تقریظ کتاب میں شامل کرنے کی اجازت دی۔ اپنے دوست مربی جناب احمد درویش کا بھی شکرگزار ہوں جنھوں نے نہ صرف کتاب کو بغور دیکھا نظر ثانی فرمائی بلکہ ہر قدم پر مفید مشوروں سے نوازا۔محترم طٰہٰ احمد الحماد (مدرس جامعہ الدعوۃ الاسلامیہ،مرکز طیبہ مریدکے) جناب راشد امین، حافظ محمد آصف سمیت ان احباب کا بھی احسان مند ہوں، جن کا ہر طرح کا ساتھ ثابت قدمی کا سبب بنا۔محترم ضیاء الرحمٰن اور عبد القدوس بھائی کی کاوشیں بھی لائق تحسین جنھوں نے کتاب کے سرورق و تزئین میں دلچسپی ودلجمعی سے کام لیا۔

ہمارا مقصد اس کتاب کے ذریعے نسل نو کو اس سازش اور تباہی کی پلاننگ سے آگاہ کرنا تھا اللہ تعالیٰ ہماری محنت کو قبول ومنظور فرمائے اور اس کتاب کو بھٹکے نوجوانوں کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائے (آمین)

بقول شاعر:

اب جس کے جی میں آئے وہ پائے روشنی
ہم نے تو دل جلا کے سرعام رکھ دیا

عبدالوارث ساجد
جنوری 2009
دار المجید، شیخوپورہ



www.iqbalkalmati.blogspot.com

مقدمہ:

مغرب کی تھوک

گزشتہ صدی کی آخری دہائی میں ذرائع ابلاغ کی تیز رفتار ترقی نے دنیا کو ایک گاؤں میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس ترقی سے معلومات کے فوری تبادلے، حالات سے آگاہی اور باہمی رابطوں کے فوائد تو ضرور حاصل ہوئے لیکن بدیسی تہذیب اور درآمدی ثقافت نے ہماری معاشرتی اقدار اور اخلاقیات کا جنازہ نکال کر رکھ دیا۔

اسلامیان پاکستان کی مشرقی روایات اور معاشرتی اقدار پر جن درآمدی رسومات نے نقب لگائی ہے، ان میں ایک رسم ''ویلنٹائن ڈے'' کی ہے۔ جسے مغرب کے مادر پدر آزاد معاشرے سے درآمد کیا گیا ہے، وہ مغربی معاشرہ جہاں اخلاقیات کا وجود ڈھونڈے نہیں ملتا، خاندانی نظام تباہ ہو چکا ہے، مقدس رشتوں کی کوئی اہمیت نہیں رہی اور انسانیت منہ چھپائے جائے پناہ تلاش کر رہی ہے، بدقسمتی سے مغرب کی مصنوعی روشنی کی چکا چوند سے خیرہ چشم ہمارے عوام سے زیادہ خواص، اخلاق و کردار سے تہی داماں اقوام مغرب کی تھوک چاٹنا بھی اپنے لیے قابل فخر سمجھتے ہیں۔

مقام افسوس ہے کہ قومی اخبارات نے بجائے اسلامی تہذیب، اپنی قدیم مذہبی اقدار اور معاشرتی روایات کا تحفظ کرنے کے معاصر روزناموں کے ساتھ مسابقت کرتے ہوئے غیر معمولی جوش کے ساتھ'' ویلنٹائن ڈے'' پر فحاشی اور بے غیرتی پر مبنی مغربی انداز ثقافت کے فروغ میں شرم ناک کردار ادا کیا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا اس دوڑ میں پرنٹ میڈیا سے بھی دو ہاتھ آگے ہے، اور تو اور مشرف کے جرنیلی دور میں قد کاٹھ نکالنے والے ایک روشن خیال'' عالم دین'' گزشتہ سال (2008ء) میں'' ویلنٹائن ڈے'' کو سندِ جواز عطا کر کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کھلے بندوں اِسے منانے کی اجازت بھی دے چکے ہیں:

رودوں دل کو یا پیٹوں جگر کو میں

''ویلنٹائن ڈے'' منانے والوں کے نزدیک یہ دن محبت کے اظہار کا دن ہے۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ جس سے محبت کا اظہار کرنا مقصود ہے اس سے راہ و رسم اور شناسی بھی ہو، نہ اس کے لیے عمر، مرتبے اور سماجی مقام کی قید ضروری ہے، راہ چلتے مرد کسی عورت کو اور لڑکیاں کسی بھی لڑکے سے اظہار محبت کر سکتی ہیں، یعنی بے حیائی، بے شرمی، بے غیرتی اور سفلی جذبات کے اظہار کی کھلی آزادی۔ ویلنٹائن ڈے کے بارے مختلف روایات میں ایک مستند روایت یہ ملتی ہے:

''تیسری صدی میں کلیسائے روم میں ''ویلنٹائن'' نامی ایک پادری تھا جو کلیسا ہی کی ایک خوب رو راہبہ پر فریفتہ ہو گیا، عیسائی تعلیمات کے مطابق پادریوں اور راہبات کے لیے تادمِ مرگ شادی حرام تھی، اس لیے ویلنٹائن کے لیے اپنی محبوبہ (راہبہ) سے جسمانی تعلق قائم کرنا ناممکن تھا لہٰذا اس عیار پادری نے اپنی جنس ہوس کی تکمیل کے لیے راہبہ کو ورغلایا اور اسے کہا کہ ''مجھے خواب میں یہ بشارت'' دی گئی ہے کہ 14 فروری کو کوئی پادری یا راہبہ جسمانی تعلق قائم کر لیں تو ان پر زنا کی تہمت نہیں لگے گی اور نہ کوئی گناہ ہو گا، جوشِ محبت میں راہبہ بھی اندھی ہو گئی اور دونوں نے منہ کالا کر لیا۔ کلیسا کی روایات اور عیسائیت کا تقدس پامال ہوا، چناں چہ پوپ نے مذہبی ساکھ بچانے کے لیے دونوں کو زنا کے جرم میں قتل کروا دیا۔ کچھ ہی عرصے بعد بعض منچلوں نے ''ویلنٹائن'' کو شہیدِ محبت کا خطاب دے کر 14 فروری کو اظہار محبت کے لیے ''ویلنٹائن ڈے'' کے نام سے اسے باقاعدہ منانا شروع کر دیا۔''

''انسائیکلوپیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق اس تہوار کا تعلق رومی دیوتا لوپر کالیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(Loper Calia) سے ہے قدیم رومن مرد اس تہوار پر اپنی آستینوں پر اپنی محبوباؤں کے نام لگا کر نکلتے تھے بعض اوقات یہ جوڑے باہم تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔" مختلف ادوار سے گزرتا ہوا یہ تہوار اب اس شکل میں سامنے آیا ہے کہ سان فرانسسکو میں "ویلنٹائن ڈے" پر ہم جنس پرست جوڑے سرعام برہنہ جلوس نکالتے ہیں اور جلوس کے شرکا اپنے جنسی اعضا پر محبوبوں کے نام کے سٹیکر چسپاں کر کے یا پینٹنگ کر کے ان کی سرعام نمائش کرتے ہیں۔

عالم کفر کی یہ سازش ہے کہ مسلم معاشرے سے دین کو دیس نکالا دے کر کافر اور مومن کی تمیز ختم کر دیا جائے اور "من تو شدم تو من شدی" کا معاملہ ہو جائے۔ مغرب کے مشترکہ اہداف میں اوّلین ہدف مسلم معاشرے میں جنسی بے راہ روی اور شہوت رانی کا فروغ ہے جس کے لیے انھیں مسلم معاشرے ہی میں عمل گریز طبقے کی ایسی کھیپ میسر آ جاتی ہے جو سماجی سطح پر نمایاں مقام رکھتی ہے۔ طبقۂ اشرافیہ (Elite Class) سے تعلق رکھنے والا یہ گروہ ذرائع ابلاغ اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کے تعاون سے "عوام کالانعام" کو اپنے نقش قدم پر چلنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

حیرت اس امر کی ہے کہ اقوامِ مغرب نے اشتراکیت کے خاتمے کے بعد بالاتفاق اسلام اور مسلمانوں کو اپنا دشمن اوّلین قرار دے کر ہر سطح پر محاذ آرائی کا آغاز کر دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور مسلمانوں کی اقدار، رسوم و رواج اور ثقافت و تہذیب پر باقاعدہ طے شدہ منصوبے کے تحت تاک تاک کر حملے کیے جا رہے ہیں جدید وسائل سے لیس مختلف تحقیقاتی ادارے دن رات ان مذموم مقاصد کے لیے سرگرم ہیں۔ بڑے بڑے شہ دماغ تھنک ٹینکس کے ذریعے نت نئی رپورٹیں سامنے لا رہے ہیں۔

اس کے برعکس اہل اسلام میں شاید کوئی ایسا ادارہ موجود ہو جو اس ساری صورت حال کا بہ نظر عمیق جائزہ لینے کے بعد کوئی مؤثر لائحہ عمل ترتیب دے سکے۔ معدودے چند ادارے ضرور کہیں نہ کہیں کام کر رہے ہیں تاہم ایک ان کا حلقہ اثر محدود ہے دوسرا یہ کہ دیگر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اسلامی اداروں سے ان کا مضبوط تعلق قائم نہیں جب کہ عالم کفر میں اسلام دشمنی میں مصروف تحقیقی اور تخریبی ادارے نہ صرف ایک دوسرے سے معلومات کا تبادلہ کرتے ہیں بلکہ ان کے درمیان باہم مثالی تعاون کی فضا بھی قائم ہے۔ مقبوضہ کشمیر کے عوام کی جدو جہد آزادی کی تحریک کچلنے کے لیے بھارت اسرائیل کی کشمیریوں کے خلاف مشترکہ کارروائیاں ڈھکی چھپی بات نہیں۔

اس مسموم اور اسلام مخالف عالمی تناظر میں ان مصنفین اور قلم کاروں کا وجود نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں جو اپنے قلم کی حرمت کا پاس رکھے ہوئے ہیں۔ خواب غفلت میں ڈوبی امت مرحومہ کو خوابیدہ نفوس اور مردہ ضمیروں کو جھنجوڑنے کے لیے اگر یہ اہل ہنر اپنے قلم سے کبھی نشتر کا کام بھی لیتے ہیں تو کسی کو تعجب نہیں ہونا چاہیے۔

''ویلنٹائن ڈے'' کے مصنف عبد الوارث ساجد کو اردو خواں طبقہ عموماً بچوں کا ادیب ہی سمجھتا ہے لیکن اس کے برعکس وہ ایک سنجیدہ فکر اور حالات حاضرہ پر گہری نظر رکھنے والا صاحب بصیرت قلم کار ہے۔ ''ننھے مجاہد'' کی ادارت، روزنامہ پاکستان میں انچارج چلڈرن ایڈیشن اور اپنی ابتدائی کتب کے حوالے سے بچوں کے ادیب کی چھاپ تو ان سے شائد کبھی نہ اترے تاہم مجھے یقین ہے کہ وہ مستقبل میں جس میدان کا بھی انتخاب کریں گے یقیناً اچھی روایات ہی قائم کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

میں اس کتاب کو عبد الوارث ساجد کی تصنیف کی بجائے ان کے حساس اور درد بھرے دل کی آواز کہوں گا...... اس تحریر میں اپنے بگڑتے ہوئے معاشرے کی فکر، بے راہ رو نوجوان نسل کے مستقبل کا اندیشہ، سود و زیاں سے عاری مسلم حکم رانوں کی پالیسیوں کے پیش آمدہ نتائج کی ہلکی سی جھلک تو دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی عبد الوارث ساجد نے محبت کے لطیف جذبے اور کومل احساس کے بارے میں بڑے اختصار لیکن جامع انداز میں اسلامی نقطہ نظر کو بھی پیش کر دیا ہے۔ یہ کتاب دراصل دعوت فکر ہے اس کوتاہ سوچ طبقے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے لیے جو اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ اور مغربی افکار کا دیوانہ ہے نیز ایک کاری ہتھیار بھی ہے ان صالح مسلمان نوجوانوں کے لیے جو دلیل سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ جو اس یقین پر قائم ہیں کہ وہ جس دین کے پیروکار ہیں یہ دین بانجھ نہیں بلکہ زندہ و تابندہ دین ہے۔ اللہ تعالیٰ عبدالوارث ساجد کی اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

احمد درویش

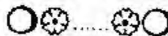
رکن مجلس ادارت ماہ نامہ "نداء الاسلام"، پشاور

سابق معاون مدیر ہفت روزہ "الاعتصام"، لاہور

۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۰ ھجری

16 جنوری 2009ء

لاہور



www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تقریظ:

ویلنٹائن ڈے منانا ضروری ہے؟

مغربی ذرائع ابلاغ کی تعلیمات و ہدایات کے زیر اثر ہمارے ہاں تواتر سے طبقہ اشراف سے تعلق رکھنے والا ایک جنونی گروہ پروان چڑھ رہا ہے جس نے تہذیب مغرب کی بھونڈی نقالی کو اپنا ایمان بنا رکھا ہے۔ اپنے آپ کو ''ماڈرن'' سمجھنے اور دکھانے کا انھوں نے واحد اسلوب ہی یہ سمجھ رکھا ہے کہ اہل مغرب سال بھر میں جو جو تقریبات منائیں، ان کے قدم بہ قدم بلکہ سانس بہ سانس اس شاغلانہ ہنگامہ آرائی میں دیوانہ وار شامل ہو جائیں۔ انھیں اس بات سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ آخر مغربی تہواروں کا پس منظر کیا ہے؟ ان کے لیے تو بس یہی امر کافی ہے کہ وہ CNN یا کسی اور ذرائع ابلاغ پر ایک جھلک دیکھ لیں یا معمولی سی خبر سن لیں کہ فلاں تاریخ کو مغرب کی جدید وجواں نسل کوئی تہوار منا رہی ہے اس جدیدیت گزیدہ طبقہ کو تو تہوار منانے کا کوئی نہ کوئی بہانہ چاہیے۔

نہ یہ ہندوؤں کے دیوالی، ہولی اور بسنت کے تہواروں کو معاف کرتے ہیں، نہ عیسائیوں کے کرسمس یا دیگر تہواروں میں شریک ہونے میں کوئی عیب سمجھتے ہیں بظاہر یہ مسلمانوں کی اولاد ہیں، لیکن مسلمانوں کے اصل تہوار یعنی عیدین کے موقعوں پر ان کے جذبات میں کوئی خاطر خواہ تحریک ہوتی ہے، نہ انھیں منانے میں انھیں کوئی لطف آتا ہے۔ بلکہ ان اسلامی تہواروں کو تو وہ ''عامی'' مسلمانوں کا ہی تہوار سمجھتے ہیں جن میں شریک ہونا ان کی کھوکھلی اشرافیت اور سطحی جدیدیت کے تقاضوں کے منافی سمجھا جاتا ہے۔ ان شریف زادوں کے روشن دماغ میں یہ سوال کبھی نہیں ابھرتا کہ گلوبل کلچر میں ان کی شرکت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یکطرفہ اور غلامانہ کیوں ہے،؟ تقریبات منانے کے شغل کو یہ وسعت ظرفی اور روشن خیالی سمجھتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے ممدوح اہل مغرب سے بھی بڑھ کر وسیع المشرب اور روشن خیال ہیں کیونکہ انھوں نے کبھی مسلمانوں کے تہواروں میں اس جوش و خروش سے حصہ نہیں لیا۔

جس ''ویلنٹائن ڈے'' کو منا منا کر ہمارے بعض'' محبت کے متوالے'' ہلکان ہوتے رہے ہیں، وہ ''تقریب شریف'' تو اہل مغرب کے لیے بھی بدعت جدیدہ کا درجہ رکھتی ہے۔ ماضی میں یورپ میں بھی اس کو منانے والے نہ ہونے کے برابر تھے، اس دن کے متعلق مغربی ذرائع ابلاغ بھی اس قدر حساس نہیں تھے۔ اگر یہ کوئی بہت اہم یا ہر دلعزیز تہوار ہوتا تو انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں اس کا ذکر محض چار سطور پر مبنی نہ ہوتا، جہاں معمولی واقعات کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں۔ انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا میں سینٹ ویلنٹائن کے متعلق چند سطری تعارف کے بعد'' ویلنٹائن ڈے'' کے متعلق تذکرہ محض ان الفاظ میں ملتا ہے:

> ''سینٹ ویلنٹائن ڈے'' کو آج کل جس طرح عاشقوں کے تہوار(Love,s Fesitival) کے طور پر منایا جاتا ہے یا ویلنٹائن کارڈ بھیجنے کی جو نئی روایت چل نکلی ہے، اس کا سینٹ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعلق یا تو رومیوں کے دیوتا لوپرکالیا کے حوالہ سے پندرہ فروری کو منائے جانے والے تہوار بار آوری یا پرندوں کے ''ایام اختلاط'' (Meeting Season) سے ہے۔''

گویا اس مستند حوالہ کی کتاب کے مطابق اس دن کو سینٹ سے سرے سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ بعض رومانیت پسند ادیبوں نے جدت طرازی فرماتے ہوئے اس کو خواہ مخواہ سینٹ ویلنٹائن کے سر تھوپ دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ نے ماضی میں کبھی بھی اس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تہوار کو قومی یا ثقافتی تہوار کے طور پر قبول نہیں کیا۔ البتہ آج کے یورپ کے روایت شکن جنونیوں کا معاملہ الگ ہے۔

ایک اور انسائیکلوپیڈیا ''بک آف نالج'' میں اس دن کے بارے میں نسبتاً زیادہ تفصیلات ملتی ہیں مگر وہ بھی تہائی صفحہ سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس کی پہلی سطر ہی رومان انگیز ہے۔

''۱۴ فروری محبوبوں کے لیے خاص دن ہے۔''

اس کے بعد وہی پرندوں کے اختلاط کا ملتا جلتا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے:

''ایک وقت تھا کہ اسے سال کا وہ وقت خیال کیا جاتا تھا جب پرندے صنفی مواصلت کا آغاز کرتے ہیں اور محبت کا دیوتا نوجوان مردوں اور عورتوں کے دلوں پر تیر برسا کر انھیں چھلنی کرتا ہے بعض لوگ خیال کرتے تھے کہ ان کے مستقبل کی خوشیاں ویلنٹائن کے تہوار سے وابستہ ہیں۔''

اس انسائیکلوپیڈیا میں ''ویلنٹائن ڈے'' کا تاریخی پس منظر یوں بیان کیا گیا ہے:

''ویلنٹائن ڈے'' کے بارے میں یقین کیا جاتا ہے کہ اس کا آغاز ایک رومی تہوار لوپر کالیا(Luper Calia) کی صورت میں ہوا۔ قدیم رومی مرد اس تہوار کے موقع پر اپنی دوست لڑکیوں کے نام اپنی قمیضوں کی آستینوں پر لگا کر چلتے تھے۔ بعض اوقات یہ جوڑے تحائف کا تبادلہ بھی کرتے تھے۔ بعد میں جب اس تہوار کو سینٹ ویلنٹائن کے نام سے منایا جانے لگا تو اس کی بعض روایات کو برقرار رکھا گیا۔ اسے ہر اس فرد کے لیے اہم دن سمجھا جانے لگا جو رفیق یا رفیقہ حیات کی تلاش میں تھا۔

سترہویں صدی کی ایک پر امید دوشیزہ سے یہ بات منسوب ہے کہ اس نے ویلنٹائن والی شام کو سونے سے پہلے اپنے تکیے کے ساتھ پانچ پتے ٹانکے۔ اس کا خیال تھا کہ ایسا کرنے سے وہ خواب میں اپنے ہونے والے خاوند کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیکھ سکے گی۔ بعد ازاں لوگوں نے تحائف کی جگہ ویلنٹائن کارڈز کا سلسلہ شروع کردیا۔"

14فروری کو سینٹ ویلنٹائن سے منسوب کیوں کیا جاتا ہے؟ اس کے متعلق کوئی مستند حوالہ تو موجود نہیں ہے البتہ ایک غیر مستند خیالی داستان پائی جاتی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں روم میں ویلنٹائن نام کے ایک پادری تھے جو ایک راہبہ کی زلف گرہ گیر کے اسیر ہوگئے۔ چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لیے نکاح ممنوع تھا اس لیے ایک دن ویلنٹائن صاحب نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لیے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۴ فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ صنفی میلاپ بھی کرلیں تو اسے گناہ نہ سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے ان پر یقین کیا اور دونوں جوشِ عشق میں یہ سب کچھ کرگزرے۔

کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی انھیں قتل کردیا گیا۔ بعد میں کچھ منچلوں نے ویلنٹائن صاحب کو "شہید محبت" کے درجہ پر فائز کرتے ہوئے ان کی یاد میں دن منانا شروع کردیا۔ چرچ نے ان خرافات کی ہمیشہ مذمت کی اور اسے جنسی بے راہ روی کی تبلیغ پر مبنی قرار دیا۔ بنکاک میں تو ایک عیسائی پادری نے بعض افراد کو لے کر ایک ایسی دکان کو نذرِ آتش کردیا جس پر "ویلنٹائن کارڈ" فروخت ہورہے تھے۔

آج کل یورپ وامریکہ میں ویلنٹائن ڈے کیسے منایا جاتا ہے اور اس کو منانے والے دراصل کون ہیں؟ اس کی تفصیلات جاننے کے بعد اس دن کو محض "یوم محبت" سمجھنا درست نہیں ہے۔ یہ تہوار ہر اعتبار سے یوم اوباشی یا یومِ اباحیت کی صورت اختیار کرچکا ہے۔ مغرب میں "محبت" کا تصور و مفہوم یکسر مختلف ہے۔ جس جذبے کو وہاں "محبت" (Love) کا نام دیا جاتا ہے، وہ درحقیقت بوالہوسی (Lust) ہے۔ مغرب کے تہذیبی اہداف میں جنسی ہوس اور جنسی باؤلے پن کی تسکین کی خاطر مرد و زن کے آزادانہ اختلاط کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بھرپور ہوا دینا ہے۔ اُس معاشرے میں عشق اور فسق میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جاتا۔ مرد و زن کی باہمی رضا مندی سے ہر طرح کی شہوت رانی اور زنا کاری وہاں ''محبت'' ہی کہلاتی ہے۔ اسی طرح ویلنٹائن ڈے منانے والوں کی جانب سے ''محبت'' کا لفظ جنسی بے راہ روی کے لیے بطور استعارہ استعمال ہوتا ہے۔

ہمارے ایک فاضل دوست جو نہ صرف امریکہ سے بین الاقوامی قانون میں پی ایچ ڈی کر کے آئے ہیں بلکہ وہاں ایک معروف یونیورسٹی میں پڑھانے کا اعزاز بھی رکھتے ہیں، انھوں نے اپنے چشم دید واقعات کی روشنی میں اس کا پس منظر بیان کیا کہ حالیہ برسوں میں امریکہ اور یورپ میں اس دن کو جوش و خروش سے منانے والوں میں ہم جنس پرستی میں مبتلا نوجوان لڑکے اور لڑکیاں پیش پیش تھیں۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے سان فرانسسکو میں ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ہم جنس پرست خواتین اور حضرات کے برہنہ جلوس دیکھے۔ جلوس کے شرکاء نے اپنے سینوں اور اعضائے مخصوصہ پر اپنی محبوبوں کے نام چپکا رکھے تھے۔ وہاں یہ ایسا دن سمجھا جاتا ہے، جب ''محبت'' کے نام پر آوارہ مرد اور عورتیں جنسی ہوسناکی کی تسکین کے شغل میں غرق رہتی ہیں۔ جنسی انارکی کا بدترین مظاہرہ اسی دن کیا جاتا ہے ہمارے یہ دوست آج کل لاہور میں ایک پرائیویٹ لاء کالج کے پرنسپل ہیں۔ ایک جدید، روشن خیال اور وسیع المطالعہ شخص ہونے کے ساتھ ساتھ انھوں نے پاکستان میں ''ویلنٹائن ڈے'' منانے والوں کی عقل پر ماتم کرتے ہوئے کہا کہ ''میرا جی چاہتا ہے کہ اس دن کو منانے کے لیے جہاں جہاں اسٹال لگائے گئے ہیں انھیں آگ لگا دوں۔''

قدیم رومی کلچر کی روایات ہوں یا جدید مغرب کا اسلوبِ جنس پرستی، ان کا ہماری مذہبی تعلیمات تو ایک طرف، مشرقی کلچر سے بھی دور کا واسطہ نہیں ہے۔ قدیم روم میں اس تہوار کو ''خاوند کے شکار'' کا دن سمجھا جاتا تھا۔ ہمارے ہاں کسی عورت کے لیے مارکیٹ میں خاوند کی تلاش میں نکل کھڑے ہونا بے حمیتی اور بے غیرتی کی بات سمجھی جاتی ہے۔ ہمارے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خاندانی نظام میں عورت کو جو احترام حاصل ہے اس کے پیش نظر اس کی شادی بیاہ کا اہتمام اس کے خاندان کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔

''ویلنٹائن ڈے'' ہر اعتبار سے ''یومِ اوباشی'' ہے۔ اس کا اصل مقصود عورت اور مرد کے درمیان ناجائز تعلقات کو فروغ دینا بلکہ تقدس عطا کرنا ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ہاں نوجوان نسل کو ان خرافات کے مضمرات سے آگاہ نہیں کیا جا رہا۔

اخبارات میں اس ''یوم'' کے حوالے سے، منعقدہ تقریبات کو جس طرح ''کوریج'' دی جاتی ہے اس سے اس کے مزید بڑھنے کا امکانات پیدا ہو گئے ہیں۔ ہمارے وہ دانشور جو اسلامی کلچر کے مقابلے میں برصغیر کے قدیم کلچر کے احیاء کا پرچار کرتے ہیں، مغربی تہذیب کے اس حیاء سوز تہوار کے خلاف آخر خاموش کیوں ہیں؟ ہندوستان کی بعض ہندو تنظیموں بشمول کانگریس نے کچھ سال قبل ''ویلنٹائن ڈے'' کے خلاف احتجاجی مظاہرے کیے لیکن ہمارے ہاں مذہبی تنظیموں اور مقامی کلچر سے ''محبت'' کرنے والے دانشوروں نے اس طرح کے مظاہرے نہیں کیے۔ ان کی خاموشی کو کیا نیم رضا سمجھا جائے؟ مغرب کی ثقافتی استعماریت کا اس قدر غلبہ ہے کہ ہماری قوم کے اندر بے حسی پیدا ہوتی جا رہی ہے۔

گزشتہ سال ''ویلنٹائن ڈے'' کے موقع پر بعض اسلامی ممالک میں اجتماعی شادی کی تقریبات منعقد کی گئیں۔ ایک تقریب نامسعود کی پیروی کسی بھی طرح مستحسن اقدام نہیں۔ ہمارے صالح فکر دانشوروں کا فرض ہے کہ وہ پاکستان میں ''ویلنٹائن ڈے'' منانے والے نوجوانوں کی اصلاح کا فریضہ انجام دیں۔ ایسے افراد کی بھرپور مذمت کرنی چاہیے جو ایسی خرافات کو رواج دینے کا باعث بنتے ہیں۔ اسلام میں نہ تو اجتماعی شادیوں، پر کوئی پابندی ہے اور نہ ہی میاں بیوی کے درمیان محبت کے اظہار پر کوئی بندش ہے لیکن اس کے لیے ایک ایسے دن کا انتخاب کرنا جو مغرب کی جنس پرست تہذیب کا علامتی اظہار بن چکا ہے، کسی بھی اعتبار سے مناسب نہیں ہوتا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کیا ہمارے ذرائع ابلاغ کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ محض خبروں کی سنسنی خیز اشاعت کے ساتھ ساتھ ایسے مسائل میں پاکستانی قوم کی راہنمائی کا فریضہ بھی ادا کریں؟ دعوت فکر ہے ذرائع ابلاغ کے ذمہ داران کے لیے۔

محمد عطاء اللہ صدیقی



www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پہلا باب:

''ویلنٹائن ڈے'' تاریخ کے آئینے میں

ہر تہوار چاہے اس کا تعلق مذہب سے ہو یا ثقافت سے، اس کا ایک تاریخی پس منظر ہوتا ہے۔ ویلنٹائن ڈے بھی ایک کھوکھلی تاریخ رکھتا ہے مگر اس تاریخ سے قطع نظر، یہ ''دن'' اب مغرب میں محبت کے اظہار، بے قرار دلوں کے قرار اور مچلتے ہوئے جذبوں کے لیے گرد وغبار کا دن بن گیا ہے۔ مغرب خاندان کے ادارے سے محروم ہو چکا ہے، یہ ادارہ چونکہ خوشیوں کے تمام خوشوں کا اصل مرکز ہوتا ہے، اس لیے اس ادارے کے ٹوٹنے سے مغرب کی تمام خوشیاں چند بے ہودہ رسموں، فرسودہ تہواروں، بے حقیقت دنوں اور ہنگاموں تک محدود ہوگئی ہیں۔ اس کے برعکس مشرق میں خاندانی نظام قائم ہے جس کی وجہ سے ہر گھر خوشیوں کا گہوارہ بنا ہوا ہے۔ ہر گھر میں قہقہے چھوٹتے اور خوشی کے شگوفے پھوٹتے ہیں۔ اسی لیے ہماری تہذیب میں خاص ''خوشیوں کے دن'' بہت کم ہیں۔

مسرت بھی عبادت بھی:

اسلامی تہذیب میں خوشیاں بھی عبادت میں شامل ہیں۔ خوشیاں منانا، خوشیوں کا اہتمام کرنا، خود خوش رہنا اور دوسرے کو خوش رکھنا، کسی سے ملاقات کے وقت اس سے مسکرا کر ملنا، معصوم بچوں کو دیکھ کر انہیں بے تابانہ گود میں لے لینا، ان سے محبت کرنا، شفقت سے ان کا بوسہ لینا، خوشی کے وہ مظاہر ہیں جن کے نمونے روزانہ گلیوں، بازاروں اور محلوں میں نظر آتے ہیں۔ اگرچہ اسلام میں بھی خوشیاں اور تہوار زندگی کا حصہ ہیں مگر اسلامی تہذیب نے ان خوشیوں کے آغاز کو بھی اللہ کی یاد، عبادت اور سجدۂ شکر سے جوڑ دیا ہے۔ اسی لیے مسلمانوں کے دو عظیم تہوار عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا آغاز، سجدۂ شکر سے ہوتا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے۔ یہ سجدہ اس بات کا اعلان ہے کہ خوشی کے اس موقع پر بھی میں نفس کے قابو میں نہیں ہوں اور اپنے رب کے دروازے پر حاضر ہوں۔ یہ حاضری اور حضوری اس بات کا وعدہ، اس عہد کا اعادہ اور اس یقین کا اظہار ہے کہ میں خوشی کے بے پناہ خوشے چننے کے باوجود بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑوں گا۔ وہ کام نہ کروں گا جو میرے مالک کو ناپسند ہے۔ یہ عہدو پیان ہماری خوشیوں ،تہواروں اور نئے موسموں میں سادگی ،متانت، سنجیدگی، بردباری اور میانہ روی کے رنگ گھولتا ہے۔

اصلی اور نقلی خوشی:

اچھے دنوں میں اچھے لوگوں کو یاد کرنا،ان لوگوں کو یاد کرنا جن سے درد کے رشتے بندھے ہوئے ہیں ،ان دنوں کو یاد کرنا جن کی یاد دل کو بے چین کر دیتی ہے اور ان چہروں کو یاد کرنا جن سے مل کر دل کی کلی کھل جاتی ہے ۔ان رفیقوں ،ساتھیوں اور ہم سفروں کو یاد کرنا جن کی یادوں کے عکس آج بھی موسم بہار کے گلاب کی طرح تازہ ہیں اور ان پر شبنم کے موتی اس طرح چمک رہے ہیں جس طرح بہار کی پہلی صبح فاختہ کی چونچ کے اوپر شبنم کا موتی ٹھہر گیا ہو اور صرف تتلی کو چمکتا ہوا نظر آ رہا ہو۔خوشیاں کون نہیں مناتا اور یہ کسے اچھی نہیں لگتیں جب ہر سو خوشی کا عالم ہو تو ایسا منظر کس کو بُرا لگتا ہے مگر مسرت اور بے حیائی ،شوخی اور پھکڑ پن،خوشی اور بازاری پن میں بے پناہ فاصلہ ہے۔

خوشی کے جذبات کے اظہار کا مطلب یہ تو نہیں کہ دوسروں کے جذبات مشتعل اور مجروح کر دیے جائیں۔ سرمستی اور سرشاری میں بہت فاصلہ ہے۔ ان فاصلوں کو برقرار رکھنا ہی تہذیب کا حسن اور تمدن کا کمال ہے۔ زندگی نہ بھڑک اٹھنے کا نہ بجھ جانے کا نام ہے بلکہ زندگی سلگتے رہنے کا نام ہے۔

عریانی کا خود کاشتہ پودا:

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اخبارات میں نوجوانوں،بوڑھوں،بچوں کے جو جذبات

www.iqbalkalmati.blogspot.com

شائع ہوتے ہیں، ان پیغامات میں ہماری اقدار بدلتے ہوئے معاشرتی رویے،فرد کی بے چارگی ، رسم ورواج کے نام پر فطری جذبات کچلنے کی روایت،زندگی کو زندگی کے بجائے قید خانے میں تبدیل کرنے کا عمل ،قربتوں،فاصلوں،ہجر ووصال کے موسموں کی کہانیاں، ملنے اور بچھڑنے ،بچھڑ کر ہمیشہ کے لیے بچھڑ جانے کی کہانی،ٹوٹے ہوئے دلوں کے نغمے،روتی ہوئی آنکھوں کے آنسو،غرض دنیا بھر کے سلسلے ان پیغامات میں موجزن ہوتے ہیں۔ان پیغامات پرخوشی یا مشتعل ہونے کی بجائے ہمیں اپنی طرز حیات ،معاشرے اورمعاشرتی رویوں کا بغور جائزہ لینا ہوگا۔محبت بذات خود جرم ہے نہ محبت کا اظہار مگر اس محبت کو نکاح کے روحانی اور نورانی پیکر میں ڈھالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔''ویلنٹائن ڈے'' خوشی کے نام پر ایک ایسا خود کاشتہ پودا ہے جسے فحاشی،عریانی کے جلومیں مادر پدر آزاد مغربی تہذیب نے سینچا ہے۔ اسے مشرق کی سرزمین میں جگہ دینا اپنی تہذیب وثقافت پر عدم اعتماد کی علامت ہے۔ مشرقی اور اسلامی تہذیب کے پاس خوشیوں کے اور بہت سے دن ہیں۔ اس مانگے تانگے کی ثقافت کی کیا ضرورت ......! جس کے ''وجود'' سے مغرب کی برہنہ تہذیب اڈتی چلی آتی ہے ۔آیئے !اب ویلنٹائن ڈے کی تاریخ کی طرف چلتے ہیں۔

بے شرمی کی تاریخ:

اس کے متعلق جو روایت سامنے آتی ہے وہ صرف انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی ہے جس میں لکھا ہے:

ویلنٹائن ڈے کے بارے میں سب سے پہلی روایت روم میں قبل مسیح کے دور سے ملتی ہے۔ جب روم کے بت پرست مشرکین 15 فروری کو جشن مناتے تھے جو Feast of the wolf یا Feas of Lupercaolius کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ جشن وہ اپنے دیوی دیوتاؤں کے اعزاز میں انھیں خوش کرنے کے لیے مناتے تھے ۔ ان دیوی دیوتاؤں میں Pan(فطرت کا دیوتا) Februata Jano (عورتوں اور شادی کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیوی) Pastoral gol Lupercalius (رومی دیوتا جس کے کئی دیویوں کے ساتھ عشق و محبت کے تعلقات تھے) شامل ہیں۔ اس موقع پر ایک برتن میں تمام نوجوان لڑکوں کے نام لکھ کر ڈالے جاتے تھے جس میں سے تمام لڑکے باری باری ایک پرچی اٹھاتے اور اس طرح قرعہ اندازی کے ذریعے منتخب ہونے والی لڑکی اس لڑکے کی ایک دن، ایک سال یا تمام عمر کی ساتھی (Sexual Companion) قرار پاتی۔ یہ دونوں محبت کے اظہار کے طور پر آپس میں تحفے تحائف کا تبادلہ کرتے اور بعض اوقات شادی بھی کر لیتے تھے۔

اسی طرح ویلنٹائن کارڈز پر دکھائے جانے والے نیم برہنہ اور تیر کمان اٹھائے ہوئے، ''کیوپڈ'' (Cupid) اس کی تصویر بھی ویلنٹائن کی خصوصی علامت ہے اور رومن عقیدے کی رو سے وینس (محبت اور خوب صورتی کی دیوی) کا بیٹا ہے جو کہ لوگوں کو اپنے تیر سے نشانہ لگا کر محبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

عیسائیت کا اثر:

جب روم میں عیسائیت منظر عام پر آئی تو عیسائیوں نے اس جشن کو اپنے رنگ میں رنگنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لیے 14 فروری کی تاریخ کا انتخاب کیا گیا جس دن رومیوں نے ایک عیسائی پادری ''ویلنٹائن'' کو سزائے موت دی تھی۔ واقعہ یوں ہے کہ رومی بادشاہ Claudius-II کے عہد میں روم کی سرزمین مسلسل کشت و خون کی وجہ سے جنگوں کا مرکز بنی رہی اور یہ عالم ہوگیا کہ ایک وقت میں Claudius کو اپنی فوج کے لیے مردوں کی تعداد بہت کم نظر آئی، جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ روم کے نوجوان اپنی بیویوں کو چھوڑ کر پردیس لڑنے کے لیے جانا پسند نہیں کرتے تھے۔ بادشاہ نے اس کا حل یہ نکالا کہ ایک خاص عرصے کے لیے شادیوں پر پابندی عائد کردی تاکہ نوجوانوں کو فوج میں آنے کے لیے آمادہ کیا جائے۔ اس موقع پر ایک پادری ''سینٹ ویلنٹائن'' نے خفیہ طور پر نوجوانوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا۔ جب یہ راز فاش ہوا تو بادشاہ Claudius کے حکم پر سینٹ ویلنٹائن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال کر سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا۔ جیل میں یہ پادری

جیلر کی بیٹی کو دل دے بیٹھا جو روزانہ اس سے ملنے آیا کرتی تھی۔ لیکن یہ ایک راز تھا کیونکہ عیسائی قوانین کے مطابق پادریوں اور راہبوں کے لیے شادی یا محبت کرنا ممنوع تھا۔ اس کے باوجود عیسائی ویلنٹائن کی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کیونکہ جب رومی بادشاہ نے اسے پیشکش کی کہ اگر وہ عیسائیت کو چھوڑ کر رومی خداؤں کی عبادت کرے تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ بادشاہ اسے اپنی قربت دے گا اور اپنی بیٹی سے اس کی شادی بھی کر دے گا لیکن اس نے ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے انکار کر دیا۔ جس کے نتیجے میں اسے رومی جشن سے ایک دن پہلے ۱۴ فروری ۲۷۰ء کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ مرنے سے پہلے اس نے جیلر کی بیٹی کو ایک خط لکھا جس کا خاتمہ "From Your Valentine" کے الفاظ سے کیا۔

بہت سے ویلنٹائن کارڈز پر لکھے جانے والے Greetings کے الفاظ "From Your Valentine" اسی واقعے کی یادتازہ کرنے کے لیے ہیں۔

ویلنٹائن کے نام سے کم از کم تین مختلف پادری ہیں اور تمام کی ''موت'' کا دن ۱۴ فروری ہے۔ ۴۹۶ء میں پوپ Gelasius نے سرکاری طور پر ۱۵ فروری کے رومی فیسٹول Lupercalia کو بدل کر ۱۴ فروری کو سینٹ ویلنٹائن ڈے منانے کا اعلان کیا اور لاٹری کے ذریعہ لڑکی کے انتخاب کی رومی رسم میں یہ رد و بدل کیا کہ پرچی میں نوجوان لڑکی کے نام کی بجائے عیسائی پادریوں کے نام لکھے جاتے اور تمام مرد اور عورتیں ایک ایک پرچی اٹھاتے۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ہر مرد یا عورت جس عیسائی پادری کے نام کی پرچی اٹھاتا اسے اگلے سال تک اسی پادری کے طور طریقوں کو اپنانا ہوتا تھا۔ (1)

ایک عیسائی پادری ''ویلنٹائن'' کے حوالے سے منایا جانے والا یہ دن اس ''یوم'' کی تاریخ، تہوار، رسم و رواج، تحریف در تحریف کے عمل سے گزر کر تاریخ میں ایسی شرمناک شکل

(1) ماخذ: انسائیکلوپیڈیا بریٹانیکا، کیتھولک انسائیکلوپیڈیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اختیار کر چکا ہے جس کی عملی، عقلی، فکری بنیادیں ابھی تک مغرب بھی تلاش کر رہا ہے۔

"ویلنٹائن ڈے" کی تاریخ ہمیں روایات کے انبار تلے دبی ملتی ہے۔ روایات کے یہ دفتر "اسرائیلیات" سے بھی بدتر درجے کی چیز ہیں، جہاں تک ویلنٹائن کا تعلق ہے جس کے نام سے یہ دن منسوب کیا گیا ہے تو اصل حقیقت یہی ہے کہ کوئی مستند روایت اس کے متعلق نہیں ہے، یہاں تک کہ اس نام کے بھی کئی ایک سے زائد افراد کا ذکر ہے جس سے مختلف روایات منسوب ہیں۔

لوگوں نے اپنے سفلی جذبات کی تسکین کے لیے سینٹ ویلنٹائن کے حوالے سے کیا کچھ تخلیق کیا؟ اس کی ہلکی سی جھلک درج ذیل روایتوں میں بیان ہوئی ہے جس کا مطالعہ مغربی تہذیب میں بے حیائی، بے شرمی کی تاریخ کے آغاز کا اشارہ دیتا ہے۔

محبت کا دیوتا حسن کی دیوی

"ویلنٹائن ڈے" کے آغاز کے بارے مختلف باتیں زبان زد عام ہیں۔ بعض کے نزدیک یہ وہ دن ہے جب سینٹ ویلنٹائن نے روزہ رکھا تھا اور لوگوں نے اسے محبت کا دیوتا مان کر یہ دن اسی کے نام کر دیا۔ کئی شرکیہ عقائد کے حامل لوگ، اسے یونانی کیوپڈ (محبت کے دیوتا) اور وینس (حسن کی دیوی) سے موسوم کرتے ہیں۔ یہ لوگ کیوپڈ کو ویلنٹائن ڈے کا مرکزی کردار کہتے ہیں جو اپنی محبت کے زہر بجھے تیر نوجوان دلوں پر چلا کر انہیں گھائل کرتا تھا۔ تاریخی شواہد کے مطابق ویلنٹائن کے آغاز کے آثار قدیم رومن تہذیب کے عروج کے زمانے سے چلے آرہے ہیں۔"

جشنِ زرخیزی:

14 فروری کا دن رومن دیوی دیوتاؤں کی ملکہ "جونو" کی یاد میں یوم تعطیل کے طور پر منایا جاتا تھا۔ اہل روم ملکہ جونو کو صنف نازک اور شادی کی دیوی کے نام

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے موسوم کرتے تھے جب کہ 15 فروری ''لیوپرکس'' دیوتا کا دن مشہور تھا اور اس دن اہل روم جشن زرخیزی مناتے تھے۔اس موقع پر وہ پورے روم میں رنگا رنگ میلوں کا اہتمام ہوتا تھا اور جشن کی سب سے مشہور چیز نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے نام نکالنے کی رسم تھی۔اس رسم میں لڑکیوں کے نام لکھ کر ایک برتن میں ڈال دیے جاتے اور وہاں موجود نوجوان اس میں سے باری باری پرچی نکالتے اور پھر پرچی پر جس لڑکی کا نام لکھا ہوتا تھا وہ لڑکی جشن کے اختتام تک اس نوجوان کی ساتھی بن جاتی ۔''یوں اُن دونوں کو شادی کے بندھن میں باندھ دیا جاتا۔

خفیہ شادیاں:

ایک دوسری روایت کے مطابق شہنشاہ کلاڈیس دوم کے عہد میں روم کی سرزمین مسلسل جنگوں کی وجہ سے کشت وخون اور جنگوں کا مرکز بنی رہی۔ایک وقت کلاڈیس کی اپنی فوج کے لیے مردوں کی بہت کم تعداد میسر آئی۔جس کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ روم کے نوجوان اپنی بیویوں اور ہم سفروں کو چھوڑ کر پردیس لڑنے کے لیے جانا پسند نہ کرتے تھے۔ اس کا شہنشاہ کلاڈیس نے یہ حل نکالا کہ ایک خاص عرصے کے لیے شادیوں پر پابندی عائد کردی تاکہ نوجوانوں کو فوج میں شمولیت کے لیے آمادہ کیا جائے، اس موقع پر سینٹ ویلنٹائن نے سینٹ ماربس کے ساتھ مل کر خفیہ طور پر نوجوان جوڑوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا، ان کا یہ کام چھپ نہ سکا۔شہنشاہ کلاڈیس کے حکم پر سینٹ ویلنٹائن کو گرفتار کرلیا گیا اور اذیتیں دے کر 14 فروری 270ء کو (بعض روایتوں کے مطابق 269ء میں) قتل کردیا گیا، اس طرح 14 فروری سینٹ ویلنٹائن کی موت کے باعث اہل روم کے لیے معتبر ومحترم دن قرار پاگیا۔''

محبت کا شہید:

14 فروری اور ویلنٹائن کے متعلق ایک روایت یہ بھی ہے کہ تیسری صدی عیسوی میں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

روم میں ویلنٹائن نام کا ایک پادری، ایک راہبہ (Nun) کی زلف گرہ گیر کا اسیر ہوگیا۔ چونکہ عیسائیت میں راہبوں اور راہبات کے لیے نکاح ممنوع تھا، اس لیے ایک دن ویلنٹائن نے اپنی معشوقہ کی تشفی کے لیے اسے بتایا کہ اسے خواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ ۱۴ فروری کا دن ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی راہب یا راہبہ جسمانی تعلقات بھی قائم کر لیں تو اسے گناہ نہیں سمجھا جائے گا۔ راہبہ نے اس پر یقین کر لیا اور دونوں جوش عشق میں سب کچھ کر گزرے۔

کلیسا کی روایات کی یوں دھجیاں اڑانے پر ان کا حشر وہی ہوا جو عموماً ہوا کرتا ہے یعنی ان دونوں کو قتل کر دیا گیا۔ کچھ عرصے بعد چند لوگوں نے انھیں محبت کا شہید جان کر عقیدت کا اظہار کیا اور ان کی یاد میں یہ دن منانا شروع کر دیا۔ [1]

ایک اور ویلنٹائن:

ایک روایت یہ بھی ہے کہ:

> سینٹ ویلنٹائن نام کا ایک معتبر شخص برطانیہ میں بھی تھا۔ یہ بشپ آف ٹیرنی تھا جسے عیسائیت پر ایمان کے جرم میں 14 فروری کو پھانسی دے دی گئی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ قید کے دوران بشپ کو جیلر کی بیٹی سے محبت ہوگئی اور وہ اسے محبت بھرے خطوط لکھا کرتا تھا۔ اس مذہبی شخصیت کے ان محبت ناموں کو ''ویلنٹائن'' کہا جاتا ہے۔ چوتھی صدی عیسوی تک اس دن کو تعزیتی انداز میں منایا جاتا تھا لیکن رفتہ رفتہ اس دن کو محبت کی یادگار کا رتبہ حاصل ہوگیا اور برطانیہ میں اپنے منتخب محبوب اور محبوبہ کو اس دن محبت بھرے خطوط ''پیغامات'' کارڈز اور سرخ گلاب بھیجنے کا رواج پا گیا۔''

برطانیہ سے رواج پانے والے اس دن کو بعد میں امریکا اور جرمنی میں بھی منایا جانے

[1] مجلة الدعوة ذوالحجة ١٤٢٤ هجری

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لگا تاہم جرمنی میں دوسری جنگ عظیم تک یہ دن منانے کی روایت نہیں تھی۔ برطانوی کاؤنٹی ویلز میں لکڑی کے چمچ 14 فروری کو تحفے کے طور پر دیے جانے کے لیے تراشے جاتے اور خوب صورتی کے لیے ان کے اوپر دل اور چابیاں لگائی جاتی تھیں جو تحفہ وصول کرنے والے کے لیے اس بات کا اشارہ ہوتیں کہ "تم میرے بند دل کو اپنی محبت کی چابی سے کھول سکتے ہو۔" جیسے جیسے یہ دن گزرتا گیا سال بہ سال اس میں مختلف قسم کے افعال، رسومات اور رجحانات بھی شامل ہوتے رہے۔ ایسے ہی یہ دن چند توہمات کا بھی شکار ہوگیا، مثلاً

توہمات:

کچھ لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ویلنٹائن ڈے کو اگر کوئی چڑیا کسی عورت کے سر پر سے گزر جائے تو اس کی شادی ملاح سے ہوتی ہے۔ اگر عورت کوئی چڑیا دیکھ لے تو اس کی شادی کسی غریب آدمی سے ہوتی ہے، جب کہ زندگی بھی خوش گزرے گی اور اگر عورت ویلنٹائن ڈے پر کسی سنہرے پرندے کو دیکھ لے تو اس کی شادی کسی امیر کبیر شخص سے ہوگی اور زندگی ناخوش گزرے گی۔ امریکا میں روایت مشہور ہے کہ:

> "14 فروری کو وہ لڑکے اور لڑکیاں جو آپس میں شادی کرنا چاہتے ہیں سٹیم ہاؤس جا کر ڈانس کریں اور ایک دوسرے کے نام دہرائیں جونہی رقص کا عمل ختم ہوگا اور جو آخری نام ان کے لبوں پر ہوگا اس سے ہی اس کی شادی قرار پائے گی۔"

زمانہ قدیم سے مغربی ممالک میں یہ دل چسپ روایت بھی زبان زد عام ہے کہ اگر آپ اس بات کے خواہش مند ہیں کہ یہ جان سکیں کہ آپ کی کتنی اولاد ہوگی تو ویلنٹائن ڈے پر ایک سیب درمیان سے کاٹیں۔ پھر کٹے ہوئے سیب کے آدھے حصے پر جتنے بیج ہوں گے اتنے ہی آپ کے بچے پیدا ہوں گے۔ اٹلی میں غیر شادی شدہ خواتین سورج نکلنے سے پہلے کھڑکی میں کھڑی ہو جاتی ہیں اور جو پہلا مرد ان کے سامنے سے گزرتا ہے ان کے عقیدے کے مطابق وہ ان کا ہونے والا خاوند ہوتا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ویلنٹائن ڈے پر مبارک بادی کارڈ کا رواج:

تحریری طور پر ویلنٹائن کی مبارک باد دینے کا رواج 14ویں صدی عیسوی میں ہوا۔ابتدا میں رنگین کاغذوں پر واٹرکلر اور رنگین روشنائی سے کام لیا جاتا تھا جس کی مشہور اقسام کردسٹک ویلنٹائن، کٹ آؤٹ اور پرل پرس ویلنٹائن کارخانوں میں بننے لگے۔ 19صدی کے آغاز پر ویلنٹائن کارڈز بھیجنے کی روایت باقاعدہ طور پر پڑی جو اَب مستقل حیثیت اختیار کر چکی۔"

ان روایتوں کے سرسری مطالعے سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ لوگوں نے اپنی خوابیدہ تمناؤں کو لفظوں کے کوزے میں کفنا دیا ہے۔ انسانی جذبات کی ناکامیاں، محرومیاں، زندگی کے اداس لمحے، کچلی ہوئی خواہشات، دبے ہوئے ارمان، جنہیں معاشرے کی غلط رسوم ورواج کے باعث فطری نشوونما، ارتقاء اور اظہار کا موقع نہیں ملا۔اس معاشرے کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے "ویلنٹائن ڈے" کے پیرہن میں اپنی تمام شرارتیں لے کر سما گئے ہیں۔ جن معاشروں میں انسانی جذبات کا احترام نہ ہو، انسان کے فطری مطالبات کو شائستہ اور شریفانہ طریقے سے پورا کرنے کا کوئی نظام نہ ہو اور زندگی میں حرکت، حرارت، مسرت، خوشیاں چند مخصوص لوگوں کا مقدر بن جائیں تو بغاوت مذہبی شخصیات کے مقدس ایام کے لبادے میں اس طرح ظاہر ہوتی ہے کہ "سینٹ ویلنٹائن" زندہ ہوتا تو وہ بھی اپنے نام پر ہونے والے ان جرائم کو دیکھتے ہی شرم سے پانی پانی ہو جاتا۔

ویلنٹائن کی تعداد:

تاریخ کے مطابق ویلنٹائن نام کے تین سینٹ ہوگزرے ہیں، ان تینوں میں سے دو کے تیسری صدی عیسوی میں سرقلم کردیے گئے تھے۔ ان میں سے کسی کا تعلق ایسی کسی تقریب سے نہ تھا، نہ ہی ان میں سے کوئی دنی دی محبت کے جذبے سے ہی آشنا تھا۔ "اکانومسٹ" کی ایک رپورٹ کے مطابق ویلنٹائن ڈے بہار کی آمد پر پرندوں کی مسرت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے اظہار کی علامت ہے۔

انگریزی میں ویلنٹائن پر سب سے پہلی نظم چوسر نے (1382ء میں) ''پارلیمنٹ آف فاؤلز'' کے زیرعنوان لکھی تھی۔ اس میں انسانوں سے کہا گیا ہے وہ اپنی جنس تبدیل کرنے کے لیے کسی نہ کسی پرندے کا انتخاب کریں۔ علم الانسان کے کئی ماہرین کے خیال میں یہ دن سردی کے خاتمے پر منایا جاتا تھا اور لوگ بکرے کی کھال اوڑھ کر ہر اس عورت پر پل پڑتے تھے جو انہیں نظر آتی تھی۔

اس تناظر میں ہم سوچتے ہیں کہ کیا ''یوم ویلنٹائن'' ایک مقدس دن کے طور پر طلوع ہوتا ہے؟ وہ تین اشخاص جن کا نام ویلنٹائن تھا اپنے دین پر چلنے کے جرم میں قتل کردیے گئے؟ ان کی قربانی کیا اس دن کے لیے تھی کہ عیسائی اور مغربی دنیا ان کے لہو سے اپنے دلوں کی جلن کو مٹا ڈالے؟ مغربی تاریخ میں قرون وسطی کی ایک اور تقریب سینٹ اوسوالڈ کے نام سے موسوم ہے۔ اس روز 29 فروری کو ہر چار سال بعد لیپ کے سال کے موقع پر عورتیں کھل کر سامنے آتی ہیں۔ اگر لیپ کا سال نہ ہو اور فروری کا مہینہ 28 تاریخ کو ختم ہونے والا ہو تو وہ رومن کیتھولک چرچ میں جا کر سینٹ اوسوالڈ کی یاد میں عبادت کرتی ہیں۔ ایک اور دن سینٹ جارج کی یاد میں 23 اپریل کو منایا جاتا ہے جو شیکسپیئر کا یوم پیدائش بھی ہے۔ اس روز گلابوں اور کتابوں کے تحفے دیے جاتے ہیں۔

بکری اور کتے کی قربانی:

ویلنٹائن ڈے 14 فروری کو ہی کیوں منایا جاتا ہے؟ بعض مؤرخین اس کی وجوہات یوں بیان کرتے ہیں کہ فروری کا وسط اہل روم کے لیے زمانۂ قدیم سے متبرک سمجھا جاتا تھا۔ 14 فروری کو رومی موسم سرما اور گرما کا عین درمیان سمجھتے تھے۔ ان کا عقیدہ یہ دو موسموں کے ملاپ کا دن ہے، اس دن اہل روم گھروں کو خصوصی طور پر صاف کرتے تھے۔ پورے گھر میں نمک اور خاص قسم کی گندم، جسے ''سپلٹ'' کہا جاتا تھا، بکھیر دیتے تھے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گھروں میں خوشبودار اگربتیوں کو سلگایا جاتا تھا۔ اہل روم کا کہنا تھا کہ یہ زراعت کے دیوتا ''FAUNUS'' کا دن ہے۔اہل شہر اس دن ''FAUNUS'' کے مقدس غار کے گرد جمع ہوجاتے۔پادری مقدس دعائیں پڑھتے اور اس کے بعد ایک بکری کی قربانی اچھی فصلوں جب کہ ایک کتا روحانی درجات بلند کرنے کے لیے قربان کیا جاتا۔اس رسم کے بعد جوان لڑکے بکری کا سر باریک باریک کاٹ دیتے،ان ٹکڑوں کو رسیوں سے باندھتے اور پھر انہیں بکرے اور کتے کے خون میں ڈبوتے۔ اس خون کو وہ مقدس خون کہتے تھے،بعد ازاں وہ ان رسیوں کو لے کر شہر اور کھیتوں میں پھرتے تھے۔ روم کی خواتین ان رسیوں کو بطور تبرک اپنے بدن سے مس کرتی تھیں۔

اہل روم کا خیال تھا یہ رسیاں شہر میں گھمانے سے شہر میں خوشحالی آئے گی،کھیتوں میں لے جانے سے فصلیں اچھی ہوں گی اور خواتین کو مس کرنے سے خواتین کے ہاں اچھی، صحت مند اور پاک باز اولاد پیدا ہوگی۔ یہ روم کا قدیم تہوار تھا۔مورخین کا کہنا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ تہوار بدلتا رہا یہاں تک کہ ویلنٹائن کا واقعہ پیش آیا اور اس تہوار نے ''ویلنٹائن ڈے'' کی شکل اختیار کر لی۔ویلنٹائن ڈے کی مناسبت سے ایک اور دل چسپ حقیقت بھی بیان کی جاتی ہے۔

جنسی اختلاط کا دن:

15فروری سے دنیا بھر میں پرندوں کے جنسی اختلاط کے دن شروع ہوتے ہیں۔ ان نر اور مادہ پرندے ملاپ کرتے ہیں۔انڈے دیتے ہیں اور پھر پرندوں کے مادہ ان انڈوں پر بیٹھ جاتی ہے۔انگریزی میں اس موسم کو ''میٹنگ سیزن'' کہا جاتا ہے۔ٹھیک اس موسم میں ویلنٹائن ڈے منانے کی ایک وجہ یہ حقیقت بھی ہے۔مؤرخین یہ کہتے ہیں ویلنٹائن کہا کرتا تھا:

''جس موسم میں پرندے آپس میں ملتے ہیں اس میں انسان ایک دوسرے سے کیوں دور رہیں......؟؟''

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لہٰذا اس نے روم کے نوجوانوں کی شادیاں ان ایام میں شروع کرائیں۔

تاریخ بتاتی ہے کہ اوّل اوّل یورپ میں یہ تہوار تو منایا جاتا رہا لیکن زیادہ شہرت نہ پاسکا۔1414ء میں ''ایجنک کوٹ'' کے مقام پر جنگ ہوئی۔اس جنگ میں ڈیوک آف آرینز کی بیوی گرفتار ہوگئی۔ملکہ کو ٹاور آف لندن میں قید کردیا گیا۔فروری 1415ء کو ڈیوک نے اپنی بیوی کے نام ویلنٹائن ڈے کی مناسبت سے ایک نظم لکھی۔ یہ نظم کارڈ پر لکھوائی اور یہ کارڈ ٹاور آف لندن بھجوادیا۔یہ دنیا میں ویلنٹائن ڈے کا پہلا کارڈ تھا۔بعد ازاں برطانیہ کے بادشاہ ایڈورڈ ہشتم نے اس نظم کی موسیقی تیار کروائی ،یہ موسیقی برطانیہ کے موسیقار جان لیڈگیٹ نے ترتیب دی تھی۔ یہ ویلنٹائن ڈے کا گیت تھا۔ملکہ وکٹوریہ نے ویلنٹائن ڈے پر کارڈ تقسیم کرنے شروع کیے۔ ملکہ ہر سال فروری کے دوسرے ہفتے کے آخری دن سوقیمتی اور خوشبودار کارڈ اپنے عزیز واقارب کو بھجواتی تھی ۔ملکہ کی پیروی میں دوسرے عمائدین نے بھی کارڈ بنوانے اور تقسیم کرنے شروع کردیے۔ یوں ویلنٹائن ڈے پر کارڈز بھجوانے کی رسم شروع ہوگئی۔

بھیڑ کی کھال میں لڑکیاں:

ویلنٹائن ڈے کے اس پس منظر سے آگاہی کے بعد یہ کہنا مشکل نہیں کہ یہ ایک مکمل عیسائی اور مغربی تہوار ہے اوراس تہوار کی کم ازکم ساٹھ مختلف قسمیں ہیں جن میں بے راہ روی کا سبق مشترک ہے۔ پانچ سوسال پہلے مذہب سے بے زار لوگوں نے ایک ایسی رسم کی داغ بیل ڈالی جو ان کے نزدیک مقدس اور ان کی نفسانی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بھی ہے۔

مقدس اس لیے کہ اہل روم اپنے دیوتا لیو پرکس کو خوش کرنے کے لیے ایک رسم ادا کرتے تھے۔اس رسم میں نوجوان لڑکے اورلڑکیاں اپنا ساتھی چنا کرتے تھے۔طریقہ کار یہ ہوتا کہ لڑکیاں بھیڑ کی کھال میں خود کو چھپالیتی تھیں،لڑکے باری باری آتے، بیر کی چھڑی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے لڑکی کی پشت پر ہلکی سی ضرب لگاتے ،ضرب لگنے پر اگر لڑکی اپنی جگہ چھوڑ دیتی تو لڑکا اسے لے کر چلا جاتا اور اگر لڑکی جگہ نہ چھوڑتی تو لڑکا آگے بڑھ جاتا۔ یہ رسم اس وقت ختم ہوتی جب آخری لڑکی بھی اپنی جگہ چھوڑ دیتی۔ اس دن کو''یوم محبت'' اور رسم کو''سینٹ ویلنٹائن ڈے'' کا نام دیا گیا۔

زانی پادری:

تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ روم کے جیل خانے میں ایک ایسے شخص کو مقید کردیا گیا جو راتوں کو لوگوں کے گھروں میں گھس کر عورتوں کے ساتھ زیادتی کیا کرتا تھا۔اس قیدی کا نام پادری سینٹ ویلنٹائن تھا، جس کے نام سے اس تہوار کو منسوب کر کے شہرت دی گئی۔ جس جیل میں اسے قیدی بنا کر رکھا گیا تھا اس جیل کے داروغہ کی بیٹی اپنے والد کو روزانہ کھانا دینے جیل آیا کرتی تھی۔ پادری نے کسی طریقے سے اس لڑکی کو اپنی طرف مائل کرلیا جس کے نتیجے میں اسے جیل سے رہائی نصیب ہوئی۔اس نے کچھ عرصہ داروغہ کی بیٹی کے ساتھ گزارا اور ایک دن اسے چھوڑ کر ایسا غائب ہوا کہ کچھ سراغ نہ ملا۔

ان رسموں یا باتوں میں سے کس رسم یا بات کا اطلاق ٹھیک طرح سے سینٹ ویلنٹائن ڈے پر ہوتا ہے اس کے بارے میں کوئی رہنمائی نہیں ملتی۔ یورپ کے بعض ملکوں نے اس تہوار میں بڑھتی ہوئی فحاشی کو دیکھ کر اس تہوار پر مکمل پابندی عائد کردی تھی بلکہ ریاستی طاقت کے ذریعے اسے بالکل ختم کردیا تھا مگر برطانیہ کے بادشاہ چارلس دوئم نے نہ صرف اس تہوار کو دوبارہ شروع کیا تھا بلکہ اس کی سرپرستی بھی کی۔

دولت کمانے کا ذریعہ:

یورپ کے بعد جب یہ تہوار امریکا پہنچا تو امریکی تاجروں نے اسے دولت کمانے کا بہترین ذریعہ بنا لیا۔ اس تہوار کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے انہوں نے اس میں طرح طرح کے رنگ بھرنے شروع کیے۔ جب لوگوں کی دل چسپی اس تہوار میں بڑھنے لگی تو ان

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تاجروں نے بھرپور طریقے سے مالی فوائد سمیٹنا شروع کردیے۔ ہزاروں ڈالرمالیت کے ویلنٹائن کارڈ جاری کردیے گئے، جس سے انہیں لاکھوں ڈالر کا منافع ملا۔تاجروں کی پرکشش ترغیبات کی وجہ سے منافعے کی رقم کروڑوں ڈالر تک پہنچ گئی ۔پاکستان میں چند سالوں کے دوران ویلنٹائن ڈے کوشہرت کی بلندیوں تک پہنچانے میں انہی تاجروں اور ملٹی نیشنل کمپنیوں کا ہاتھ ہے جونت نئے طریقوں سے اس کی تشہیر کرتی ہیں اور بعد ازاں اپنی مصنوعات کی فروخت سے پیسہ کماتی ہیں۔

پاکستان میں ویلنٹائن ڈے:

پاکستان میں یہ تہوار برگرفیملیز، مختلف این جی اوز اور نام نہاد قلم کاروں کے ذریعے اپنے پاؤں پھیلانے کی کوششیں کررہاہے۔ اس کے علاوہ ہمارا الیکٹرونک میڈیا بھرپور طریقے سے اس کی تشہیر کررہاہے۔رہی پرنٹ میڈیا کی بات تو وہ بھی آہستہ آہستہ اسی نقش قدم پر چل رہا ہے۔ سینٹ ویلنٹائن ڈے کے بارے میں فضول دلائل کے ذریعے مسلمانوں کو قائل کرنے کی کوشش کی جارہی ہیں کہ اس تہوار کو منانے میں دینی اعتبار سے کوئی حرج یا برائی نہیں ہے۔یقیناً آزاد خیال لوگوں کے لیے اس تہوار میں اعتراض والی کوئی چیز نہیں ہے لیکن وہ اس حقیقت سے کیوں آنکھیں چراتے ہیں کہ اگراس تہوار میں کوئی برائی نہیں تھی تو یورپ کے بعض ملکوں نے اس پر کیوں پابندی عائد کی تھی......!! کیایورپ و امریکا میں عیسائی قوم بھی اسی شان وشوکت سے مسلمانوں کا کوئی تہوار مناتی ہے؟ لازماً اس کا جواب نفی میں ہے۔

ہندوؤں نے سینٹ ویلنٹائن ڈے کا تہوار ہندوستان میں منانے کو اپنی ثقافت پر حملہ قرار دیا سوچیے! ایک غیر مسلم دوسرے غیر مسلم کے تہوار کو اپنی ثقافت کے لیے خطرہ قرار دے رہاہے اور ایک ہم ہیں کہ والہانہ انداز میں غیرمذہب کے تہوار کا خیر مقدم کررہے ہیں۔ مذہب سے قطع نظر اگر ذاتی حوالے سے دیکھیں تو بھی ایک شریف اور سنجیدہ شہری

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے لیے یہ سوائے بے ہودگی کے کچھ نہیں ۔کیا کوئی غیرت مند اس بات کو برداشت کرے گا کہ کسی غیر مرد کا پیغام الفت اس کی بیوی ،بیٹی یا بہن کے لیے آئے یا وہ ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات کی زینت بنے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس تہوار کے ذریعے ہماری اسلامی روایات کو تباہ اور معاشرتی اقدار کو برباد کرنے کی سازش ہورہی ہے۔ مغرب اور غیر مذاہب کے تہوار منانے کے یہ کون سے طریقے ہیں اور ان کی سرپرستی کیا معنی رکھتی ہے! سینٹ ویلنٹائن کی بے معنی اور غیر اخلاقی محبت کا پرچار کرنے والے اپنی تہذیب پر بدنما داغ ہیں۔ پاکیزہ جذبوں کے حوالے سے یورپ یا امریکا ہماری کیا رہنمائی کریں گے جو خود ان لطیف جذبوں سے ناآشنا اور گمراہیوں کے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں۔مسلمانوں میں بسنت جیسے ہندوانہ تہوار کے بعد عیسائی قوم کے پادری سینٹ ویلنٹائن کے مکروفریب پر مبنی داستان کو ہم پر زبردستی کیوں لادا جارہا ہے؟ قوم کو اس تہوار کی نسبت سے ناچ گانے اور عیش عشرت کے اندھے کنوئیں میں دھکیل کر آخر کن لوگوں کے عزائم کی تکمیل کی جارہی ہے۔

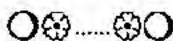
ویلنٹائن ڈے کے اس تاریخی پس منظر سے آگاہی کے بعد کوئی صاحب بصیرت انسان اس بات سے انکاری نہیں ہوسکتا ہے کہ یہ یوم اوباشی کلی طور پر فحاشی، عریانی ، بے حیائی اور بدتہذیبی پر مبنی ہے۔ باعث افسوس ہے کہ اب مسلمان بھی اس بے حیا، بے شرم اور دوسروں کی بیٹیوں کی عزت پر ڈاکا ڈالنے والے عیسائی پادری کی روایات کو زندہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

جنسی بے راہ روی کا فروغ:

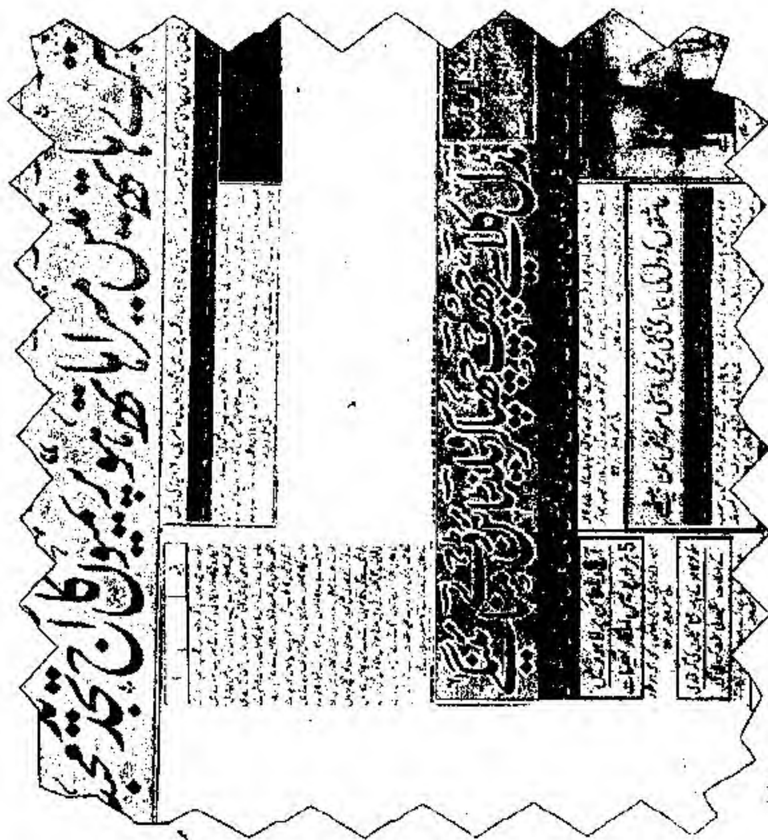
تاریخ ''ویلنٹائن'' کو محبت کا جذبہ رکھنے والا ایک بزرگ کہے یا بدکردار انسان ، یہ ایک الگ بحث ہے مگر یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے کہ ''ویلنٹائن ڈے'' بے حیائی کو فروغ دینے کا باعث ہے۔ اس کا مقصد صرف اور صرف عورت اور مرد کو ایک دوسرے کے قریب لانا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے اور جنسی بے راہ روی کو محبت کا لبادہ پہنانا ہے ۔ایک مسلم معاشرہ اس بات کی قطعی طور پر اجازت نہیں دیتا کہ ایک مرد غیر عورت کو یا ایک عورت کسی غیر مرد کو پھول پیش کرے اور اس کے ساتھ اخلاقیات کی حدود عبور کر لے۔ چاکلیٹ، کارڈز اور پھولوں کے تحفوں کے ساتھ ساتھ لو اسٹوریز پر مشتمل کتب اور فحش فلمیں ایک دوسرے کو پیش کریں۔ یہ رسومات اہل مغرب کے لیے تو ٹھیک اور بھلی ہیں مگر ہمارے معاشرے کے منہ پر ایک طمانچہ ہیں......!



www.iqbalkalmati.blogspot.com



ویلنٹائن ڈے کی بھرپور کوریج کرتی لاہور کے دو بڑے اخبارات کی سرخیاں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوسرا باب:

ویلنٹائن ڈے کا فروغ اور میڈیا کا کردار

کسی بھی نیکی یا بدی کے پھیلنے میں میڈیا اہم کردار ادا کرتا ہے۔ عوام الناس چونکہ اس سے براہ راست منسلک ہوتے ہیں، اس لیے ہر وہ چیز ان کے قلوب واذہان پر اثر کرتی ہے جو میڈیا کے ذریعے تشہیر پاتی ہے۔ ''ویلنٹائن ڈے'' کے فروغ میں بھی مغربی میڈیا کے ساتھ ساتھ مشرقی میڈیا اور بالخصوص پاکستان کے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا نے خوب کردار ادا کیا۔ چند سالوں میں اس نام نہاد ''یوم محبت'' کو اتنا عام کر دیا ہے کہ اب پاکستان کے ہر شہر کے چھوٹے سے چھوٹے گلی محلے میں بھی آوارہ اور بدمعاش قسم کے لفنگے شریف زادیوں کو پھول پیش کر کے اظہار محبت کرتے نظر آنے لگے ہیں۔ شرم وحیا اور غیرت کا جنازہ نکالنے میں میڈیا نے جو کردار ادا کیا اس کی چند جھلکیاں ہم یہاں پیش کرتے ہیں۔

آوارگی کے افکار:

''ویلنٹائن ڈے'' کے فروغ میں، پاکستان کے اخبارات میں سے سب بڑے اردو اخبار نے سب سے زیادہ سرگرمیاں دکھائیں۔ ہر سال کے گزرنے کے بعد آنے والے سال میں نت نئے افکار اور طریقوں کے ساتھ اس ''یوم محبت'' کو پیش کیا۔

اس اخبار نے نہ صرف یہ کہ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر خصوصی ایڈیشن اور فنکاروں کے روپ دھارے ''کنجروں'' کے انٹرویوز شائع کیے بلکہ اس دن کے آنے سے قبل ہی ایسے اشتہاروں کو شائع کیا جاتا رہا کہ جس میں ویلنٹائن ڈے کو دل چسپ اور زبردست طریقے سے منانے کے خیال شامل ہوتے ہیں پاکستان کے سب سے زیادہ شائع ہونے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے دعویدار روزنامے نے صفحہ اول پر تین کالم بیس سینٹی میٹر لمبا اشتہار شائع کیا جس پر اخبار کی پیشانی کے ساتھ سرخ رنگ میں جلی حروف میں لکھا تھا "اپنا پن" نیچے درج تھا "کسی اپنے سے کسی خاص موقع پر......کوئی لمحہ......کوئی احساس......کوئی خوشی و مسرت...... کسی بھی موقع پر...... پیغام دیجیے اپنوں کو "اپنا پن" کے ذریعے۔"

سال 2002 کے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اسی اخبار نے ایک کثیر القومی بدیسی کمپنی کے تعاون سے اشتہارات شائع کیے جن میں نہ صرف یہ بتایا جاتا رہا کہ ویلنٹائن ڈے میں کتنے دن باقی ہیں...... بلکہ اسے منانے کے لیے ہر روز کوئی نہ کوئی اچھوتا خیال بھی پیش کیا گیا جیسا کہ 7 فروری 2002 کے اخبار میں شائع شدہ اشتہار پر لکھا تھا "ویلنٹائن ڈے...... 7 دن بعد......فریش آئیڈیا...... سمندر کنارے ایک شام......"

باقی آئیڈیا دینے والے جملے کچھ یوں تھے:

- ...... اس ویلنٹائن ڈے پر...... چنا کسی کو اپنے لئے۔
- ...... ڈنر کے لیے ٹیبل بک کرائی یا نہیں؟
- ...... رکھو ایک الارم کلاک تا کہ نہ ہو لیٹ۔
- ...... خریدو ایک کارڈ جو کہہ دے ہر بات۔
- ...... ورلڈ کپ تو آتے جاتے رہیں گے...... پیار بار بار نہیں ہوتا۔
- ...... بسنت چھوڑو دل کی تار کھینچو۔
- ...... کرکٹ میچ دیکھتے رہے تو ہو چکا دل کا میچ......

ان جملوں میں جو آئیڈیے عوام کو دیے جا رہے ہیں۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ہمارا میڈیا کس قدر بے ہودگی اور ڈھٹائی کے ساتھ آوارگی، بدچلنی اور گناہ کی دعوت عام مہیا کرتا ہے۔

"ویلنٹائن ڈے" سے ایک روز قبل اسی اخبار نے خصوصی کلر ایڈیشن بھی شائع کیا۔ فلمی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اداکاروں کی تصویروں سے مزین اس صفحے پر عاشقوں کی نمائندگی میں ایک مضمون نگار رقم طراز ہے:

''کل پاکستان سمیت دنیا بھر میں ویلنٹائن ڈے (جدید محبت کا دن) منایا جارہا ہے۔ مغرب میں لوگ یہ دن صدیوں سے مناتے چلے آرہے ہیں۔ محبت کرنے والے جوڑے اس دن ایک دوسرے کو پھول اور تحائف پیش کرتے ہیں۔ محبت چونکہ انسان کی سرشت میں شامل ہے، شاید ہی کوئی انسان ایسا ہو جو کسی سے محبت نہ کرتا ہو۔ محبت کا اظہار کوئی بری بات نہیں، لہٰذا دنیا میں ویلنٹائن ڈے منانے کی روایت بڑھتی جارہی ہے۔''

مغرب میں اس دن کو ایک تہوار کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ مشرق والے اس سے ناآشنا رہے۔ گزشتہ صدی کے دوران جب ڈش کلچر کو فروغ حاصل ہوا تو مغرب میں ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے ہونے والی تقریبات کی وجہ سے ویلنٹائن ڈے دنیا کے دیگر ممالک میں بھی مقبولیت حاصل کرگیا۔

مضمون نگار ''ویلنٹائن ڈے'' کی افادیت اور فروغ کے متعلق مزید لکھتا ہے:

ابتداء میں محبت کرنے والے جوڑے یہ دن ایک دوسرے کو سرخ گلاب کے پھول پیش کرکے مناتے تھے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس دن کے منانے کے سلسلہ میں نئی نئی جدتیں اور روایات راہ پاتی رہیں اور محض پھولوں کی بجائے قیمتی تحائف بھی دیے جانے لگے۔ تحائف کے ساتھ ویلنٹائن کیک بھی دیے جانے لگے اور 'محبت' کرنے والے بڑے بڑے ہوٹلوں میں تقریبات بھی منعقد کرنے لگے۔ بعض ملکوں میں یہ تہوار اس قدر بڑے پیمانے پر منایا جاتا ہے کہ وہاں پھول کم پڑ جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ تحائف کے انداز میں بھی تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ چند برس قبل ہالی وڈ کی اداکارہ جولین مور کے ایک پرستار نے انہیں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دل کی شکل میں ایک غبارہ تحفے میں پیش کیا تھا۔ بعض افراد ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے اپنے محبوبوں کو نظمیں بھی تحریر کر کے بھیجتے ہیں۔

ویلنٹائن ڈے منانے والوں کا کہنا ہے کہ یہ دن انسانی رویوں، محرکات، گفتگو اور عمل میں واضح تبدیلی بھی پیدا کرتا ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے:

''پاکستان میں مختلف طبقوں کے ساتھ فنکار بھی ویلنٹائن ڈے بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں۔ اس مرتبہ فنکار یہ دن کیسے منائیں گے یہ جاننے کے لیے مختلف فنکاروں سے گفتگو کی گئی۔ ذیل کی رپورٹ اسی گفتگو پر مبنی ہے۔'' [1]

سوچنے کی بات!

اس تمہید کے بعد مضمون نگار نے پاکستانی کنجروں (فنکاروں) کے لمبے چوڑے بے باکانہ خیالات نقل کیے ہیں۔ عاشق چوہدری نے اپنے اس مضمون میں اپنے مذہب پر جان دینے والے رومن سینٹ کو دیوتا قرار دے کر ہیرو بنا کر پیش کیا اور یہ بھول گئے کہ ایک غیر مذہب اپنے مذہب کی خاطر جان کی قربانی دے کر سولی پر چڑھ گیا لیکن مسلمان کیسے لوگ ہیں جو اپنے مذہب کی تعلیمات، جو ویلنٹائن ڈے جیسی خرافات کی نفی کرتی ہیں کو پس پشت ڈالے غیر مذہب کے کارنامے پر فخر کر رہے ہیں اور اس کی یاد میں اپنی ہی مسلمان بہنوں اور بیٹیوں کو محبوبہ کے القابات دے کر پھول، کارڈ، غبارے اور کیک پیش کر رہے ہیں۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

حیا کی کمی!

پاکستان کے بھولے بھالے نوجوانوں اور دوشیزاؤں کو کمال ڈھٹائی سے محبت والفت اور عشق کے کھیل رچانے کے درس دینے والے ان ''دانشوروں'' کی بہن یا بیٹی سے کوئی

---

[1] (روزنامہ جنگ 13 فروری 2003ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یونہی اظہارِ محبت کرتے ہوئے پھول، کارڈ یا کیک پیش کرے تو کیا وہ گوارا کرتے......؟

یا پھر آوارہ قسم کے لفنگے جو اپنے آپ کو عاشق کے روپ میں پیش کرتے ہیں، جب ان کی بہن یا بیٹی سے کوئی یوں اعلانیہ اظہارِ محبت کرے تو ان کا ردِعمل کیا ہوگا......؟ یقیناً وہ نہ صرف غصے سے لال پیلے ہوجائیں گے بلکہ انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے اس کی جان لینے سے بھی دریغ نہیں کریں گے کیونکہ یہاں ان کے اپنے گھر کی عزت کا معاملہ ہے۔ کاش! غیروں کی بیٹیوں اور بہنوں سے اظہارِ محبت کا درس دینے والے یہ بدنام لوگ پہلے اپنی بہو بیٹیوں کی طرف ایک نظر دیکھ لیا کریں تاکہ ان کی نظروں میں حیا پیدا ہوجائے اور غیر کی ماں، بہن اور بیٹی بری نظر سے بچ جائے۔

ایک اور روزنامے کے تحت ویلنٹائن ڈے کے موقعہ پر خیالات کا تبادلہ اور پیغامات پہنچانے کا خصوصی اہتمام کیا گیا اور اخبار کے مکمل دو صفحے ''پیغامات'' پر مشتمل شائع کیے گئے۔ اس کے ذریعے مغربی تہذیب کی دلدادہ نوجوان نسل نے ایک دوسرے کو کون سے پیغامات دیئے۔ ان کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

عاشقوں کے نام!

۞...... شکر گڑھ کی صائمہ علی کے لیے!

''میری جان! میں تمہیں اس دنیا کی سوائے محبت سے بھرے ہوئے ایک دل کے اور کوئی چیز نہیں دے سکتا۔ Happy Walentine Day''

(شکر گڑھ کے علی کی طرف سے)

۞...... اپنی رمیا کے نام!

''اپنی زندگی کی تمام خوشیاں، رعنائیاں، رنگینیاں اس خالص شخص کے نام جس نے میری زندگی میں آکر اس کو بہت خوب صورت بنا دیا۔''

(ڈاکٹر سلمان شکیل، فیصل آباد)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

⚙...... عائشہ!

"میری جان تو جہاں بھی رہے خوش وکامیاب رہے آئی لو یو! عائشہ جان!"

(حافظ طاہر، گوجرانوالہ)

⚙...... عزیز از جاں۔شاہدہ!

"تمہیں زندگی کا نیا سفر مبارک ہو، اس ویلنٹائن ڈے پر میری طرف سے تمہیں دل کی گہرائیوں سے مبارک باد ہو۔تمہاری چاہنے والی۔"

(ثروت نواز)

⚙...... پیاری حمیرا!

"ہائی لو یو۔تم جانتی ہو میں دل کی گہرائیوں سے تمہیں چاہتا ہوں۔میری طرف سے محبت کا یہ دن تمہیں بہت بہت مبارک ہو۔"

(ایم اے خالد، لاہور)

⚙...... سعدیہ!

"تم میری ہو، میں تمہارا ہوں، ویلنٹائن ڈے محبت کی انمول یاد دلاتا ہے۔"

(سلمان شفیق، خانیوال)

⚙...... میری جان ملک صاحب!

"آج کا دن ہماری محبت میں مزید پیار بڑھاتا ہے۔میرا سب کچھ تمہارے نام۔"

(ارسلان خان، خانیوال)

⚙...... ڈاکٹر عاصمہ جان!

"پیار ہمیشہ خوش نصیبوں کو ہی ملتا ہے۔ میں ایک مرتبہ پھر اس کا اظہار کرتا ہوں کہ شاید اس ویلنٹائن پر آپ کو یقین آجائے۔سدا خوش رہو۔"

(طارق محمود، لاہور)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

...... حجاب آئی لویو!

"تم سے اچھا نہ کوئی ہے نہ کوئی ہوگا نہ کوئی ہوسکتا ہے۔ میں تمہیں بہت مس کررہا ہوں۔"

(محمد آصف، لاہور)

...... میری ماحین کے نام!

"تجھے یقین نہ ہو مگر یہ سچ ہے ماحین! میں تیرے واسطے عمریں گزار سکتا ہوں۔ یہی نہیں کہ فقط تجھے جیتنے کی خواہش ہے میں تیرے واسطے خود کو بھی ہار سکتا ہوں۔"

(تمہارا رضی، کلاسکے گوجرانوالہ)

...... جان سے پیاری نینا!

"یہ پیغام تمہاری امی جان کے نام جو ہمارے پیار سے واقف نہیں۔ آنٹی! میں آپ کی بیٹی سے پیار کرتا ہوں۔"

(زبی)

...... مریم، پونم، فرح اور رحیمہ!

"اس پھولوں بھرے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ہماری دعائیں آپ لوگوں کے ساتھ ہیں کہ تم سب ہمیشہ مسکراتی رہو اور تمہاری مسکراتی آنکھیں ہی ہم سب بھائیوں کی خوشی ہیں۔"

(شاز، وقاص، اویس، قاسم، حمید، ایان، سنی، لاہور)

...... ڈیئر حماد!

"شائد تم نہیں جانتے کہ میں تم سے کتنا پیار کرتی ہوں۔ آئی لویو۔"

(سارہ)

...... میری پیاری عمی!

"میں تمہیں بہت Miss کرتا ہوں اور میری پرنسس مجھے تمہاری بہت ضرورت ہے۔"

(بنٹی)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

✿...... رضوانہ!

''ویلنٹائن ڈے پر میں آپ کو بہت یاد کر رہا ہوں، ان شاء اللہ اگلے برس اسی دن 14 فروری کو ہم اکٹھے ویلنٹائن ڈے منائیں گے۔''

(ماجد بیگ مرزا، اوکاڑہ کینٹ)

✿...... ڈیئر جہانگیر!

''اس ویلنٹائن ڈے کے موقع پر تمہیں بتانا چاہتی ہوں کہ میں تمہیں بہت Miss کرتی ہوں۔''

(سعدیہ، اسلام آباد)

✿...... مائی ڈیئر کرن!

''میں آپ سے بہت محبت کرتا ہوں لیکن اس لیے اظہار نہیں کرتا کہ کہیں آپ ناراض نہ ہو جائیں۔''

(فاروق حسین، ڈیرہ غازی خان)

✿...... مائی ڈیئر منگیتر زاہدہ کنول!

''میں ویلنٹائن ڈے پر آپ کو بہت زیادہ Miss کروں گا۔ ہر آنے والا دن ہماری چاہتوں اور خوشیوں بھرا ہوگا۔ میں آپ کو اپنی جان سے زیادہ چاہتا ہوں۔''

(غلام عباس گجر، بورے والا)

✿...... طاہرہ بلوچ کے نام!

''ویلنٹائن ڈے کے موقع پر میں اپنی کلاس فیلو طاہرہ بلوچ کو اس دن کی مناسبت سے دل کی گہرائیوں سے روزنامہ ''......'' کے توسط سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔''

(محمد شعیب فاروق اعوان، ڈی جی خان)

✿...... شبی جانی کی جان!

''میں تم سے بہت پیار کرتا ہوں، تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا، تمہاری یاد ہر لمحے مجھے آتی ہے، تمہاری مسکراہٹ مجھے بہت تڑپاتی ہے، اللہ کرے تم اسی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

طرح ہمیشہ مسکراتی رہو۔" (شمی جانی، شبیر احمد)

✿...... ڈیئر آسمہ!

"میری طرف سے ویلنٹائن ڈے مبارک ہو۔"

نہ دیکھ زمانے کی گرد آنکھوں سے
تجھے خبر نہیں تمہیں کتنا پیار کرتے ہیں

(ظہیر بابر خان تنولی)

✿...... پیاری ہما نور!

"تم کو اس ویلنٹائن دن کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہزاروں خوشیاں نصیب ہوں اور تم ہمیشہ مسکراتی رہو اور سدا خوش رہو۔"

(رضوان نصیر، لاہور)

✿...... پیاری الف سعدیہ!

"ویلنٹائن ڈے مبارک ہو، ستارے چاند سے محبت کرتے ہیں، خوشبو پھولوں سے محبت کرتی ہے، اور میں تم سے محبت کرتا ہوں، مٹھائیوں کی طرح میٹھی، پھولوں کی طرح مہکتی رہو اور سدا مسکراتی رہو۔" (بگ، بلیو مشین)

✿...... پیاری آسیہ!

"تمہارے چاند سے چہرے کی دید اور مسکراہٹ کے لیے ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں، اگر میرے محبت بھرے دل کو تم اس قابل سمجھو تو صرف ہاں کہنا، نہیں تو کچھ نہیں کہنا......" (عاطف اقبال خان، اوکاڑہ)

✿...... ڈیئر صفیہ روشنی!

"تم بہت اچھی ہو جو غور و فکر کرتا ہے وہ اصل حقیقت پا لیتا ہے۔ صفیہ روشنی! آپ کے آنگن میں ہر پھول کھلے جیسے تم چاہو جس کی تم تمنا کرو۔ میری طرف سے دل

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی تمام تر گہرائیوں سے تمہیں ویلنٹائن ڈے مبارک ہو۔''

(محمد صائم غوری، ملتان)

✿...... اپنے ویلنٹائن کے نام!

کیا ہے عہد تو اس کو نبھاتے رہنا
میں جب تلک بھی جیوں مجھ کو چاہتے رہنا
میں ہر حال میں مسکراتی رہوں گی
تمہاری محبت اگر ساتھ ہوگی

(روبی رضوی، لاہور کینٹ)

✿...... ظفر عباس کے نام!

''تمہارا ساتھ ہو تو سارے موسم اچھے لگتے ہیں۔ ورنہ بے مزہ ہیں پھول، خوشبو اور ویلنٹائن ڈے۔'' (جان ظفر عباس)

دیکھا جائے تو پاکستان کے اس بڑے روز نامے نے پاکستان میں بالخصوص نوجوان نسل میں ویلنٹائن ڈے کے فروغ میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ رہی پاکستان کے دوسرے چھوٹے روزناموں کی بات تو اس بڑے روزنامے کی طرح پاکستان کے دیگر چھوٹے اخبارات نے بھی کوئی کمی نہیں چھوڑی اور بڑے ذوق وشوق سے اس بے حیائی کا سہرا اپنے سر باندھنے کی کوشش کی۔

سال 2003ء کے 14 فروری کے روز راقم پاکستان کے سب سے پسماندہ علاقے تھر پارکر میں تھا اس روز اندرون سندھ اور کراچی کے اخبارات کا مشاہدہ کرکے انتہائی افسوس ہوا کہ یہ اخبارات بھی اس دن کے فروغ میں کسی سے کم نہیں ہیں۔ کراچی سے شائع ہونے والے ایک اخبار نے صفحہ اول پر ویلنٹائن کی اشاعت کی اور اور خصوصی چوکھٹے لگا ویلنٹائن ڈے کارڈ اور لڑکیوں کی پھول خریدنے کی تصاویر شائع کرنے کے ساتھ جو خبریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لگائیں ان کی سرخیاں کچھ یوں تھیں۔

''دنیا بھر میں محبت کے متوالوں نے ویلنٹائن ڈے منایا'' ''حیدر آباد میں محبت بھرے جذبوں کے ساتھ ویلنٹائن ڈے منایا گیا''

محبت کرلو جی بھرلو!

کراچی سے ہی شائع ہونے والے ایک دوسرے اخبار نے اپنی خصوصی اشاعت میں ساحل سمندر پر کھڑے لڑکے لڑکیوں کی تصادیر شائع کیں اور تین کالمی سرخی جمائی ''محبت کرلو، جی بھرلو'' ......عالمی یوم الفت پر عہد وپیمان، تحائف کے تبادلے...... ایک روزنامے نے اس روز کی اشاعت میں نہ صرف یہ کہ دل فریب خبروں اور تصاویر سے ویلنٹائن ڈے کا خصوصی استقبال کیا بلکہ اپنے صفحہ اول کے نصف صفحہ پر مشتمل ویلنٹائن ڈے کے پیغامات شائع کرنے کا بھی خصوصی اہتمام کیا۔

سال 2004ء کے ویلنٹائن ڈے کے فروغ میں دیگر اخبارات کی طرح دوپہر کے اخبارات نے بھی ویلنٹائن ڈے سے ایک ہفتہ قبل ہی اپنے اخبار کے رنگین دو صفحے ''ویلنٹائن ڈے کے پیغام اپنے چاہنے والوں کے اور پیاروں کے نام'' کی سرخی سے پیغامات شائع کرنے پر خاص کیے رکھے...... لاہور، دوپہر کے اخباروں نے بھی یہی ریت اپنائی اور ویلنٹائن ڈے پر ہفتہ بھر مفت پیغامات شائع کرنے کا خصوصی اہتمام کیا......

پاکستانی اخبارات کے ساتھ ساتھ میڈیا پر راج کرنے والا برطانیہ کا عالمی نشریاتی ادارہ ''بی بی سی اردو'' بھی اس میں پیش پیش رہا اور اس نے بھی ''آپ کے خیالات ......ویلنٹائن ڈے آپ کیا کر رہے ہیں......؟'' کے عنوان سے ریڈیو اور ویب سائٹ پر اہتمام کیا۔

پی ٹی وی کی ''خدمات'':

پاکستان ٹیلی ویژن نے اس ''یوم محبت'' کے فروغ میں جو خدمات پیش کیں اس کا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اندازہ کراچی کے معروف روزنامہ ''امت'' کے کالم نویس سیلانی کے ایک کالم سے لگایا جا سکتا وہ لکھتے ہیں:

سیلانی کے موبائل فون کی مترنم گھنٹی نے اس کی توجہ جھلمل جھلمل کرتی اسکرین پر نمودار ہونے والے نمبر کی طرف کرائی......

''سیلانی بھائی السلام علیکم......عید مبارک'' آواز کسی خاتون کی تھی۔

''وعلیکم السلام......'' سیلانی کی بات منہ میں ہی رہ گئی۔ ''میں مسز الیاس ہوں''

''اچھی بات ہے حکم کیجئے......''

''بھائی حکم کیسا میں تو درخواست کر رہی ہوں کہ آپ اس وقت کہاں ہیں؟''

''ابھی ابھی گھر پہنچا ہوں ہاتھ منہ دھونے والا تھا کہ......''

''بعد میں دھو لیجیے گا، پہلے ذرا ٹیلی ویژن تو آن کریں، دیکھیں پی ٹی وی ورلڈ والے کیا کر رہے ہیں؟'' مسز الیاس نے سیلانی کا تجسس بڑھا کر رابطہ منقطع کر دیا۔

''ابھی دیکھتے ہیں۔'' سیلانی بڑ بڑا کر اور گردن کے گرد کندھوں پر پڑا تولیہ مسہری پر اچھالتا ہوا ٹیلی ویژن کی طرف بڑھا۔ ہاتھ بڑھا کر بٹن دبایا اور چینل بدلا تو سامنے اسکرین پر نوجوان جوڑا قابض دکھائی دیا۔ داڑھی مونچھوں سے فارغ سلکی بالوں والا دہ برگر نوجوان صوفے کے ایک کونے پر ٹانگیں پھیلائے بیٹھا تھا، دوسرے کونے پر شرم وحیا سے دور ایک محترمہ ان کا ساتھ دینے کے لیے موجود تھیں۔ اس صوفے کے پیچھے دو دلوں کے کارٹون متحرک تھے جو لپکتے اچھلتے آنکھیں مٹکاتے ایک دوسرے پر واری صدقے ہو رہے تھے، خاصا رومان انگیز منظر تھا۔..... پی ٹی وی ورلڈ کے سیٹ ڈیزائنر نے بہت محنت سے ویلنٹائن ڈے کی خصوصی نشریات کے لیے سیٹ بنایا تھا......اسکرین کے نچلے حصے پر خصوصی نشریات کے اسپانسر ''کلوز اپ'' کی اشتہاری پٹی دکھائی جا رہی تھی اور وہ برگر لڑکا اور لڑکی اس نشریات کے میزبان تھے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''صدف! آج ڈیٹ کیا ہے؟'' لڑکے نے دانت نکالتے ہوئے پوچھا۔

''14 فروری'' لڑکی نے مسکراہٹ اچھالتے ہوئے بتایا۔

اس مسکراتے جواب کے بعد میزبان نے 14 فروری کا تعارف کرانا ضروری سمجھا اور کیسے نہ سمجھتا...... اس کو لایا ہی اسی مقصد کے لیے گیا تھا، وہ بتانے لگا: ''یہ دن پوری دنیا کے نوجوانوں کے لیے خاص کر بہت اہم ہوتا ہے، بتایا جاتا ہے کہ ہم کسی کی بہت اسپیشل کیئر کرتے ہیں......''

صدف صاحبہ اس تعارف پر نمائشی مسکراہٹ بکھیرنے لگیں...... سیلانی نے ٹیلی ویژن کا بٹن دبا کر اسکرین تاریک کردی، کہ ان رنگوں سے تاریکی بہتر تھی۔ کاش وہ مسز الیاس کے کہنے پر ٹی وی آن نہ کرتا۔ اچھا خاصا موڈ تو آف نہ ہوتا۔ وہ برا سا منہ بنائے باتھ روم میں گھس گیا اور جب نہا دھو کر باہر نکلا تو ٹی وی کی اسکرین پہلے والے منظر ہی پیش کررہی تھی، فرق صرف یہ تھا کہ فری سیکس کے علم بردار سینٹ ویلنٹائن کا وہ چیلا قوم کی بچیوں کو میری اور آپ کی بہنوں کو ویلنٹائن ڈے منانے کا طریقہ بتا رہا تھا۔ اس نے صوفے کے پیچھے پڑی ٹرے سے گلاب کا پھول لیا اور صدف صاحبہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا...... ''کتنی خوشی ہوتی ہے جب کوئی آپ کو یہ بتائے کہ آپ اس کے لیے اسپیشل ہیں۔''

''جی بالکل'' صدف نے فوراً سر ہلا دیا اور ساتھ ہی باچھیں پھیلانا شروع کردیں۔

''اور اس کا اظہار پھول دے کر بھی ہوسکتا ہے اور اس چاکلیٹ سے بھی...... ذرا یہ پھول لیں۔'' صدف صاحبہ نے جھٹ سے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔

''واقعی بہت خوشی ہوتی ہے......'' سیلانی دانت کچکچا کر بڑبڑایا: ''آپ کی بہن بھی ایسے گلدستے وصول کرکے آپ کے دل کو ٹھنڈک اور خوشی فراہم کرسکتی ہے...... آپ اسے بھی چانس دیں، کیا دیں گے اجازت؟......'' سیلانی کی خودکلامی درمیان میں ہی رہ گئی، موبائل فون کی گھنٹی جو بول رہی تھی، اس نے فون اٹھایا، وہی...... 58 کا نمبر تھا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''جی بی! دیکھ لیا آپ کا ٹی وی۔''

''سیلانی بھائی میرا ٹی وی؟ اگر ایسا ہوتا تو میں آپ کو کبھی فون نہ کرتی، میں تو حیران رہ گئی کہ پی ٹی وی کو ہو کیا گیا ہے؟...... مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا، بس آپ کو فون کر بیٹھی...... بھائی آخر! ہم کس سمت جا رہے ہیں، یہ، یہ...... کیا ہو رہا ہے۔

''بہن؟ یہ بے سمت سفر ہے، اس میں منزل نہیں تباہی ملتی ہے۔ معاشرتی انتشار ملتا ہے، اب کیا کہیں کہ اس انتشار کو ہمارے رہنما منزل ٹھہرا بیٹھے ہیں۔''

میں تو اپنی ہی نظروں سے گر گئی:

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔'' مسز الیاس نے سیلانی کی تائید کی اور کہنے لگیں: ''سیلانی بھائی! ہم تین سال پہلے ہی کینیڈا سے آئے ہیں اور صرف اس لیے کہ بچی بڑی ہو رہی ہے...... میرے شوہر انجینئر ہیں، وہاں سترہ سالوں سے رہائش پذیر تھے۔ ارباب پیدا ہوئی تو میں نے ضد پکڑلی کہ بس اب واپس چلو، یہاں کا ماحول ٹھیک نہیں ہے۔ کل کو ہماری بچی بھی بوائے فرینڈز کے ساتھ گھومتی پھرے تو ہم کیا کر لیں گے؟ میرے شوہر نے بہت اعتراض کیا اور کہا: '' وہاں کیا کروں گا، کوئی کام نہ دھندہ''...... مگر میں نہ مانی، آخر کار انہیں میری ضد کے آگے ہار ماننا پڑی اور ہم یہاں چلے آئے۔ یہاں پہلا تحفہ ایک فراڈی انوسٹر نے دیا اور اڑتیس لاکھ بٹور کر غائب ہو گیا۔ اس نقصان نے ہماری کمر توڑ دی لیکن الیاس نے ہم سے ایک لفظ تک نہیں کہا۔ انہوں نے تو مجھے بتایا تک نہیں۔ یہ بات مجھے اپنے بہنوئی سے پتا چلی۔ میں نے پوچھا تو طنزیہ نگاہوں سے ایسے دیکھنے لگے جیسے کہہ رہے ہوں اور آؤ پاکستان......'' اور آج پی ٹی وی پر ویلنٹائن ڈے کا یہ پروگرام دیکھ کر وہ ویسی ہی طنزیہ نظروں سے مجھے دیکھتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔ سچی بات ہے سیلانی بھائی! میں تو اپنی ہی نظروں میں گر گئی۔ مجھے بتائیں اگر یہ ویلنٹائن ڈے ہی منانے تھے تو کینیڈا کیا برا تھا؟ آپ اس سلسلے میں کچھ کریں ناں''

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''مثلاً'' سیلانی نے پوچھا۔

''آپ جرنلسٹ ہیں، آپ کے رابطے ہیں، آپ منسٹروں وغیرہ سے بات کریں، انہیں بتائیں کہ یہ سب غلط ہے۔......''

کس سے کہوں، کمال اتاترک کے باکمال مرید سے، جو ان میلوں ٹھیلوں کے اتنے دل دادہ ہیں کہ بسنت پر امریکا سے بیٹے کو بھی بلوا لیتے ہیں......وزیر اطلاعات شیخ رشید سے بات کروں گا، وہ جناب تو بسنت کے غیر کاری بجرے میں خود مہمان خصوصی تھے۔ لے دے کر دینی سیاسی جماعتیں ہی رہ جاتی ہیں جن کے رہنما کبھی کبھار چوراہوں میں ٹی وی سنگسار کر کے دھواں دھار تقریر کر کے فرض پورا کر لیتے ہیں......''

''تو پھر'' سیلانی کی کینیڈا ریٹرن بہن نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

''بہنیں ہماری ہیں، بیٹیاں ہماری ہیں، ہمیں ہی کوئی Step اٹھانا ہوگا نہیں تو میڈیا کی دلدلی غار میں الٹا لٹکنے والی چمگادڑیں ان کے سروں پر دوپٹے اور چادریں نہیں رہنے دیں گی......کیا بہن بیٹیوں کی آنکھوں کی شرم وحیا کے لیے 14 کروڑ پاکستانیوں میں 4 ہزار بھی ایسے نہیں جو پانچ ٹی وی سینٹروں کا گھیراؤ کر سکیں، جو پرائیویٹ چینلوں کے دفتروں پر دھرنا دے کر بیٹھ جائیں......ہم اس کے لیے قاضی، نورانی، فضل الرحمٰن، لکھوی اور دوسروں کا انتظار کیوں کریں؟ مگر میری بہن اس کام کے لیے غیرت چاہیے اور اس کا تو برسوں پہلے ہی کسی عید قربان پر قربانی کے ساتھ جھٹکا کر چکے ہیں، اب تو صرف بے جان لاشہ ہے۔ ٹھنڈا، بے جان اور بے حس وحرکت لاشہ......'' سیلانی کے لہجے میں دنیا جہاں کی تلخی آ گئی تھی۔ وہ نہ جانے کیا کچھ بولتا رہا جب اسے احساس ہوا تو فون کا رابطہ منقطع ہو کر بے جان ہو چکا تھا۔ ''تو نے بھی دم دے دیا'' سیلانی نے تیکھی طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ بے جان فون سے کہا اور ہتھیلی میں دبا فون دیکھتا رہا، اور دیکھتا چلا گیا۔ [1]

[1] (روزنامہ امت کراچی)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کبھی سوچا؟

اس بے حیائی و بے شرمی کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے سامنے بند باندھنا اکیلے سیلانی کا کام نہیں بلکہ ٹی وی، اخبار اور رسائل کا احتساب قوم کے ہر اس فرد کا فرض ہے جو اپنے قلب میں ایمان واسلام کی تھوڑی سی بھی رمق رکھتا ہے...... ورنہ مغرب کے لونڈے تو صدیوں سے یہ دن منا رہے ہیں اور صدیوں سے مغرب میں 14 فروری کی آمد کے ساتھ ہی انسانوں کی بدحواسی اور بے لباسی کے بہت سے مناظر دیکھنے میں آ رہے ہیں مگر پہلی مرتبہ یہ منظر، یہ رنگ پاکستان کی سرزمین پر بھی اتر رہا تھا پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ انٹر نیٹ کی وجہ سے اخبارات نے ''یوم ویلنٹائن'' کی آمد کا اعلان کیا۔ اس سے پہلے آج تک پاکستانی معاشرہ اس یوم کے نام سے بھی ناواقف تھا۔ پاکستانی اخبارات میں پہلے دن جب ''کوریئر سروس'' کے اشتہارات شائع ہوئے جس میں ''ویلنٹائن ڈے'' کے موقع پر تحفے تحائف کی ترسیل اور انعامات کی تقسیم کے اعلانات شائع ہوئے تو ملک بھر کے نوجوان ایک دوسرے سے پوچھ رہے تھے کہ ''یہ کیا بلا ہے''

ملک کے چند بڑے شہروں میں آباد عالی شان جزیروں میں رہنے والی ''امیر، گم راہ اور بے لگام اقلیت'' کے گھروں میں انٹرنیٹ پر بیٹھنے والے بچوں اور بچیوں کی ایک قلیل تعداد کو معلوم تھا کہ ''یہ دن کیوں آتا ہے...... مگر ملک کے طول وعرض پر پھیلے ہوئے کروڑوں عوام حتیٰ کہ عیسائیوں کی آبادی کو بھی اس دن (یوم اوباشی) کی اس سے پہلے خبر نہ تھی۔

ابلاغی طاقت کا اندازہ، پاکستانی صحافت اور ٹی وی کا بے باکانہ مظاہرہ اسی ایک چھوٹے واقعے سے لگایا جاسکتا ہے کہ اخبارات کی خبروں نے یہ تاثر دیا کہ پاکستانی قوم نہ جانے کب سے ''ویلنٹائن ڈے'' منا رہی ہے۔

نالۂ دل!

پاکستان میں چند سالوں میں جس تیزی سے ویلنٹائن ڈے معروف ہوا ہے ......اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گزرے چند سالوں میں جس عیش وستی اور ''شان وشوکت'' سے اہلیان پاکستان نے ہندوانہ تہوار ''بسنت'' کو منایا، اس سے ہندوستان کے ہندوتو اپنی جگہ شرم سار ہیں ہی کہ تہوار ہمارا تھا لیکن مسلم ہم سے بھی زیادہ اہتمام اور شان سے مناتے ہیں لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ ہے کہ ایسے میں مسلم تشخص کی بقاء کی امید بہت کم ہے۔ پاکستان میں کئی ایک صاحب اس پر آواز بھی اٹھاتے نالۂ دل کہتے اور آہ وفغاں کرتے آئے ہیں لیکن نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے۔ سال 2003ء کے ویلنٹائن ڈے پر روزنامہ امت کے معروف صحافی احسان کوہاٹی صاحب نے نالہ دل کہا تھا.....شاید ان کے لکھے یہ الفاظ کسی کو راہ راست پر لے آئیں۔

غیرت کا جنازہ:

''تم انہیں صحافی کہتے ہو، جرنلسٹ سمجھتے ہو،ان لفظوں کے معنی بھی پتا ہیں،قلم کی حرمت کا علم ہے انہیں؟ صحافت کی ذمہ داریوں کا ادراک رکھتے ہیں یہ؟ بڑے ابا سیلانی پر برس ہی تو پڑے، غصے سے ان کی آنکھیں سرخ ہوگئیں، گلے کی رگیں پھول گئیں، نتھنے پھولنے پچکنے لگے، سیلانی ہکا بکا کبھی کامی بھائی کا منہ تکتا اور کبھی دروازے میں کھڑی بھابھی کو دیکھتا۔ اسے بڑے ابا کی ناراضگی کی وجہ سمجھ نہیں آرہی تھی، آتی بھی کیسے......!!اس نے جب کچھ کہا نہ سنا، صرف سلام ہی تو کیا تھا اور بس بڑے ابا برس پڑے۔ وہ کامی بھائی کے گھر آیا ہوا تھا اور ڈرائنگ روم میں پاکستان آسٹریلیا کے میچ پر ماہرانہ تبصرہ کر رہا تھا کہ بڑے ابا خلاف معمول سیلانی سے ملے بغیر دروازے کے ساتھ گزرتے لگے، کامی بھائی نے یہ سمجھ کر کہ بڑے ابا کی مہمان پر نگاہ نہیں پڑی، انہیں متوجہ کیا'' بڑے ابا! دیکھیے کون آیا ہے، ملک کا پانچواں ستون صحافت کا روشن ستارہ......'' بھائی جان نے یہ تعارف سیلانی کے کان کھنچوانے کے لیے کیا تھا کہ ہمیشہ کی طرح بڑے ابا چند جملے اچھال کر پرانی دلی کے مزیدار قصے سنائیں گے مگر وہاں تو معاملہ ہی دوسرا تھا، بڑے ابا سخت غصے میں تھے اور یہ سارا حملہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سیلانی پر تھا جو بیچارہ ہکا بکا کھڑا دوسروں کا منہ تک رہا تھا۔

''ابا جی! کیا ہوا خیریت تو ہے، طبیعت ٹھیک ہے؟ کامی بھائی نے بڑے ابا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا: ''لگتا ہے آپ کا بلڈ پریشر ہائی ہو رہا ہے، آئیں یہاں بیٹھیں''

''ارے چھوڑو مجھے، میں خود بیٹھ سکتا ہوں، بچہ سمجھ رکھا ہے کیا''......ابا جی غصے میں بڑبڑائے۔

''بڑے ابا کی طبیعت ٹھیک نہیں لگتی، کامی بھائی نے معذرت خواہانہ انداز میں سیلانی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ خود حیران تھے کہ آج بڑے ابا کو کیا ہوگیا، وہ تو سیلانی کی آمد پر بڑے خوش ہوا کرتے تھے۔ خوب گپ شپ لگاتے تھے اور سیلانی کی تحریروں کے جملے پکڑ پکڑ کر اس کے کان کھینچتے مگر آج نجانے انہیں کیا ہوگیا۔

''آخر بات ہے کیا کچھ تو پتہ چلے، کامی بھائی نے پانی کا گلاس بڑے ابا کی طرف بڑھاتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا، خاموشی سے پانی کے چھوٹے چھوٹے گھونٹ بھرے اور لمبی لمبی سانسیں لینے لگے، بھائی جان نے پھر کچھ کہنا چاہا تو انھوں نے ہاتھ کے اشارے سے خاموش کرا دیا۔ تھوڑی دیر میں ان کی حالت قدرے بہتر ہوئی تو سیلانی کی جانب متوجہ ہوئے ''میاں معذرت چاہتے ہیں، ذرا خون کھول گیا......دل میں ایک بھڑاس سی جمع تھی جو نکل گئی......''

''ارے بڑے ابا! میں بھی آپ کا بیٹا ہی ہوں، اس میں معذرت شعذرت کیسی، مجھے تو کچھ برا نہ لگا، بزرگ اپنے بچوں کو نہ ڈانٹیں گے تو کس کے کان پکڑیں گے......''

''بڑے ابا پر الزام لگا رہے ہو'' کامی بھائی نے سیلانی کی بات کاٹی اور مسکراتے ہوئے بولے ''تمہارے کان کب اور کس نے پکڑے، یہ کام تو ابھی باقی ہے۔''

''ہاں میاں! یہ تو ابھی باقی ہے ادھر آؤ، ادھر آؤ...... یہاں بیٹھو'' بڑے ابا نے سیلانی کو

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اپنے پاس قالین پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور جب سیلانی آبیٹھا تو کان کھینچتے ہوئے کامی بھائی سے کہا جاؤ میاں ذرا آج کا اخبار تو لے آؤ۔"

"آج کے اخبار میں کوئی خاص بات ہے کیا؟"

"خاص بات......" بڑے ابا کی پیشانی پر پھر بل پڑ گئے۔"ابھی بتاتا ہوں، ابھی بتاتا ہوں۔"

تھوڑی ہی دیر میں کامی بھائی کان سے موبائل فون لگائے اخبار اٹھا لائے اور اخبار بڑے ابا کو دیتے ہوئے ڈرائنگ روم سے باہر نکل گئے۔

"یہ کیا ہے؟" بڑے ابا نے ملک کے سب سے بڑے کثیرالاشاعت اخبار کے صفحہ اول پر ایک چھوٹے سے اشتہار پر انگلی رکھتے ہوئے پوچھا۔ یہ ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے "کلوزاپ" کا اشتہار تھا جس میں لکھا تھا" ویلنٹائن ڈے......دن بعد"

"اشتہار ہے......کلوزاپ کا" سیلانی منمنایا۔

"اشتہار" بڑے ابا نے سیلانی کے ہاتھ سے اخبار لے کر میز پر پٹخ دیا" اشتہار نہیں ہماری غیرت کا جنازہ ہے......اس کا مطلب جانتے ہو، پتا ہے ویلنٹائن ڈے کیا بلا ہے؟ اور یہ اخبار والے کیا کریں گے؟ یہ پیغام محبت چھاپیں گے، پیغام الفت شائع کریں گے، ناموں کے ساتھ......اور یہ کسی کے نام بھی ہو سکتے ہیں، کسی کی بہن، بیٹی، بیوی...... کے لیے، اور وہ کچھ نہیں کر سکے گا، میاں! تم صحافیوں میں کوئی غیرت، شرم حیا نہیں رہی۔ کوئی تم لوگوں سے پوچھنے والا نہیں تو اوپر خدا کی ذات تو ہے۔ وہ تو پوچھے گی، پھر کیا بولو گے، کیا جواب دو گے؟" بڑے ابا کی نگاہیں سیلانی کے جسم کے اندر اترتی محسوس ہوئیں۔ وہ سیلانی کو گھورے جا رہے تھے اور وہ آنکھیں چرا رہا تھا، اس کے سوا کرتا بھی کیا، کیا جواب دیتا، کیا وضاحت پیش کرتا، کون سا عذر تراشتا...... اس نے چپ رہنا ہی بہتر جانا، کیونکہ صحافیوں کی صفائی کے لیے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تھی۔

"اور اور...... پتا ہے یہ ویلنٹائن ڈے کی اصل کیا ہے؟ اسے تو عیسائی چرچ بھی قبول

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نہیں کرتا۔ وہ بھی اس ننگے دن کو نہیں مانتا اور ہم ہیں کہ کچھ سننے سمجھنے کو تیار نہیں ...... نہ پھول دینے والوں کو کچھ پتا ہے اور نہ پھولوں کے تحائف دصول کرنے والی بچیوں کو کچھ علم ہے۔ میاں! کرسچین ہسٹری میں اس دن سے ایک نہیں تین کہانیاں موسوم ہیں، پہلی کہانی Feast of the wolf خونی بھیڑیئے کی بھوک سے ہے۔ عیسائیت کے ابتدائی ایام کے دوران اہل روم یہ تہوار منایا کرتے تھے، یہ تہوار پندرہ فروری کو فیمی روٹا جونی نامی دیوی کو خوش کرنے کے لیے منایا جاتا تھا۔ اس دن وہاں کے مرد ایک جگہ لڑکیوں کو جمع کر کے زنا کے لیے ان میں اپنا ساتھی منتخب کر لیتے اور پھر ان کی مرضی ہوتی کہ وہ ایک دن ساتھ رہیں یا، دو دن یا عمر بھر اس غلاظت میں لتھڑے رہیں۔ یہ فری سیکس کا تصور تھا۔ اس تہوار کو ایک اطالوی بشپ نے عیسائیت میں شامل کر لیا۔ اس کا نام بھی سینٹ ویلنٹائن تھا ، وہ فوجیوں کی خفیہ شادیاں کرایا کرتا تھا۔ اس زمانے میں فوجیوں کو شادیوں کی اجازت نہیں تھی۔ حکمران سمجھتے تھے کہ بال بچوں کے بکھیڑے سے فوجی ناکارہ ہو جاتے ہیں...... جب انہیں پتا چلا تو انہوں نے سینٹ کو مروا دیا۔ ایک اور سینٹ ویلنٹائن یونانیوں کا مذہبی پیشوا تھا۔ وہ جیلوں میں ظلم کا شکار ہونے والے قیدیوں کو فرار میں مدد دیتا تھا، راز کھلنے پر 14 فروری 270 قبل مسیح میں اسے پھانسی دے دی گئی...... اور ادھر ہم نے ہزاروں سال بعد اپنی غیرت کو پھانسی دینے کا رواج شروع کر دیا ہے اور تم قلم کار اس میں پیش پیش ہو۔ خدا کے لیے ہوش کرو، خدا کے لیے عقل کے ناخن لو......"

بڑے ابا کی ناراضگی اپنی جگہ تھی وہ صحیح کہہ رہے تھے، وہ پرانے وقتوں کے آدمی ہیں ، جب گھر کی زنانیاں کبھی دہلیز پار کرتی تھیں تو تانگے کے چاروں طرف چادریں لپٹی ہوتی تھیں، کوئی ان کے ناخن نہیں دیکھ سکتا تھا مگر ان کو وہ کیسے بتاتا کہ بڑے ابا زمانہ بدل چکا ہے، پردہ، حجاب اور برقع بنیاد پرستی، جہالت اور خود نمائشی، بے پردگی آزاد خیالی کی دلیل بن چکی ہے...... وہ وقت لد گیا جب لوگ عزت، غیرت، شرم وحیا کے معنوں سے واقف

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تھے اور آج اگر یہ لفظ لغت میں بھی مل جائیں تو غنیمت...... ہمیں ان سے کیا سروکار......؟!
ہم نے تو نہ سننے کی قسم کھا رکھی ہے۔حق سننا ہے نہ سمجھنا ہے،امام کعبہ منبر پر کھڑے ہو کر کہہ
رہے ہیں کہ فحش چینلوں نے عالم اسلام پر یلغار کر رکھی ہے...... ہم حالت جنگ میں ہیں مگر
لڑنے کو تیار نہیں، دبیز قالینوں والے آرام دہ کمروں نے ہماری کمریں مسہریوں سے چپکا دی
ہیں۔ہم میڈیا سے بے شرمی کی گولیاں لے کر بے فکری کے دودھ کے ساتھ حلق میں
اتار چکے ہیں...... نرم گرم بستروں پر اوندھے پڑے ہیں،ہمیں گھر کی ہوش ہے نہ غیرت
کا جوش...... اگر یہ سب غلط ہے تو بتائیں بسنت کے مجروں پر کتنوں نے زبان کھولی؟ کتنے
گھروں سے پی ٹی وی کو فون کیا گیا کہ ہمارے گھروں کو گھر ہی رہنے دیا جائے، بادشاہی
مسجد کے پیچھے والی گلی نہ سمجھا جائے۔ہیرا منڈی کا کوٹھا نہ سمجھا جائے؟ کتنوں نے بسنت
کے اشتہاروں پر اور رپورٹوں پر اخباروں کے ایڈیٹروں سے احتجاج کیا،انہیں قلم کی حرمت
کا احساس دلایا...... اور اب ویلنٹائن ڈے کے اہتمام پر سب سینوں سے ٹھوڑیاں لگائے
بیٹھے ہیں،کوئی ایک نہیں اٹھتا کہ کہے حج کا بابرکت مہینا ہے ،سنت ابراہیمؑ پر عمل کے دن
ہیں اور ادھر یہ خباثتیں؟ لیکن انہیں کہنے سننے سے بھی کچھ نہیں ہوگا کیوں کہ ہم لاتوں کے
بھوت ہیں باتوں سے کب مانیں گے......

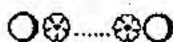
ٹی وی کا کردار!

اگرچہ ویلنٹائن ڈے کا آغاز اور اس کا فروغ مغرب سے ہی ہوا لیکن اہل مغرب کے
بارے میں بات کرنا ہمارے نزدیک بالکل فضول اور بے معنی ہے، کیونکہ ان کے نزدیک تو
بے حیائی و بے شرمی کی کوئی حدود باقی نہیں رہیں ،جنسیت اور زناکاری کی وجہ سے اہل
مغرب کا خاندانی نظام بالکل تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔بہن بھائی اور ماں بیٹے کی تمیز کا فرق بھی
مٹ چکا ہے۔ کتنے ہی ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں کہ بھائی نے اپنی بہن سے اور ماں
نے بیٹے سے منہ کالا کیا ''گرل فرینڈ'' اور ''بوائے فرینڈ'' آئے روز کیا کھیل رچاتے ہیں،

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ کوئی قابل ذکر بات نہیں۔قطع نظر اس کے باعث افسوس بات یہ ہے کہ ہم اس فحاشی کے کاروبار میں کیوں خریدار بنے ہوئے ہیں اور ویلنٹائن ڈے کو کیونکر اور کس لیے منا رہے ہیں......

مغربی میڈیا سے بڑھ چڑھ کر ان بے حیائیوں کے فروغ کا سہرا......ان بے حیائیوں کا سہرا ہمارے سب انگریزی اخباروں اور رسائل کے سر جاتا ہے اس کے علاوہ پاکستانی ٹی وی چینلز،سٹیلائٹ اور ریڈیو چینلز (FM) بھی کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔



WWW.KitaboSunnat.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تیسرا باب:

پاکستانی طلباء ویلنٹائن کی راہوں پر

کراچی میں بارش بہت کم ہوتی ہے اور جب ہوتی ہے تو پھر رفتہ آمدہ سارا حساب بے باق کر دیتی ہے۔ کبھی کبھار کی غیر متوقع بارش سے اہل کراچی یوں جھوم اٹھتے ہیں جیسے صدیوں بعد خزاں میں بہار آئی ہو۔ اگست 99ء کے آواخر کی بات ہے جب کراچی میں ایک روز موسلا دھار بارش نے لوگوں کے چہروں پر مسرت کے دیے جلا دیے۔ دن کے دس گیارہ کا وقت تھا اور میں گلشن اقبال میں یونیورسٹی روڈ پر جامعہ الدراسات میں تھا۔ جامعہ الدراسات سے دس منٹ کے پیدل رستے پر جامعہ کراچی ہے اور اسی وجہ سے اسے یونیورسٹی روڈ کہا جاتا ہے۔ اس روڈ پر جامعہ کراچی سے پہلے ایک خوب صورت سیر گاہ "سفاری پارک" کے نام سے مشہور ہے جہاں ہر طبقۂ زندگی کے ساتھ سے زیادہ طلبہ وطالبات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اس روز بارش کی وجہ سے ساری دنیا نکھری ہوئی تھی۔ چند دوستوں کے ساتھ سفاری پارک میں داخل ہوئے تو پارک کے مختلف گوشوں خاص کر جھیل کے کناروں پر لگے بینچوں پر عجیب مناظر دیکھنے کو ملے۔ جامعہ کراچی کے وہ طلبہ وطالبات جنہیں اس وقت یونیورسٹی میں جاری کلاسز میں ہونا چاہیے تھا، وہ یونیورسٹی کی بجائے سفاری پارک میں بیٹھے ہیر رانجھا، لیلیٰ مجنوں اور شیریں فرہاد کی رومانوی داستانوں کو دہرا رہے تھے۔ کمال افسوس یہ کہ ان کی تعداد درجنوں نہیں سینکڑوں کے حساب سے تھی، کراچی کے علاوہ تعلیمی اوقات میں ایسے ہی مناظر میں نے لاہور کے بہت سی تفریح گاہوں اور سیر گاہوں میں بھی دیکھے جن میں خاص کر جناح باغ، ریس کورس پارک گلشن اقبال کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

علاوہ نیشنل کالج آف آرٹس بھی شامل ہیں۔2003 کے ماہ فروری کے اوائل میں کراچی میں روزنامہ "امت" کے سینئر صحافی احسان کوہاٹی سے بیٹھک ہوئی تو انہوں نے دل ہلا دینے والا واقعہ سنا کر پریشان کر دیا۔انہیں پچھلے کئی روز سے فون پر اطلاع دی جا رہی تھی کہ بانی پاکستان کے مزار میں سکول ٹائم کے دوران اکثر طلبہ وطالبات کی ٹولیاں خوش گپیوں میں مصروف نظر آتی ہیں۔وہ خبر رسانی کے لیے مزار قائد جا پہنچے اور وہاں انہوں نے ہائی اسکولز کے طلبہ وطالبات کی بہت سی ایسی جوڑیاں دیکھیں جو تعلیمی اداروں کے بجائے یہاں سرسبز وشاداب لانوں میں بیٹھے ساتھ جینے مرنے کا سبق پڑھ رہے تھے۔یہ چند مناظر میرے دیکھے سنے تھے، آپ نے بھی بہت سی جگہوں پر ایسے ہی مناظر دیکھے ہوں گے ۔خاص کر کالج کے آس پاس کسی پارک میں......سکولز وکالج کے ان طلبا وطالبات کو جنہیں معمار قوم کہا جاتا ہے وہ ملک وملت کا نام روشن کرنے کی بجائے ایک دوسرے کے زانو پر سر ٹکائے دنیا جہان سے بے پرواہ محو گفتگو دکھائی دیتے ہیں۔

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین!

یہ مرض پاکستان کے کسی ایک شہر کے تعلیمی اداروں میں نہیں بلکہ پاکستان کے ہر شہر در شہر کے ہر تعلیمی ادارے میں پایا جاتا ہے اور اس مرض میں مبتلا نوجوان دن بدن یوں بڑھتے جا رہے ہیں جیسے بارش کے بعد کیڑے مکوڑے بڑھتے ہیں۔پاکستان کے تعلیمی اداروں میں زیر تعلیم طلبہ وطالبات کا رجحان تعلیم کی بجائے عشق ومحبت کی طرف کیوں ہے؟ میرے نزدیک ہمارے معاشرے کا یہ سب سے اہم مسئلہ ہے، اس کا نتیجہ آنے والے وقتوں میں کیا نکلے گا شاید اس پر ارباب حکومت نے کبھی غور نہ کیا ہو۔طلبہ وطالبات میں روز بروز شدت سے پیدا ہونے والی اس روش کو نہ بدلا گیا تو آنے والا دور پاکستانی تعلیمی اداروں کی تباہی کا مژدہ سنائے گا اور یہاں یورپ کے تعلیمی اداروں جیسی جنسی بے راہ روی کی داستانیں ہماری مشرقی روایات اور معاشرتی اقدار کا جنازہ نکال کر دم لیں گی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ ڈرامہ دکھائی گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

کہتے ہیں کہ تعلیمی ادارے اور ان میں دی جانے والی تعلیم ہی ایک ایسی سرگرمی ہوتی ہے جس کی بدولت کوئی قوم اپنے فکری ورثے کو نسل نو تک منتقل کرتی ہے۔ اس فکری وثقافتی ورثے کی پشت پر معاشرے، تعلیمی ادارے اور تہذیب وثقافت کا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اگر حقیقی معنوں میں ایسا ہو تو طالب علم نہ صرف تعلیمی اداروں میں بہتر کارکردگی کی بدولت ملک وملت کا نام روشن کرتے ہیں بلکہ اپنے سلف کے کارہائے نمایاں مزید مزین کرتے ہیں۔ اگر کسی قوم کا معاشرہ، تہذیب وثقافت اور میڈیا، نسل نو کے اساسی تصور یا فکری ورثے کی بجائے عشق ومحبت کے کردار اور مخلوط طرز زندگی کی طرف رہنمائی کرے تو پھر اس قوم کو اپنے تحفظ وبقا کے لیے طویل جدوجہد کرنا پڑتی ہے، اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ زندگی کی اقدار میں نکھار علم ہی کی بدولت حاصل ہوتا ہے، تاریخ نے یہ بات ثابت کی کہ مستقبل میں وہی قوم ترقی حاصل کرتی ہے جو اپنے نونہالان کو زیور تعلیم سے آراستہ کرتی ہے، جس ملک وقوم کے نوجوان جتنے تعلیم یافتہ ہوں گے، اس ملک کی ترقی وکامرانی کی اتنی ہی راہیں کھلیں گی۔ جیسے تعلیم کسی بھی ملک وقوم کی ترقی کا اہم ترین ذریعہ ہے ویسے ہی نظام تعلیم کا بہتر ہونا بھی معاشرے کے اہم مقاصد کا تعین کرتا ہے۔ اسے ہماری بدقسمتی کہیے، کوتاہی کا نام دیجیے یا غیروں کی سازش کہ ہمارا نظام تعلیم اور تعلیمی اداروں کی ابھی تک کوئی کل سیدھی نہیں ہوئی۔ ہمارے تعلیمی ادارے مستقبل کے معمار کم اور ویلنٹائن جیسے بدقماش افراد زیادہ پیدا کر رہے ہیں۔

تعلیمی اداروں میں عشق کے مریض:

ملک بھر میں پرائمری کی سطح سے لے کر یونیورسٹی تک مخلوط تعلیمی اداروں نے جو بیماری طلبا وطالبات میں پیدا کردی ہے وہ ہمارے معاشرے اور تمدن کو گھن کی طرح چاٹ رہی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے۔ ان مخلوط تعلیمی اداروں سے انجینئر، ڈاکٹر، وکیل اور سائنسدان کے روپ میں محبِ وطن پیدا کرنے کی بجائے رومانوی داستانوں کے ہیرو جنم لے رہے ہیں جو دن رات ہیر رانجھا، سسی پنوں، لیلیٰ مجنوں اور شیریں فرہاد کے روپ دھار رہے ہیں اور عشق و محبت کی نئی داستانیں رقم کرر ہے ہیں۔ عشق و محبت کا یہ مرض ہمارے ملک کے تعلیمی اداروں میں کس حد تک پھیل چکا ہے اور چھوٹی کلاسز سے لے کر بڑی کلاسز کے طلبا و طالبات کس قدر اس مرض کا شکار ہیں اور جنون کی حدود وقیود سے باہر ہیں اس کا اندازہ آپ ان خطوط سے لگا سکتے ہیں جو پاکستان کے کثیر تعداد اشاعتی میگزین اخبار جہاں کے نفسیاتی کالم میں ہر ہفتے شائع ہوتے ہیں اور اس میں تفکرات کی دوری اور مسائل کے حل اور الجھنوں سے چھٹکارا پانے کے لیے کمال ڈھٹائی کے ساتھ ان طلباء و طالبات کو عشق و محبت قائم رکھنے اور پریشانیوں میں نئی راہیں نکالنے کی جزئیات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

شکایت ہے یارب ان خداوندان مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا

ہمارے تعلیمی اداروں میں معماران قوم کن چکروں میں مگن ہے اور انہیں کونسی پریشانیاں لاحق ہیں ان کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

وہ خون سے خط لکھتی ہے!

میری عمر 22 سال ہے اور میں انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں فائنل ایئر کلاس کا طالب علم ہوں۔ حال ہی میں میری خالہ کی چھوٹی نند نے موقعہ پا کر مجھ سے اظہار محبت کر دیا۔ میرے بتانے کے باوجود بھی کہ میں کسی سے منسوب ہوں، وہ مجھے اپنے خون سے خط لکھتی ہے روتے ہوئے ٹیلی فون کرتی ہے۔ اب تو مجھے بھی وہ اچھی لگنے لگی ہے، ان ہی چکروں میں میرے تھرڈ ایئر کے دو مضامین بھی رہ چکے ہیں۔ [1]

[1] (حیدر علی بہاولپور، اخبار جہاں 7 تا 13 اکتوبر 2002ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیر اور لیلیٰ کی پرستار:

ہیر سسی اور لیلیٰ کے رومانوی کردار کو عملی جامہ پہنانے کی شوقین سیکنڈ ائیر کی طالبہ ثناء لکھتی ہے، میں نے کالج میں اپنی سہیلی سے اس کے فرینڈ کی تعریف کردی اور کہا کہ مجھے اس لڑکے سے رابطہ کرنا ہے۔ بعد میں لڑکے نے مجھے فون کرنا شروع کردیا اور گھر میں میرے ماموں نے سن لیا ایک تو گھر میں میری بے عزتی ہوئی دوسرا اعتبار اٹھ گیا۔"❶

ساتویں کلاس میں عشق!

انہیں خوابوں کی دنیا کی رنگینیوں میں کھونے والی سمیرا گجرات سے استفسار کرتی ہیں "میں ساتویں کلاس میں تھی کہ میرا ایک لڑکے سے چکر چل گیا والد صاحب نے مجھے خوب مارا اور پھر اسکول جانے سے منع کردیا لیکن مجھے پڑھنے کا شوق ہے میں کیا کروں؟"❷

وہ کہتی ہے روز ملنے آیا کرو!

ایسی ہی پریشانیوں میں ڈوبا ایک میٹرک کا طالب علم بھی پریشان حال ہے۔ کہتے ہیں کہ "جب بھوک صحن میں ڈیرے ڈالتی ہے تو عشق کا بھوت اتر جاتا ہے، یہاں ایسا ہی چکر ہے۔" پاکستان کے مستقبل کا ایک معمار عمر ضیاء لاہور سے تعلق رکھتا ہے اور میٹرک کا طالب علم ہے اور پیسے کی عدم دستیابی کی وجہ سے پریشانیوں میں گھرا لکھتا ہے: "میں میٹرک میں تھا تو مجھے ایک لڑکی سے محبت ہوگئی، وہ انتہائی ذہین ہے اور اسے پڑھنے کا بہت شوق ہے، اب وہ مجھے کہتی ہے کہ روز ملنے آیا کرو اور روز فون کیا کرو لیکن میں ٹیلی فون پر اتنا پیسہ خرچ نہیں کرسکتا۔"

دس سال کا مجنوں!

اسی صفحے کے آخر میں ایک سترہ سالہ مجنوں کا حیرت انگیز اور افسوس ناک خط شامل ہوا

❶ (اخبار جہاں 3تا 9فروری 2003، کالم نفسیاتی مسائل)

❷ (اخبار جہاں 24تا 30مارش 2003،)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے جس کا نام محسن خان اور لاہور سے تعلق ہے۔ عجب بات ہے کہ اس طالب علم کی عمر صرف سترہ سال ہے اور وہ سات سال سے ایک لڑکی سے محبت کر رہا ہے اب سوچئے کہ صرف دس سال کی عمر میں اس طالب علم کو عشق کے ہنر کس نے سکھائے۔ دس سال کی عمر میں ذہین فطین اور لائق سے لائق طالب علم بھی لاکھ محنت اور کوشش کر کے ساتویں کلاس سے زیادہ نہیں جا سکتا لیکن عجب تماشہ ہے کہ وہ ساتویں کلاس سے دس سال کی عمر میں سات سال سے ایک لڑکی کی محبت میں گرفتار مجنوں کو مات دے رہا ہے اور اب بھی مستقبل سے بے خبر اسی طرح عشق ومحبت کی وادیوں میں گم ہے۔ کیا کوئی جواب دے سکتا ہے کہ اس دس سال کے طالب علم کو عشق ومحبت کرنے کا یہ شوق کہاں سے چرایا۔ تعلیمی اداروں کے مخلوط نظام تعلیم کی وجہ سے ہمارے ٹی وی ڈراموں اور فلموں میں چلنے والے افیئر سے یا پھر اس میڈیا سے جو عورت کی نمائش کے بغیر کسی بھی چیز کو پیش کرنا ادھورا سمجھتا ہے نہ، جانے معاشرے میں کیا زہر پھیلتا جا رہا ہے کہ ہمارے نونہالان سن شعور کو پہنچنے سے قبل ہی عشق کی وادیوں میں کھو جاتے ہیں۔

میں اپنی ٹیچر سے محبت کرتا ہوں:

سمجھدار اور شعور کی عمر کے حامل عشق کی وادیوں میں ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ چھوٹے بڑے اپنے پرائے اور استاد شاگرد کی تمیز سے بھی مبرّا ہو جاتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں ایک برائی ٹیوشن کے نام سے جنم لے چکی ہے اور صد حیف کہ ٹیوشن سنٹر میں لڑکے لڑکیوں کو پڑھانے پر اور لڑکیاں لڑکوں کو پڑھانا پسند کرتی ہیں۔ خاص کر سفید پوش طبقے میں جو ٹیوشن سنٹر ہیں وہ اکثر گھروں میں قائم ہیں جہاں محلے کی ایک آدھ پڑھی لکھی لڑکی تمام محلوں کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتی ہے۔ ان ٹیوشن سنٹروں میں جو مسائل پیدا ہوتے ہیں اور عشق کی داستانیں جنم لیتی ہیں ان میں ایک فرسٹ ایئر کے طالب علم محمد عرفان کی بھی ہے جو پریشانی کے عالم میں ڈوبا لکھتا ہے: ”میں ایک سنگین مسئلے سے دوچار ہوں، میں دو سال

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے ایک لڑکی سے ٹیوشن پڑھتا ہوں وہ ایم اے پاس ہے اور میں فرسٹ ائیر کا اسٹوڈنٹ ہوں اور دو سال سے اس سے پڑھ رہا ہوں، وہ مجھے بہت اچھی لگنے لگی ہے مگر میں آج تک اس سے اظہار نہیں کر سکا ہوں۔ کبھی کبھی اس کی باتوں سے لگتا ہے کہ وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے میں اس کی محبت میں بہت آگے نکل چکا ہوں، واپسی کا کوئی راستہ نہیں، صرف ایک ہی راستہ اور وہ ہے موت۔ میرے گھر والے مجھے منع کرتے ہیں کہ میں اس سے پڑھنے نہ جایا کروں لیکن اب میں اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ ❶

میں کسے چنوں ......والدین یا عاشق کو......؟

ایسے ہی سنگین مسئلے سے دوچار سیکنڈ ائیر کی طالبہ کی بپتا بھی سنیں جو ایک طرف محبت کے سمندر میں غوطہ زن ہے اور دوسری طرف اسے والدین کی رسوائی کا غم بھی دامن گیر ہے۔ لکھتی ہے: ''میں سیکنڈ ائیر میں ہوں۔ ایک دن میں نے ٹیلی فون پر محلے کے لڑکے سے بات چیت میں پہل کی۔ مجھے اس لڑکے سے محبت تھی۔ اس سے ٹیلی فون پر رابطے ہوتے تھے۔ وہ بھی محبت کرتا ہے لیکن ڈر ہے کہ والدین کو نہ بتادے۔ ایک طرف والدین ہیں اور دوسری طرف محبت۔ مجھے بتایئے کس کو چنوں۔ ❷

کمال افسوس!

مقام افسوس ہے کہ جس قوم کے تعلیمی اداروں کے سنیئر طلبہ وطالبات کا یہ حال ہو اور وہ اپنی تعلیم کے ذریعے ملک وملت کا نام روشن کرنے کی بجائے والدین کی آنکھوں میں دھول جھونک کر عشق ومحبت کی داستانیں رقم کر رہے ہوں تو ایسے طلبہ وطالبات ملک وملت کو کونسی ترقی کی منازل پر لے جائیں گے۔

اے کمال تجھ پر کمال افسوس ہے

❶ (محمد عرفان، ساھیوال ھفت روزہ اخبار جھاں 7تا13اپریل2003ء)

❷ (شاھین بٹ، کمالیہ ھفت روزہ اخبار جھاں 7تا13اپریل2003ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محبت میں والدین رکاوٹ!

لیجئے عشق ومحبت کی وادیوں کے الف لیلوی کردار کے چند نفسیاتی مسائل اور الجھنیں مزید سنیں کیونکہ محبت کے نئے راہیوں کا مرکز کوئی ایک تعلیمی ادارہ نہیں بلکہ عشق کے مریض تو پاکستان کے ہر شہر اور ہر تعلیمی ادارے میں بکثرت موجود ہیں۔ راولپنڈی سے ثانی لیلیٰ اسماء کا کہنا ہے کہ ''میں میٹرک کی طالبہ ہوں اور ایک کزن کو پسند کرتی ہوں، وہ بھی مجھے پسند کرتا ہے، اس کے گھر والے تو راضی ہیں مگر میرے گھر والے بالکل راضی نہیں۔'' ❶

میٹرک کی اس طالبہ کو اپنے تعلیمی سال اور تعلیمی مستقبل کی پروا نہیں، البتہ یہ فکر ستائے جا رہی ہے کہ میرے والدین راضی نہیں ہو رہے اور اگر نہ ہوئے تو میرے عشق کے مستقبل کا کیا بنے گا۔ ایسی ایک عشق ومحبت کی تتلی لکھتی ہے: ''ہم تین بہنیں اور ایک بھائی ہیں، میں سب سے چھوٹی ہوں میں نویں کلاس میں تھی جب میرا ایک کزن مجھے پسند کرنے لگا۔ میری اس سے دوستی ہوگئی۔ وہ رشتہ لے کر آئے تو میرے والدین نے انکار کر دیا۔ ❷

نتیجہ جب نکلتا ہے تو عاشق فیل ہوتے ہیں!

آپ نے یہ شعر اکثر سنا ہوگا۔

محبت کرنے والوں کے نرالے کھیل ہوتے ہیں
نتیجہ جب نکلتا ہے تو عاشق فیل ہوتے ہیں

ایسے ہی ایک عاشق طالب علم کی داستان الم بھی سنیے جو اس شعر کی عملی تصویر ہے۔ موصوف رقم طراز ہے: ''میں ایف اے میں پڑھتا ہوں اور پڑھنے میں بہت کمزور ہوں۔ میں نے میٹرک تین سال میں کیا ہے اور وہ بھی انتہائی کم نمبروں سے۔ اب میں نے

❶ (اخبار جہاں 12 تا 18 مئی 2003)
❷ (شانو صادق، جھنگ، اخبار جہاں 12 تا 18 مئی 2003)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایف اے کا امتحان دیا تو میں تین مضامین میں فیل ہوگیا۔ میرے پاس ایک چانس تھا کہ سیکنڈ ایئر کے پیپرز کے ساتھ فسٹ ایئر بھی دے دوں لہٰذا میں نے فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر دونوں سال کے پیپرز ایک ساتھ دے دیے، نتیجہ آیا تو میں فیل تھا۔ سپلیمنٹری امتحان دیا تو باقی مضامین میں کامیاب ہوگیا مگر دونوں سال کے انگلش کے پیپر میں پھر فیل ہوگیا۔ اب میں دونوں پرچوں کی تیاری کرر ہاہوں مگر پڑھائی میں بالکل دل نہیں لگتا۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں اپنی کزن سے محبت کرتا ہوں اور گھر والوں کی وجہ سے شادی ممکن نہیں اور میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔''[1]

محبت کے نرالے کھیل!

ایک اور عاشق کی بپتا سنیں جو وکیل بننا چاہتا ہے۔ وکیل بنے نہ بنے البتہ فرہاد یا مجنوں کا کردار احسن انداز سے نبھا رہا ہے۔ لکھتا ہے:

''میں پشاور میں لاء کالج سے ایل ایل بی کرر ہاہوں۔ کچھ عرصہ پہلے میری زندگی میں بربادی کا طوفان آیا، میں جس لڑکی سے پیار کرتا تھا اور ہم دونوں ایک جان دو قالب تھے وہ لڑکی اچانک کینسر کے مرض میں مبتلا ہوکر مجھ سے جدا ہوگئی۔ میں آرمی میں آنا چاہتا تھا مگر اس کی خواہش پر وکالت کا پیشہ اپنایا ہے۔[2]

پشاور کے ہی ایک دوسرے عاشق کا حال دل سنیں جو عشق کے چکروں میں انجینئرنگ کے انٹری ٹیسٹ میں فیل ہوگیا۔ خرم شہزاد خان نامی اس طالب علم نے لکھا ہے کہ میں پشاور کا رہنے والا ہوں والد صاحب سرکاری ملازم ہیں۔ چند سال پہلے ان کا تبادلہ پشاور سے ہری پور ہوگیا۔ میں ہری پور کے ایک پرائیویٹ اسکول جارہا تھا تو میری نظر گاڑی میں بیٹھی ایک لڑکی پر پڑی اور میں نے فیصلہ کرلیا کہ اسی لڑکی سے شادی کروں گا، پھر میں نے اس

---

[1] (جہانزیب خان، لاهور، اخبار جہاں 9تا15 جون 2003ء)

[2] ساجد خان، کراچی، اخبار جہاں 9تا15 جون 2003ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کے گھر کا پتہ اور ٹیلی فون نمبر وغیرہ معلوم کرلیا۔ میں نے ٹیلی فون کیا مگر ہمیشہ اس کی والدہ یا بڑی بہنیں ٹیلی فون اٹھاتی تھیں وقت گزرتا گیا اور میں نے میٹرک پاس کرلیا والدین کا اکلوتا بیٹا ہوں ۔وہ مجھے بڑا آدمی بنانا چاہتے ہیں، میں بھی انجینئر بننا چاہتا ہوں مگر اس لڑکی کے خیالوں میں اتنا گم رہنے لگا کہ انجینئرنگ کے انٹری ٹیسٹ میں فیل ہوگیا۔❶

معمارانِ قوم کو ہیر رانجھا اور سسی پنوں کون بنا تا ہے:

پاکستان کے معروف اشاعتی ادارے کے ایک میگزین میں شائع ہونے والے یہ چند خطوط ہیں اگر آپ اپنے اردگرد ماحول پر نظر دوڑائیں یا اس مسئلے میں تھوڑی سی سوچ و بچار کریں تو نہ صرف آپ کا ماحول آپ کو مایوس کرے گا بلکہ بہت سے رسائل وجرائد میں ایسی ہی حیرت انگیز داستانیں پڑھنے کو ملیں گی۔ تعلیمی اداروں سے شروع ہونے والے عشق کی وجہ سے نہ صرف طلبہ کی زندگی برباد ہوتی ہے بلکہ ان طلباء کے خاندان کی رسوائی بھی زبان زد عام ہوتی ہے۔ کتنے ہی ایسے خاندان ہیں جن کی شریف زادیاں کالج میں قدم رکھتے ہی کسی لڑکے کے عشق میں گرفتار ہوگئیں اور پھر چند ماہ بعد گھر کا سارا قیمتی سامان لیے ماں باپ، بہن بھائیوں کو خیر باد کہہ کر خاندان کی رسوائی کا سبب بن گئیں۔ یہ سب کھیل ان غلط پالیسیوں، مغربی فکر کے حامل مخلوط نظام تعلیم، رسائل وجرائد میں عشق ومحبت کی من گھڑت کہانیوں اور ٹی وی پر چلنے والے عشقیہ ڈراموں کی بدولت ہے جو طلبہ وطالبات کے اذہان بدلنے میں منفی کردار ادا کررہے ہیں۔

پھول بننے کی توقع پر جئے بیٹھی ہے
ہر کلی جان کو مٹھی میں لیے بیٹھی ہے

سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا!

مثال کے طور پر اخبار جہاں کے اسی کالم کو لے لیجیے! مقام افسوس ہے کہ معاشرے کی

---

❶ (ہفت روزہ اخبار جہاں 12تا18مئی 2003ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بے راہ روی ٹیلی ویژن کے ڈراموں اور فلموں کی دیکھا دیکھی اور مخلوط تعلیم سے کج روی کا شکار ہوا ان معمارانِ قوم کو عشق کے چکروں میں جن نفسیاتی مسائل سے دوچار ہونے پر یہ پریشانیاں ہیں اس کالم میں ان پریشانیوں کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے۔ بجائے اس کہ طلبہ وطالبات کی حوصلہ شکنی کر کے انہیں تعلیم میں مگن رہنے اور محنت ولگن سے پڑھنے کی تلقین کی جائے اور عشق کے چکروں میں پڑکر اپنے مستقبل کو تباہ کرنے اور زندگی کے قیمتی اوقات کی بربادی کی طرف توجہ دلائی جائے بلکہ ان کی الجھنوں کو دور کرنے کے لیے مشورے دیے جاتے ہیں۔ تعلیمی اداروں کے ان روشن چراغوں کو عملی زندگی میں قدم رکھنے کے غلط راستے بتائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر کالم کی خاتون انچارج نے عشق کے چکروں میں پڑے انجینئرنگ یونیورسٹی، فائنل ایئر کے طالب علم حیدر علی کو مشورہ دیا:

''اگر آپ سمجھتے ہیں کہ لڑکی واقعی آپ سے محبت کرنے لگی ہے اور آپ بھی اس کو پسند کرتے ہیں تو پھر آپ اس تعلق کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ [1]

اسی کالج میں انجینئرنگ یونیورسٹی کی طالبہ کو جب اس کے کلاس فیلو عاشق نے گھر فون کیا اور وہ فون اس کے ماموں نے سنا تو گھر سے ڈانٹ ڈپٹ پڑنے پر موصوفہ نے اپنی پریشانی ظاہر کی تو کمال ڈھٹائی سے تفکرات میں ڈوبی طالبہ کے غلط قدم پر یوں حوصلہ افزائی کی گئی: ''صرف ایک ٹیلی فون پر اتنا ہنگامہ نہیں ہونا چاہیے تھا کیونکہ آپ جب لڑکوں کے ساتھ تعلیم حاصل کر رہی ہیں تو لامحالہ کلاس کے لڑکوں سے سلام دعا بھی کرنا ہوگی۔'' [2]

اب اس مشورے کے بعد سادہ لوح طالبات تو ضرور رشتہ پکڑیں گی، اپنے والدین اور گھریلو افراد سے نہ چاہتے ہوئے بھی بغاوت کریں گی اور اپنی منفی سوچوں کو کیوں ٹھیک نہ سمجھیں گی۔

---

[1] (اخبار جہاں، کالم نفسیاتی مسائل 7 تا 13 اکتوبر 2002ء)

[2] (اخبار جہاں 3 تا 9 فروری 2003ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس نمونے کے جواب پریشان طلبہ وطالبات کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، نونہالان قوم بجائے عشق ومحبت کے نام نہاد سے سبق حاصل کرنے کے ان گم نام راہوں پر چل نکلتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ہم اس مرض کی تشخیص کے لیے کیوں تیار نہیں......؟ کونسی وجوہات ہیں کہ ہم ملک وقوم کے اثاثے کو تباہی کے راستے پر گامزن دیکھنے کے باوجود بھی کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے بیٹھے ہیں؟

مخلوط تعلیمی ادارے:

اسلام دین فطرت ہے''اسلام نے حصول تعلیم کو مردوزن دونوں پر فرض قرار دیا ہے۔ مانا کہ علم حاصل کرنے کے لیے مردوعورت میں تفریق نہیں برتنی چاہیے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ مخلوط طرز تعلیم کے ذریعے معماران قوم کو ہیر رانجھا، سسی پنوں اور مرزا صاحباں کے کردار اپنانے پر مجبور کر دیا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ علم اندھیرے میں اجالا پیدا کرتا ہے لیکن اگر علم کے طالب کو مخلوط ماحول کے ذریعے صداقت وامانت کا سبق پڑھانے کی کوشش کی جائے تو لاکھ احتیاط کے باوجود بھی وہ علم اندھیرے میں اجالا نمودار کرنے کی بجائے اجالے میں اندھیرے پھیلا کرتا ہے۔ یہ خرابی، جس میں ان دنوں ہمارے طلبا وطالبات بڑی تیزی سے مبتلا ہو رہے ہیں، اس کی ایک بڑی وجہ مخلوط تعلیمی ادارے ہیں۔ ملک میں قائم نوے فیصد سکولز جو صرف پرائمری اور میٹرک سسٹم پر کام کر رہے ہیں ان میں طرز تعلیم مخلوط ہے۔ اس ملے جلے ماحول سے آغاز تعلیم میں ہی بچوں کی وہ جھجک ختم ہو جاتی ہے جو عام طور پر مردوزن کا فطری حصہ ہوتی ہے۔ بچے اور بچیاں ایک جگہ اکٹھا رہنے، ایک جگہ پڑھنے اور اکٹھے اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے آپس میں دوستیاں کرتے ہیں اور یہ دوستیاں ہی فطری شرم وحیا سے دوری کا سبب بنتی ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میڈیا کا کردار:

ہمارا میڈیا اب بچوں کو بہت جلد بلوغت کو پہنچا رہا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گھر میں بچوں نے ٹیلی ویژن ڈرامے میں جو عشق کے مناظر دیکھے ہوتے ہیں، لڑکوں اور لڑکیوں کو دوستیوں میں مبتلا پایا ہوتا ہے وہ ان ہی مناظر کا عملی تجربہ سکول میں اپنی کلاس فیلوز کے ساتھ کرتے ہیں۔ یوں میٹرک تک پہنچنے والا طالب علم جسے ''عشق'' جیسے مرض کی آگاہی کالج اور یونیورسٹی کی سطح پر ہونی چاہیے تھی۔ابتدائی تعلیمی ادارے کے مخلوط نظام اور ہمارے ٹی وی نے اسے مزید پیشگی آگاہ کر دیا ہے۔ٹی وی ڈراموں میں اکثر لڑکیوں اور لڑکوں کے افیئرز دکھائے جاتے ہیں اور دوستی کے نام یا عشق کے بندھن میں بندھے ہوتے ہیں۔علاوہ ازیں ان طلبا وطالبات کی ملاقات کے جو مناظر بھی پردہ سکرین سے نظر آتے ہیں وہ اکثر شہر کے کسی تفریحی مقامات کے ہوتے ہیں جن میں وہ دنیا سے بے نیاز باتوں میں مصروف دکھائے جاتے ہیں۔ ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلتے ہیں یا پھر کسی درخت پر اپنے نام کندہ کرنے کی کوشش میں مگن ہوتے ہیں۔ ایسے سین مناظر کی عکس بندی کرتے ہوئے نہ صرف جگہ کا انتخاب رومانوی ہوتا ہے بلکہ عشق ومحبت کے جذبات سے لبریز جملوں کا تبادلہ اور پھر لباس کی تراش وخراش تک پر بھی نظر رکھی جاتی ہے۔لڑکیوں کو خاص کر مردانہ لباس اور جینز میں دکھایا جاتا ہے جو دوپٹے گلے میں ڈالے مغربی طرز پر کٹے بالوں کی نمائش میں تفاخر محسوس کر رہی ہوتی ہیں۔ یہی حال طالب علم مرد کا کردار ادا کرنے والے اداکار کا ہوتا ہے جو بلاخوف وخطر ہیروئن کا ہاتھ تھامے اس کے ساتھ مرتے دم تک عیش سے زندگی گزارنے کے وعدے اور دلاسے دے رہا ہوتا ہے۔ ہمارا معاشرہ ان ٹی وی آرٹسٹوں کو ہیروز کے نام دیتا ہے اور اب ایسے ہی ہیرو اور ہیروئن بننے کا خواب ہر بچہ اور بچی دیکھتی ہے اور جب اسے اسکول وکالج میں ایسا ہی تصوراتی ماحول ملتا ہے تو وہ بے اختیار عشق ومحبت کی اس ڈگر پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

افسوس صد افسوس کہ شاہین نہ بنا تو
دیکھے نہ تیری آنکھ نے فطرت کے اشارات

ٹی وی کی ''کرم فرمائیاں'':

یہ ٹی وی کی کرم فرمائیاں ہیں کہ تعلیمی اداروں میں بھی اکثر اوقات اگر طلباء وطالبات محو گفتگو ملیں، تو ان میں زیر بحث عنوان کسی ڈرامے یا فلمی ہیرو یا ہیروئن ہوگی۔ پرائمری سے لے کر پوسٹ گریجویشن تک سب مرد وزن اپنے اپنے پسندیدہ ڈرامے اور ہیرو ہیروئن کے کردار کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہے ہوں گے۔ یہ سب ان طلبہ وطالبات پر ڈراموں کا غیر شعوری طور پر اثر ہوتا ہے۔ اس سے ہی رفتہ رفتہ ان کے کردار وافعال میں تبدیلی پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ برے سے برے کام بھی بلا جھجک اور بلا تردد کرتے چلے جاتے ہیں۔ یہ سب آئیڈیل کی تلاش کا کارنامہ ہوتا ہے اور یونہی کبھی انہیں اپنا من پسند کردار یا اداکار ملتا ہے تو بڑے سے بڑا کام کرنے میں بھی چوکتے نہیں۔

کس کرب سے یارب دوچار ہیں ہم!

ایک دس سال بچی نے ایک فلم کے آخری سین میں اپنی پسندیدہ ہیروئن کی خودکشی سے متاثر ہوکر اسی انداز میں گلے میں پھندا ڈالا اور خودکشی کر لی۔ یہ کوئی باعث تعجب بات نہ تھی، نونہالان وطن کے فلموں اور ٹی وی پروگراموں سے تاثر لینے کے ایسے واقعات آئے دن اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ 80ء کی دہائی کی بات ہے ٹی وی پر ایک سیریز ''سکس ملین ڈالر مین'' (Six Milion Dollor Man) بہت معروف ہوئی جن دنوں یہ سیریز نشر ہو رہی تھی ان دنوں اکثر ایسے بچے ہسپتالوں میں لائے جاتے تھے جو کہ اس سیریز کے ہیرو کے انداز میں چھتوں سے کود جاتے اور اپنے آپ کو زخمی کر لیتے۔ [1]

---

[1] (روزنامہ جنگ 25 جنوری 1987ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لڑکے اور لڑکیاں ابتدائی عمر میں ناپختہ ذہن کے مالک ہوتے ہیں۔اس عمر میں جب وہ ٹی وی اور فلموں میں مرد عورت کو آزادانہ عشق لڑاتے اور رومانس کرتے دیکھتے ہیں تو ان کا ذہن بگڑتا ہے۔ ان کے دل میں خواہش جڑ پکڑتی ہے کہ وہ بھی کسی سے عشق کریں۔ ان کی بھی ایک ایسی ہی خوب صورت محبوبہ ہو یا ایسا ہے خوب صورت محبوب ہو۔ یوں ان کے ذہن میں عاشقانہ جذبات ابھرتے ہیں اور وہ مقصد زندگی کو بھول کر خار زار عشق کے مسافر بن جاتے ہیں۔ ٹی وی اور مخلوط طرز تعلیم کے ساتھ ساتھ اخبارات، ورسائل، ڈائجسٹ اور گلیوں بازاروں میں فلمی اشتہار طلبہ وطالبات کے اذہان بگاڑنے میں مؤثر کردار ادا کرتے ہیں اور پھر مخلوط تعلیمی ماحول ان کا کچومر کر دیتا ہے۔

حیران آئینہ دار ہیں ہم
کسی سے یارب دو چار ہیں ہم

عشقیہ خطوط کا مقابلہ:

جہاں تعلیمی اداروں میں ایسا ماحول ہو گا وہاں لامحالہ عشق پروان چڑھے گا اور اگر ویلنٹائن ڈے کو ایسے ہی اداروں میں بطور تقریب یا نصابی سرگرمی کے ایشوز کے طور پر لیا جائے تو پھر یہ رنگ دو آتشہ ہو گا۔

ہندوستان میں کولکتہ کے تعلیمی ادارے میں چودہ فروری کو ویلنٹائن ڈے کے موقع پر کچھ طلبا کا مابین عشقیہ خطوط لکھنے کا مقابلہ منعقد ہوا۔ اس کے اشتہار میں لکھنا تھا مقابلے کا سلسلہ چودہ فروری سے بائیس فروری تک جاری رہے گا۔اس مدت میں خواہش مند اپنے عشقیہ خطوط، ای میل کے ذریعے بھیج کر مقابلے میں شامل ہوں گے۔سب سے اچھا خط لکھنے والے کو انعامات سے نواز جائے گا۔اس انوکھے مقابلے کا مقصد طلبا نے یہ بتایا کہ آج کے تیز رفتار زمانے میں لڑکے لڑکیوں کو ویسی فرصت میسر نہیں ہے جو لیلیٰ مجنوں اور ہیر رانجھا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کو تھی۔جس کے سبب عشقیہ خطوط نویسی کی روایت اور فن ناپید ہوتا جارہا ہے جو دنیا کے کلاسیکی ادب کا قیمتی سرمایہ ہے۔

موجودہ تیز رفتاری نے عام لوگوں کی طرح دور جدید کے عاشق و معشوق کو بھی حال دل بیان کرنے کے لیے جدید وسائل اختیار کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔چنانچہ آج کل محبوب اپنی محبوبہ سے ٹیلی فون، انٹرنیٹ اور ای میل کے ذریعے مختصر سے وقت میں لفظوں و جملوں میں کرنے پر مجبور ہے۔ غالباً اس مقابلے کے ذریعے عشقیہ خطوط نویسی کی روایت میں آئے جمود کو توڑنے کے ساتھ ویلنٹائن ڈے کو مقبول عام بنانا چاہتے ہیں تاکہ عشقیہ ادب کی توانائی برقرار رہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس مقابلے سے عشقیہ ادب کے چہرے پر کچھ سرخی آجائے۔لیکن شرافت وعزت کے منہ پر کالک ضرور لگے گی۔

پاکستانی بچے ویلنٹائن کے روپ میں:

بھارت کو چھوڑیے ہم اپنے ملک کے تعلیمی اداروں کی بات کرتے ہیں۔

2004 کے ویلنٹائن ڈے کو پاکستان کے بہت سے تعلیمی اداروں میں، فحاشی کے سین عام کرنے کے لیے اس روز مخصوص تقریبات ہوئیں۔

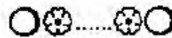
ایک ایسی ہی تقریب کا آنکھوں دیکھا حال ڈاکٹر اجمل نیازی صاحب نے یوں لکھا ہے:

”جوہر ٹاؤن کے سینٹ ڈومینک کانونٹ سکول کے بچوں کا والہانہ پن نجانے کس انجانی وابستگی کی یاد دلا رہا تھا۔ان کی پرنسپل منفرد دانش ور شاعرہ سسٹر شبینہ رفعت نے کہا: ”بچوں پر غیر ضروری پابندیاں لگانے کا کچھ فائدہ نہیں۔انہیں کچی آزادی دی جائے تو زندگی مسکرانے لگے۔“

ویلنٹائن ڈے اب ہر جگہ پر کامن ہے۔اخبارات، ٹی وی کے علاوہ کمرشل اداروں میں بھی اس کا چرچا ہے۔بسکٹ اور چاکلیٹ پر ویلنٹائن ڈے مبارک لکھا ہوا ہے۔پھول والوں کے لیے تو یہ روز عید ہے۔جن کے ہاتھوں میں پھول نہیں ہوتے، ان کے دلوں میں پھول

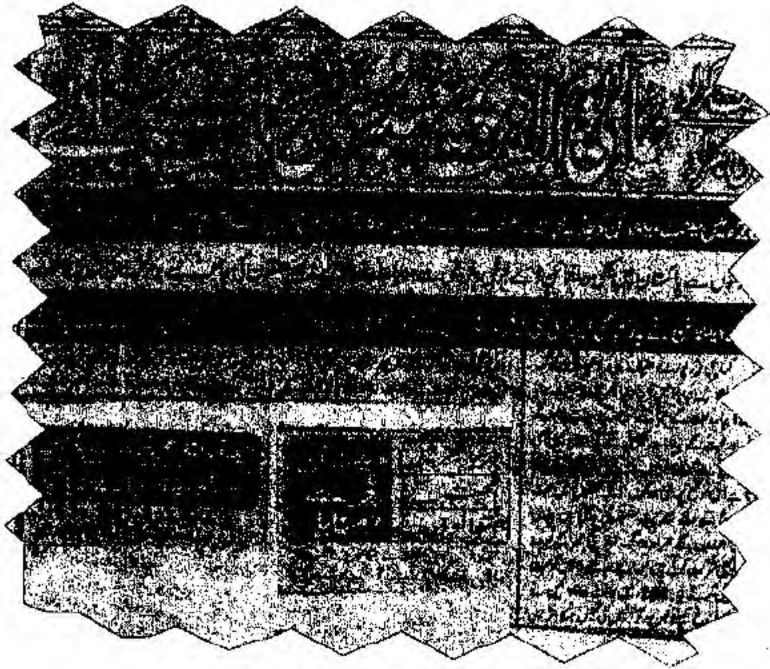
www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوتے ہیں۔شبینہ رفعت نے بتایا کہ صبح کی دعا کے بعد بچوں سے پوچھا گیا تمہیں معلوم ہے کہ 14 فروری کیا ہے؟ تو سب بچوں نے یک زبان ہوکر کہا ہے ویلنٹائن ڈے۔پچیس تیس بچے سٹیج پر آگئے۔اس سے پہلے کہ ٹیچر انہیں بتاتی انہوں نے بتایا کہ یہ محبت کرنے والوں کی یاد میں منایا جانے والا دن ہے۔اس دن ہم ایک دوسرے کو تحائف دیتے ہیں۔پھول اور چاکلیٹ۔ایک دوسرے کے لیے BesT-Wishes(نیک تمنائیں)شیئر کرتے ہیں۔محبت ایک انسان کا دوسرے انسان سے ازلی،ابدی رشتہ ہے۔اس سلسلے میں بچے بڑوں کو حیران کردیتے ہیں۔محبت کے جذبے کو پوری زندگی پر پھیلایا جاسکتا ہے۔محبت کے بغیر محنت بھی بے کار ہے۔محبت کے بغیر تو پڑھائی بھی نہیں ہوسکتی۔کسی کام پر پابندی اسی نیگیٹو بنادیتی ہے۔جب کہ اسے پازیٹو بنایا جاسکتا ہے۔آخر ہم زندگی سے ڈرتے کیوں ہے؟اسے بے خوف اور بے لوث ہوکر قبول کرلیا جائے تو یہ ہماری دوست بن جائے۔مگر ہم زندگی کو اپنا دشمن بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔زندگی سے ڈرتے ہو، زندگی تو تم بھی ہو،زندگی تو ہم بھی ہیں۔ [1]



[1] (روزنامہ دن 15اگست 2004)

www.iqbalkalmati.blogspot.com



www.KitaboSunnat.com

محبت کرلو جی بھرلو

صوبہ سندھ کے ایک بڑے اخبار کی نوجوانوں کو ترغیب دلاتی خبر جس نے
ویلنٹائن کے کارنامے کو نمایاں شائع کر کے فروغ یوم فحاشی میں خود کو پیچھے نہ چھوڑا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چوتھا باب:

اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ اس کی زندگی کا ایک مقصد انسان کو اشرف المخلوقات بھی اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی زندگی جانوروں کی طرح بے مہار نہیں گزرتی۔ وہ انسان کیسا جو دوسرے جانداروں کی طرح زندگی کے دن گزار کر دنیا سے چلا گیا۔

انسان زندگی میں اگر عزت اور وقار کی کمی ہو تو زندگی شرمندگی بن جاتی ہے لیکن ہمارے ہاں اس مقولے پر کوئی دھیان نہیں دیتا اُلٹا ہمارے نوجوان اپنی زندگی کا مقصد حیات ''عشق و محبت'' کو بنائے نظر آتے ہیں۔

ہمارے ہاں رائج ادب وثقافت اور ٹی وی پر چلنے والے ڈراموں اور بھارتی فلموں میں پیش آنے والے عشقیہ مناظر نے پوری نوجوان نسل کو مریض عشق بنا دیا ہے۔ سکول در کالجز میں عشق کے چکر اور گھروں سے بھاگنے والی لڑکیوں کے واقعات میں تیزی اضافہ اس کی دلیل ہیں۔ ویلنٹائن ڈے ایسے لوگوں کے لیے بہترین موقعہ ہوتا ہے کہ وہ اُ دن اپنی خباثت کا مظاہرہ کرسکیں اور کسی کی بہن یا بیٹی کو اپنی محبوبہ قرار دے کر اسے پھول، کارڈ یا کوئی تحفہ دے کر محبت کا پیغام دے سکیں۔ کچھ بھولے بھٹکے ایسی جگہ بھی ہاتھ ڈال بیٹھتے ہیں جہاں سے انہیں ''محبت'' کا جواب بڑے انوکھے انداز سے ملتا ہے۔ عاشق جب سر بازار ''محبوبہ'' سے جوتے کھا رہے ہوتے ہیں اور جی بھر کر پٹائی ہونے کے بعد بالآخر جب ان کی جان خلاصی ہوتی ہے تو یہ کہنے پر کہ ''تم تو میری بہن ہو'' چودہ فروری

کے روز پاکستان کے کئی شہروں میں بالخصوص ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں۔ سال 2003ء کو ہمارے حیدرآباد قیام کے دوران خبریں آئیں:

''تم تو میری بہن ہو!''

حیدرآباد کے علاقے لال باغ میں چند منچلے لڑکوں نے لڑکیوں سے چھیڑ چھاڑ کی۔ ویلنٹائن ڈے کے حوالے سے آوازے کسنے پر لڑکیوں نے مل کر ایک لڑکے کو پکڑ لیا اور اس کی زبردست چھترول کی، لوگوں کے جمع ہونے پر اور مدافعت کرنے پر لڑکے نے نہ صرف لڑکیوں سے معافی مانگی بلکہ بہن کہہ کر اپنی جان بچائی..... [1]

ناکام عاشق ہسپتال میں:

پاکستان کے تیسرے بڑے شہر حیدرآباد کے علاقے قاسم آباد میں ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ملاقات کے لیے آنے والے دوست کے پاس ویلنٹائن ڈے کارڈ پر بہن کا نام دیکھ کر لڑکی کے بھائی نے دوست کی پٹائی کرڈالی۔ لڑائی کی صورت میں ناکام عاشق کو زبردست چوٹیں آئیں اور اسے ہسپتال میں بھی رسوائی دیکھنا پڑی۔ [2]

محبوبہ بہن بن گئی:

سال 2003ء کے ویلنٹائن ڈے کے موقعہ پر محبوبہ کو پھولوں کا تحفہ دینے والا محبوبہ کے بھائی کے ہتھے چڑھ گیا۔ اس نے ''محبوب'' صاحب کا مار مار کر بھرکس نکال دیا۔ تفصیلات کے مطابق جمعہ کے روز ویلنٹائن ڈے کے موقع پر سرگودھا کے نوجوان خرم شہزاد نے سیٹلائٹ ٹاؤن میں اپنی محبوبہ کو پھولوں کا تحفہ دیا تو اس کے بھائیوں نے دیکھ لیا اور خرم کو مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا۔ اس دوران محلہ داروں کے جمع ہو جانے پر نوجوان سے کہا گیا کہ وہ لڑکی کو بہن کہے پھر چھوڑا جائے گا وگرنہ پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا۔

---

[1] (روزنامہ ریاست کراچی ۱۵ فروری ۲۰۰۳)

[2] (روزنامہ ریاست ۱۵فروری ۲۰۰۳)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نوجوان نے اپنی محبوبہ کو بہن کا خطاب دیا جس پر اس کی جان چھوٹی۔ [1]

ایک دوسرے اخبار نے یہ دلچسپ خبر یوں شائع کی کہ: ویلنٹائن ڈے کے موقع پر سرگودھا کے ایک نوجوان نے سیٹلائٹ ٹاؤن میں اپنی محبوبہ کو پھولوں کا تحفہ دیا تو اس کے بھائیوں نے دیکھ لیا اور اس نوخیز عاشق کو بے حد زدوکوب کیا۔ اس دوران محلہ داروں کے جمع ہونے پر نوجوان سے کہا گیا کہ وہ لڑکی کو بہن کہے پھر اسے چھوڑا جائے گا وگرنہ پولیس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ نوجوان نے اپنی محبوبہ کو بہن کا ''خطاب'' دیا اور کہا کہ اب بہن کو ہی پھول دے دیں جس پر اس کی جان چھوٹی۔ [2]

www.KitaboSunnat.com

محبوب پر کتا چھوڑ دیا گیا:

خان گڑھ کے نواحی علاقے موضع مونڈ میں 97ء کے ویلنٹائن ڈے پر اس وقت دلچسپ صورت حال بن گئی جب لڑکی کے والدین نے محبوبہ کو پھول دینے کے لیے آنے والے عاشق پر کتا چھوڑ دیا۔

روزنامہ خبریں کے مطابق پپو راہی نامی ایک عاشق مزاج شخص ویلنٹائن ڈے کو اپنی مبینہ محبوبہ کے لیے پھول لے کر گیا تو لڑکی کے والد کو پتا چل گیا جس پر اس نے نام نہاد محبوب پر اپنا شکاری کتا چھوڑ دیا اور عاشق بیچارہ پھول پھینک کر بھاگ نکلا۔ [3]

منہ کالا، چھترول اور گدھے پر سواری:

بھائی پھیرو میں ویلنٹائن ڈے پر پھول دینے پر نوجوان دوشیزہ نے ''عاشق'' کی چھترول کر دی۔ محلے والوں نے نامراد عاشق کو پکڑ کر اس کا منہ کالا کیا اور گدھے پر بٹھا کر ملتان روڈ پر اس کا جلوس نکالا، اس نامراد عاشق کی چھترول دیکھ کر کئی نوجوانوں نے

---

[1] (روزنامہ جنگ لاہور ۱۵ فروری ۲۰۰۳)

[2] (روزنامہ دن لاہور: ۲۰۰۳ء)

[3] (رونامہ خبریں، 15 فروری 1997ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ویلنٹائن ڈے منانے سے توبہ کرلی۔

تفصیلات کے مطابق بھائی پھیرو وارڈ نمبر 2 کے نوجوان شکیل نے ویلنٹائن ڈے پر اسی محلہ کی ایک لڑکی کو گلی سے گزرتے ہوئے گلاب کا پھول دے کر اپنی محبت کا اظہار کرنا چاہا مگر محبت کی بجائے اسے نوجوان دوشیزہ نے تھپڑ مار مار کر اس کا منہ لال کر دیا۔ اسی اثناء میں لڑکی کے بھائی اور محلے والے بھی آگئے جنہوں نے ''ویلنٹائن'' کو پکڑ کر اس کا منہ کالا کیا اور اسے گدھے پر بٹھا دیا اور ملتان روڈ نامراد عاشق کا چکر لگا اس گلی کے درجنوں بچے جلوس کے پیچھے تالیاں بجا کر ناچتے رہے۔ اور اس پر پھبتیاں کستے رہے۔ ❶

تھانے میں چھترول:

خبر رساں ایجنسی این این آئی کے مطابق عارف والا میں ویلنٹائن ڈے پر نوجوان نے محبوبہ کی بجائے اس کی والدہ کو پھول تھما دیے۔ مقبول احمد صبح سویرے پھول دینے محبوبہ کے گھر گیا، گھنٹی بجائی تو اس کی والدہ سامنے آگئی جسے وہ کم روشنی کی وجہ سے پہچان نہ سکا اور پھول اس کے ہاتھ تھما آیا جس پر لڑکی کی والدہ نے تھانے میں شکایت کر دی، جہاں نوجوان کی اچھی خاصی چھترول ہوئی اور تحریری معافی پر جان چھوٹی۔

خس کم جہاں پاک:

''ویلنٹائن ڈے'' کے موقع پر پیار کرنے والے نوجوان جوڑے کو لڑکی کے بھائی نے اندھا دھند فائرنگ کر کے موقع پر قتل کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق چونکی کے نواحی گاؤں پڑھانہ چک نمبر 45 کا شاہ محمد اور تصور نامی لڑکی ایک دوسرے سے ''محبت'' کرتے تھے۔ منگل کی رات جوڑا طے شدہ پروگرام کے مطابق محبت کے عالمی دن کے موقع پر ایک دوسرے سے اظہار محبت کر رہے تھے کہ لڑکی کے بھائی طارق کو علم ہوگیا جس پر اس نے طیش میں آکر اندھا دھند فائرنگ کر دی۔ طارق دونوں کو قتل کر کے فرار ہوگیا۔ ❷

---

❶، ❷ (روزنامہ خبریں، لاہور)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سنگدل ''محبوب'' نے زندگی اجاڑ دی:

''میں پاگل نہیں، سنگدل محبوب کی بے وفائی میرے ضمیر کا بوجھ بن چکی ہے اور میرے اوسان خطا ہو چکے ہیں۔ خدارا مجھے اس دنیا میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا جائے تاکہ میں اپنی بربادی کا کھلے بندوں ماتم تو کرسکوں۔'' اس خواہش کا اظہار گوجرانوالہ کے دارالامان میں مقیم زہیرالنساء زارانے ''روزنامہ خبریں'' کے نام ایک پیغام میں کیا۔زارا نے کہا کہ وہ ایک باعزت گھرانے سے تعلق رکھنے والی تعلیم یافتہ لڑکی ہے۔اس کی بربادی کا آغاز اس وقت ہوا جب وہ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں تھرڈ ائیر کی طالبہ تھی کہ ایک نوجوان خرم نے اسے جھوٹی محبت کے پھندے میں پھانس لیا اور شادی کرنے کا جھانسہ دے کر اس کی عزت سے کھیلتا رہا لیکن بعدازاں اس نے اسے ٹھکرادیا۔جب زارا کے ''عشق'' کے بارے میں اس کے والدین کو علم ہوا تو انہوں نے اس کی نسبت ایک ڈاکٹر سے طے کردی اور وہ پیا گھر سدھار گئی۔زارا کے ڈاکٹر شوہر سردار احمد سے دو بچے بھی پیدا ہوئے لیکن اپنے عاشق سے رابطہ رکھنے پر اس کا ہنستا بستا گھر اجڑ گیا اور اس کے خاوند نے بیٹا بیٹی چھین کر اسے گھر سے نکال دیا لیکن اس کے عاشق خرم نے اسے یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کردیا کہ ''تم اپنے بچوں کی سگی نہیں ہو تو میں تمہیں کیسے رکھ سکتا ہوں''۔ زارا نے کہا کہ کچھ عرصہ بعد اس کے والدین نے اس کی چھوٹی بہن سے اس کے سابق خاوند سے شادی کردی جو اپنے گھر ہنسی خوشی آباد ہیں لیکن زارا برباد ہوکر رہ گئی۔ والدین نے ایک مرتبہ پھر اس کا گھر بسانے کی کوشش کی اور گجرات کے موضع ساروکی میں اکرم نامی شخص سے اس کی دوسری شادی کردی جو بسلسلہ روزگار مسقط میں مقیم تھا اور بیوی کو ہمراہ مسقط لے گیا۔زارا کے بقول وہاں وہ خوش وخرم زندگی گزار رہی تھی کہ خدا نے اسے ایک بیٹے اور بیٹی سے سرفراز کردیا لیکن اس کے عاشق نے اسے مسقط خطوط لکھنے شروع کردیے، چنانچہ اس کے خاوند نے یہ صورت حال دیکھ کر اسے طلاق دے دی اور بچہ چھین کر پاکستان واپس بھجوادیا۔زارا دوسری

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مرتبہ برباد ہو کر پھر خرم کے پاس آئی لیکن خرم نے اسے اپنانے سے انکار کر دیا اور نکاح کے بغیر تعلقات قائم رکھنے کا مشورہ دیا۔ زارا بے وفا عاشق کی مسلسل بے وفائی سے ہوش وحواس کھو بیٹھی، جس پر اس کے گھر والوں نے اسے لاہور پاگل خانہ میں داخل کروادیا، جہاں 14 ماہ رہنے کے بعد وہ صحت یاب ہو کر گھر واپس آ گئی لیکن اکثر اوقات وہ پھر ہوش وحواس کھو بیٹھتی اور آپے سے باہر ہو کر اہل خانہ کو سخت پریشان کرتی چنانچہ اسے گوجرانوالہ کے دارالامان میں داخل کروادیا گیا۔ اب زارا گوجرانوالہ کے دارالامان میں مقید اپنی ناکام محبت اور برباد ازدواجی زندگی پر ماتم کناں ہے۔ خبریں کے نام اپنے پیغام میں اس نے درخواست کی ہے اسے دارالامان سے رہائی دلائی جائے تا کہ وہ مسلسل ناکامیوں اور پچھتاوے کی آگ میں جل مرنے سے بچ سکے تاہم وہ کہیں نوکری کر کے اپنی باقی ماندہ زندگی باعزت طریقے سے گزارنے کی خواہش مند ہے۔ زارا نے اپیل کی ہے کہ اسے کسی دینی مدرسہ میں داخل کروادیا جائے تا کہ وہ دینی تعلیم حاصل کر کے اپنے گناہوں کا کفارہ ادا کر سکے۔ [1]

محبوبہ کی ٹھکائی:

قصور اڈا ٹھینگ موڑ میں سابق آشنا نے اپنی ''محبوبہ'' کو سرعام تشدد کا نشانہ بنا کر بے ہوش کر دیا۔ موضع سوڈیوال کے ممتاز اور ''الف'' میں ایک عرصہ سے آشنائی چلی آ رہی تھی ،تاہم گزشتہ سال ''الف'' کی شادی ہوئی مگر ممتاز نے اپنی ''محبوبہ'' کی شادی کے باوجود بھی اس سے قطع تعلق گوارا نہ کیا اور موقع ملنے پر اپنی چاہت کا اظہار کرتا رہا۔ ایک روز ''الف'' اپنے خاوند کے ہمراہ جا رہی تھی کہ ممتاز نے اس کا تعاقب شروع کر دیا اور متعدد اشارے کیے، مگر ''الف'' نے کوئی جواب دینے کی بجائے اسے جھاڑ دیا جس پر مشتعل ہو کر ممتاز نے اڈا ٹھینگ موڑ شاپ پر ''الف'' کو پکڑ کر زبردست تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجہ

[1] (روزنامہ خبریں، لاہور، 17 مارچ 97ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں وہ بے ہوش ہوگئی جب کہ ملزم فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔ بیوی کو اس کے سابق آشنا کے ہاتھوں پٹتا دیکھ کر شوہر کو اچانک ''الف'' کی پرانی آشنائی کا علم ہوا جس پر وہ اسے بیہوشی کی حالت میں چھوڑ کر چلا گیا۔ (1)

عاشق جوتے اتار کر بھاگ گیا:

سانگلہ ہل میں نہر کے کنارے ویلنٹائن ڈے کو ایک نوجوان نے طالبات کو سرخ گلاب پیش کیے تو طالبات نے کو گھیر کر اُس نوجوان شہزاد احمد کی سرعام چھترول کر دی نوجوان منت سماجت پہ اتر آیا لیکن معافی نہ ملی، بالاخر بے چارہ جوتا اتار کر بھاگ نکلا۔ (2)

دیہاتی لڑکی نے چھترول کر دی:

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ کاموکی شہر میں پیش آیا۔ جہاں موٹر سائیکل سوار لڑکوں نے عبداللہ روڈ پر نواحی گاؤں سے آنے والی لڑکیوں نے کو پھول پیش کیے جس پر لڑکیوں جوتے اتار کر لڑکوں کے سروں پر مارنا شروع کر دیا، جب کہ جوتے کی ایڑھی لگنے سے ایک لڑکے کا سر پھٹ کر خون سے چہرہ سرخ ہوگیا اور راہگیر اکٹھے ہونے پر لڑکے بھاگ گئے۔ (3)

پھول کے ساتھ کانٹے بھی ......:

''ویلنٹائن ڈے'' کو حافظ آباد، شہر میں تین لڑکیاں ٹیوشن سنٹر جا رہی تھیں کہ ایک دور حاضر کے ویلنٹائن اوباش نے ان کو سرخ گلاب پیش کیے تو انہوں نے اس نوجوان کو انتہائی پر اعتماد طریقے سے اپنے پاس بلایا۔ جونہی نوجوان ان کے پاس آیا تو انہوں نے جوتے اتار کر اس کی پٹائی شروع کر دی اور ساتھ یہ کہتی رہیں کہ پھول کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ تاہم عوام کے اکٹھا ہونے سے پہلے ہی ناکام عاشق بھاگ گیا۔ (4)

---

(1) (روزنامہ خبریں، 14 اپریل 1997ء)

(2) (روز نامہ انقلاب، لاہور، 15 فروری 2004)

(3) (روز نامہ انقلاب، لاہور 15 فروری 2004)

(4) (روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 15 فروری 2004)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محبوب کی خودکشی:

لاہور کے نواحی علاقے مریدکے میں ویلنٹائن ڈے پر عاشق نے محبوبہ کو گلاب کے پھول بھیجے تو اس نے واپس بھیج دیے جس پر محبوب نے زہریلی دوا کھالی اور حالت غیر ہونے پر ہسپتال جاتے ہوئے راستے میں دم توڑ دیا۔ [1]

عاشق 97ء:

4 مارچ 1997ء کے روزنامہ جنگ میں ایک تین کالمی خبر شائع ہوئی جس میں اخبار نے ایک عاشق 97ء کو متعارف کروایا۔ یہ عاشق 97ء کاموکی کا باسی ہے اور اس کی محبوبہ کی اس روز شادی تھی مگر کسی اور سے...... یہی عاشق صاحب کو رنج تھا کہ محبوبہ میری ہے وہ حجلہ عروسی میں پہنچا اور بولا "تم میری نہیں ہوسکتی تو کسی اور کی بھی نہ ہوسکوگی" اس نے فائرنگ کی اور محبوبہ کو موت کی میٹھی نیند سلادیا۔ بقیہ خبر پڑھیں اور دیکھیں کہ اس "محبت وعشق" کے نتائج کیا ہیں۔

کاموکی کے نواحی گاؤں بھاکراں اور گوجرانوالہ سے باراتیں آئی ہوئی تھیں۔ ایک دلہن کا مبینہ عاشق محمد یوسف اپنی محبوبہ کو کسی اور ہوتے نہ دیکھ سکا اور نکاح کی رسم سے پہلے ہی عاشق نے کمرے میں پہنچ کر بڑھکیں لگاتے ہوئے کہا "تم میری نہیں ہوسکی تو کسی دوسرے کی بھی نہیں ہوسکوگی۔" ساتھ ہی اندھادھند فائرنگ کردی جس سے دلہنوں کے نزدیک بیٹھی ہوئی ان کی سہیلی صائمہ موقعہ پر ہی ہلاک ہوگئی جبکہ دلہنیں جانیں بچانے کے لیے بھاگ پڑیں۔ اس واقعہ کے بعد شادی والے گھر میں افراتفری مچ گئی اور مہمانوں نے ملزم کو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اسلحہ لہراتے ہوئے فرار ہوگیا۔ بعد ازاں شادی کی رسومات سادگی سے ادا کرکے دلہنوں کو رخصت کردیا گیا۔ تھانے عالی پولیس نے مقدمہ درج کرکے

---

[1] (روزنامہ جناح لاہور، ۱۵ فروری ۲۰۰۷)

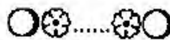
www.iqbalkalmati.blogspot.com

مقتولہ کی نعش پوسٹمارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کردی ہے۔ ❶

ایک لڑکی دو عاشق:

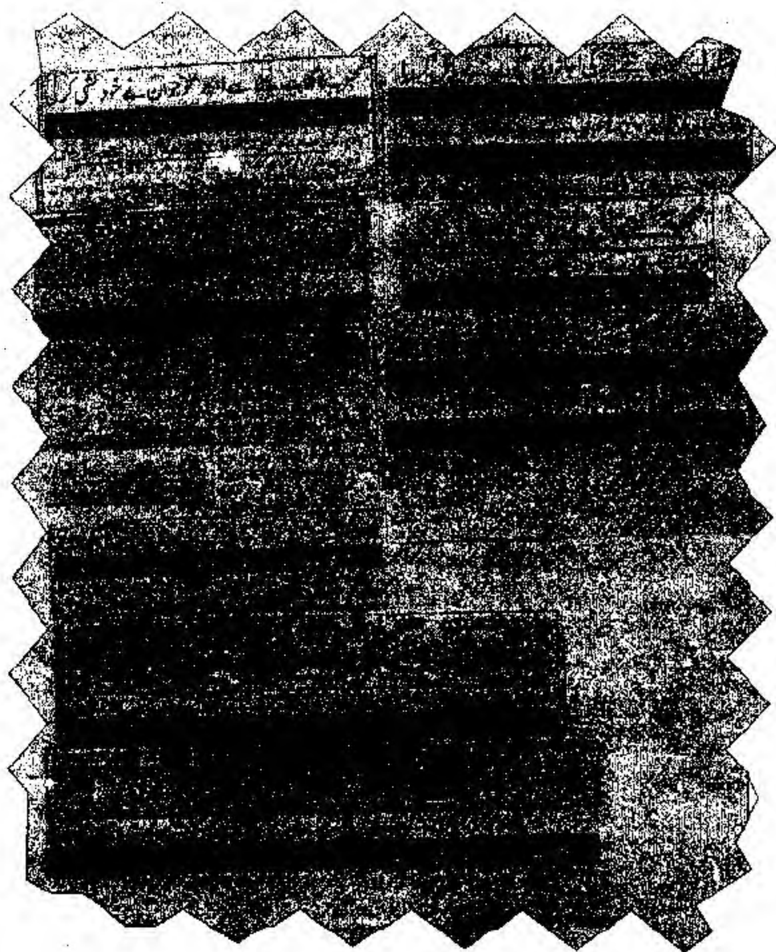
جامعہ کراچی (گلشن اقبال کیمپس) میں 14 فروری پیر کی صبح دونوں تنظیموں کے کارکن کی جانب سے ایک ہی لڑکی کو ویلنٹائن ڈے پر پھول پیش کرنے پر تصادم کا واقعہ پیش آیا گیا۔ صبح پختون اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے ایک کارکن نے ویلنٹائن ڈے پر ایک لڑکی کو پھول پیش کیا جبکہ پی ایم ایس او کے کارکن کی جانب سے بھی اس لڑکی کو پھول پیش کرنے پر دونوں تنظیموں کے کارکن آپس میں الجھ گئے۔ جس پر دونوں تنظیموں اے پی ایم ایس او اور پختون اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے کارکنان نے ڈنڈوں، سریوں اور بوتلوں سے مسلح ایک دوسرے پر حملہ کردیا۔ جس کے نتیجے میں دونوں جانب سے درجنوں طلبہ زخمی ہوگئے۔

یہ ہماری نسل نو کے اخلاقی جنازے کی چند جھلکیاں ہیں جنھیں جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ تلخ حقیقت یہ ہے کہ سب سے زیادہ ایسے اخلاق باختہ واقعات طالب علموں کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ پریشان کن بات یہ ہے کہ اگر مغرب کی پیروی کی روش ختم نہ ہوئی اور حیا باختگی کے ان واقعات کا سد باب نہ کیا گیا تو ہم دین، تہذیب و ثقافت سے عاری ہوں گے ہی کل کلاں ایسے واقعات ہماری بیٹی یا بہن سے بھی پیش آئیں گے۔



❶ (روزنامہ جنگ، لاہور 97-3-4)

www.iqbalkalmati.blogspot.com



اس عاشقی میں عزت سادات بھی گئی!

پاکستان میں تیزی سے ویلنٹائن ڈے کے فروغ پانے سے معاشرے

میں تیزی سے جنم لیتی ہوئی بے راہروی کی چند جھلکیاں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پانچواں باب:

محبت کیا ہے؟

محبت ایک پاکیزہ جذبے کا نام ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے جو ہر انسان میں موجود ہوتا ہے۔ انسان میں اس جذبے کی موجودگی اصل میں معاشرے میں اتحاد اتفاق کے قائم ہونے کا سبب ہے۔ محبت ہی انسان میں باہمی تعلق پیدا کرتی ہے، اس سے ہی معاشرہ قائم ودائم ہے اور اسی جذبے کے تحت انسان میں دل چسپی ونفرت کے آثار جنم لیتے ہیں۔

انسان میں محبت وانسیت کا جذبہ کئی وجوہات کی بناء پر ہوتا ہے۔ محبت واخوت نسب کی بنا پر بھی ہوتی ہے، دین کی بنا پر بھی اور وطن بھی اس کا سبب ہوسکتا ہے۔ صفات کی مماثلت بھی موجب محبت ہے۔ معاملات اور لین دین کی بنا پر بھی محبت ہو جاتی ہے۔ سفلی جذبات، جنسی خواہشات بھی محبت پیدا کر دیتی ہیں لیکن سب کے اسباب، جوہات اور خواہشات الگ ہیں۔

ان سب محبتوں میں سے مضبوط، قابل اعتماد اور دیرپا دینی محبت ہے جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتی اور حالات وحوادث اس میں کوئی تبدیلی نہیں لا سکتے۔ محبت کی یہ قسم زمانے کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ تاریخ اسلام اپنے اندر ہر ادوار میں اسلام کی بنا پر قائم محبت اور بھائی چارے کی لازوال مثالیں سموئے ہوئے ہے جو انسان کی اسلام کی بنا پر پیدا ہونے والی حقیقی محبتوں کی عکاس ہیں۔ شخصی محبت کے علاوہ اللہ کی ذات سے محبت بھی ان گنت واقعات رکھتی ہے۔

محبت ہی وجود کا راز ہے:

۔ یوں اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہوگا کہ محبت ہی وجود کا راز ہے، کیوں کہ انسان کا اپنے پروردگا سے تعلق محبت کی بنیاد پر ہی قائم ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

www.iqbalkalmati.blogspot.com

﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ ﴾ (البقرة)

"اور اہل ایمان اللہ تعالیٰ سے شدید ترین محبت کرتے ہیں۔"

اور انسانوں کا اپنا گرد و پیش کے ماحول سے ربط و تعلق بھی محبت کی اساس پر استوار ہے۔ اگر اللہ کی ذات کے حوالے سے انسان اور پروردگار کی محبت کو دیکھا جائے تو پھر یہ کہا جا سکتا ہے کہ محبت کی حدت اللہ تعالیٰ کی عبادت کا جذبہ پیدا کرتی ہے اس کے نتیجے میں ہم اللہ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ اس کی نافرمانی سے بچتے ہیں اور اس کا پیغام پھیلاتے ہیں۔ اسی جذبے کے تحت ہم اپنے بھائی بندوں سے اللہ کے لیے تعلق قائم کرتے ہیں، اسی بناء پر "انانیت" دب جاتی ہے اور "ایثار" نمایاں ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں تواضع اور بھائی چارے کی فضا پیدا ہو جاتی ہے۔

محبت ہی سے زندگی رواں دواں ہے، کیوں کہ کسی بھی کام سے محبت انسان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ اسے خوبی اور خلوص سے سرانجام دے اور علم سے محبت اس کو علم کے ابلاغ اور اس کی حمایت و تائید کا خوگر بناتی ہے۔

اسلام نے بھی محبت کے فروغ اور اس کے فیض و فضیلت کے بیان کی طرف خصوصی توجہ فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کئی مقامات پر اپنے محبوب بندوں کا تذکرہ کیا۔ ان کے اوصاف بیان کیے، محبت پیدا کرنے کے طریقے اور وہ کس قدر بندوں کو محبوب رکھتا ہے۔ قرآن میں جگہ بہ جگہ محبت کے تذکرے ہیں۔

فضیلۃ الشیخ سمیر حلبی کی تحقیق کے مطابق قرآن کریم میں مادہ "حب" اپنے مختلف مشتقات کی صورت میں بانوے مقامات پر مذکور ہے، اسی طرح بہت سی احادیث سے عیاں ہوتا ہے کہ مومنین کے دل محبت ہی سے شاد و آباد رہتے ہیں۔ اور ان کی انانیت پر محبت ہی کی مضبوط گرفت ہوتی ہے اور اپنے خالق و مالک سے اس قدر قلبی لگاؤ رکھتے ہیں کہ اس کی ہر پسندیدہ چیز سے محبت کرتے ہیں اور اس کی ہر ناپسندیدہ چیز سے نفرت کرتے ہیں۔

محبت کیا ہے؟ اس کا صحیح مطلب کیا ہے؟ محبت کی کتنی قسمیں ہیں؟ اس کی کیا کیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نشانیاں ہیں آئندہ سطور میں ہم اس کے متعلق آگاہی حاصل کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت:

انسان کو سب سے زیادہ محبت اس پروردگار سے ہونی چاہیے جس نے اس کو پیدا کیا اور اس کے لیے زمین و آسمان میں اس قدر نعمتیں پیدا کیں کہ ان کا شمار ہی ممکن نہیں یوں انسان کے نزدیک سب سے بڑھ کر محبت اللہ کی ہونی چاہیے۔

اس کے تحت رسول اللہ ﷺ کی محبت، فرشتوں کی محبت، اللہ تعالیٰ کا تقرب، وتوبہ واستغفار، عدل، صدق اور امانت، کسر نفسی، نرم دلی، حیاء، انفاق فی سبیل اللہ، مصائب میں صبر وحوصلہ مندی اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق۔ یہ سب اللہ سے محبت کی علامات ہیں، اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی محبت پھر فرشتوں سے محبت اور اس کے بعد اللہ کے بندوں سے محبت۔

بندوں سے محبت کے حوالے سے پرخلوص دوستی، محبت کا اظہار اور اس کے عملی مظاہر، سلام و آداب، باہمی ملاقات، بیماروں کی مزاج پرسی، خندہ پیشانی سے ملنا، خوش دلی، مہمان نوازی، قبول دعوت، مدد وتعاون، پریشانی کا ازالہ، خیر خواہی اور صحیح مشورہ یہ سب بندوں سے محبت کے اظہار کے طریقے اور علامتیں ہیں۔

اس کے بعد ہم اس رسوا کن محبت کا تذکرہ بھی کر سکتے ہیں جو موجودہ معاشرے میں رائج ہے جیسے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے اور جو خصوصاً الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے الا ماشاء اللہ ہر گھر میں اپنے پنجے گاڑ چکی ہے۔ اس کے خطرناک نتائج ہماری مٹتی ہوئی اخلاقی اقدار کا نوحہ ثابتہ ہو رہے ہیں۔

ہاں محبت کا انداز اور انتہا ہر نفس کا الگ معاملہ ہے۔ اس کے محبوب پر منحصر ہے کہ فریق ثانی اس کو کس قدر محبوب ہے۔

فضیلۃ الشیخ سمیر حلبی نے اپنی کتاب "محبت کی حقیقت" میں محبت کے چار درجے بیان کیے ہیں:

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محبت کے درجات:

① پہلا درجہ: استحسان ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دیکھنے والا کسی صورت کو خوب صورت سمجھے اور اس کے اخلاق و عادات کو اچھا سمجھے۔ اسے تصادق بھی کہا جاتا ہے۔

② دوسرا درجہ اِعْجاب ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دیکھنے والا اس خوب صورت چیز یا شخص کے قرب کا آرزو مند ہو۔

③ تیسرا درجہ کَلَف ہے، یعنی اکثر اوقات دل میں اس کا تصور رہے۔ اسے غزل میں عشق کہا جاتا ہے۔

④ چوتھا درجہ شغف ہے۔ گویا کھانا پینا اور سونا تقریباً ختم ہو جائیں۔ بسا اوقات اس کے نتیجہ میں بیماری، جنون، بلکہ موت تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یہ محبت کا انتہائی درجہ ہے اس سے آگے کچھ نہیں۔

مراتبِ محبت:

محبت کے 13 مراتب ہیں:

① مُحَبَّت، ② مَوَدَّت، ③ مِقَة، ④ خُلَّت، ⑤ مُصَافاة، ⑥ مُصَادَقة، ⑦ إخلاص، ⑧ خِدَانة، ⑨ اُلْفت، ⑩ مُسَامَرة، ⑪ أُنس، ⑫ خِلطت، ⑬ عِشْرَت

مندرجہ بالا ترتیب کے مطابق محبت کرنے والے کو:

① حبیب، ② وَدِید، ③ وَمِیق، ④ خلیل، ⑤ صَفِی، ⑥ صدیق، ⑦ خلیص، ⑧ خَدِین، ⑨ أَلِیف، ⑩ سَمِیر، ⑪ أَنِیس، ⑫ خِلیط، اور ⑬ عَشِیر کہا جاتا ہے۔

محبت کے انداز:

محبت کے تمام انداز ایک ہی جنس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ محبوب

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے رغبت ہوتی ہے اور اس کی مخالفت بُری محسوس ہوتی ہے۔ محبت کے عوض محبوب سے بدلے کی خواہش ہوتی ہے اور وہ خواہش ہر شخص کے اغراض و مقاصد کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے۔ اغراض و مقاصد طلب کی کمی بیشی کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ ایک محبت ایسی بھی ہوتی ہے۔ جس کا واحد مقصد اللہ رب العزت کی رضا اور خوشنودی کا حصول ہے۔

دینی مفہوم:

فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محبت عبادت کا خلاصہ اور عبودیت کا مغز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا محبّ وہی ہو سکتا ہے جو اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی پیروی کرے اور آپ ﷺ کی پیروی اور اطاعت عبودیت کے بغیر ممکن نہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ''العبودیۃ'' میں محبت کا مفہوم تفصیل سے بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ امت مسلمہ کی اللہ تعالیٰ سے محبت پہلی امتوں کے مقابلے میں بہت کامل ہے اور ان کی عبودیت بھی اُن کے مقابلہ میں مکمل ترین ہے۔

ان کا خیال ہے کہ لفظ عبودیت انتہا درجے کی عاجزی اور محبت کو کہا جاتا ہے، کیوں کہ عربی میں قلبِ متیّم اس دل کو کہا جاتا ہے جو محبوب کا غلام ہو۔ ''مُتَیَّم'' غلام کو اور ''تیم اللہ'' اللہ کے بندے کو کہا جاتا ہے۔

انھوں نے ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ جس عبادت کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس میں ذلت، یعنی عاجزی اور محبت کے معنی پائے جاتے ہیں، لہٰذا عبادت کا مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور انتہا درجے کی محبت کے اظہار کے ساتھ غایت درجہ عاجزی بھی ظاہر کی جائے کیونکہ محبت کا آخری درجہ تتیّم ہے اور ابتدائی درجہ علاقہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ دل محبوب سے متعلق ہو جاتا ہے دوسرا درجہ صبابہ ہے، کیوں کہ دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اس کے بعد غرام کا مرتبہ ہے، یعنی ایسی محبت جو دل کے اندر جاگزیں ہو گئی ہو۔

❁ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عبادت کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی محبت ہے بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی سے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محبت ہے۔ اس کے علاوہ کسی سے محبت نہ ہو۔ اگر کسی سے ہو تو محض اللہ تعالیٰ کی وجہ سے صرف اسی کی خاطر ہو۔"

⊛ امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"کامل محبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دل کی گہرائیوں سے محبت کی جائے کیوں کہ جب تک کسی اور کی طرف توجہ رہے گی، دل کا کوئی نہ کوئی گوشہ غیر اللہ کی طرف ضرور متوجہ رہے گا اور جس قدر غیر اللہ میں مصروفیت ہو گی اسی قدر اللہ تعالیٰ کی محبت میں کمی ہو جائے گی۔"[1]

محبت کا جہاں بھی تذکرہ ہو گا تو مفہوم یہی بیان ہو گا جو امام غزالی رحمہ اللہ فرما گئے۔ لایعنی خواہشات کی بنا پر ہمارے ہاں مروجہ عشق و محبت حقیقی محبت سے کوئی معنی نہیں رکھتا بقول امام غزالیؒ:

"محبت میں سب سے افضل بات یہ ہے کہ انسان پاک باز رہے، گناہ کے ارتکاب سے بچے، اپنے خالق و مالک کی طرف سے ملنے والی جنت کی جزا سے محروم نہ رہے، بے پناہ احسان کرنے والے پروردگار کی نافرمانی نہ کرے، یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم عنایت اور احسان ہے کہ اُس نے اُسے اوامر و نواہی پر مشتمل اپنی ہدایت کا اہل سمجھا، اس کی طرف اپنے رسول بھیجے اور اپنے مقدس کلام سے اُسے نوازا۔"

نہ کہ جنسی خواہشات من کی لذتوں، دل کی چاہتوں کے پیچھے اپنی زندگی و آخرت برباد کر بیٹھے اور دنیا و آخرت میں رسوائی کا بھی موجب بنے اور معاشرتی بے راہرو کا بھی شکار بنے۔

کہتے ہیں کسی نے ابن الجوزی رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کو بہت خوب صورت دوشیزہ سے عشق ہو جائے تو کیا وہ اس کے منہ، آنکھوں یا رخسار کو بوسہ دے سکتا ہے؟ یا اس

[1] "محبت کی حقیقت" از سیر حلبی، مطبوعہ دار السلام، صفحہ: ۲۴

www.iqbalkalmati.blogspot.com

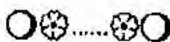
سے گلے مل سکتا ہے، جب کہ اس کے دل میں بدکاری وغیرہ کا تصور موجود نہ ہو؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے جواب دیا:

"یہ تمام چیزیں ہماری شرع میں حرام ہیں کیوں کہ ان کی بنیاد شہوت ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے بلائے عشق سے شفا کی دعا کرے تاکہ عذابِ عشق سے بچ سکے، نیز صبر سے کام لے، اپنے عشق کا اظہار بھی نہ کرے۔ اس کے ساتھ ساتھ پاک باز بھی رہے، اگر پاک بازی اور صبر کی حالت میں اُسے موت آ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے گا اور اسی طرح کی نعمتیں اسے جنت میں عطا فرمائے گا۔"

یہ ہے حقیقی محبت اور اس کے مظاہر، اس کے برعکس ہم جسے محبت و عشق کا نام دیتے ہیں وہ جنسی مقاصد کی تکمیل کے لیے بے حیائی و فحاشی کے عمل مظاہر تو ہیں "محبت" نہیں اصلی محبت وہی ہے جس کے بارے میں صحابی رسول ﷺ نے فرمایا:

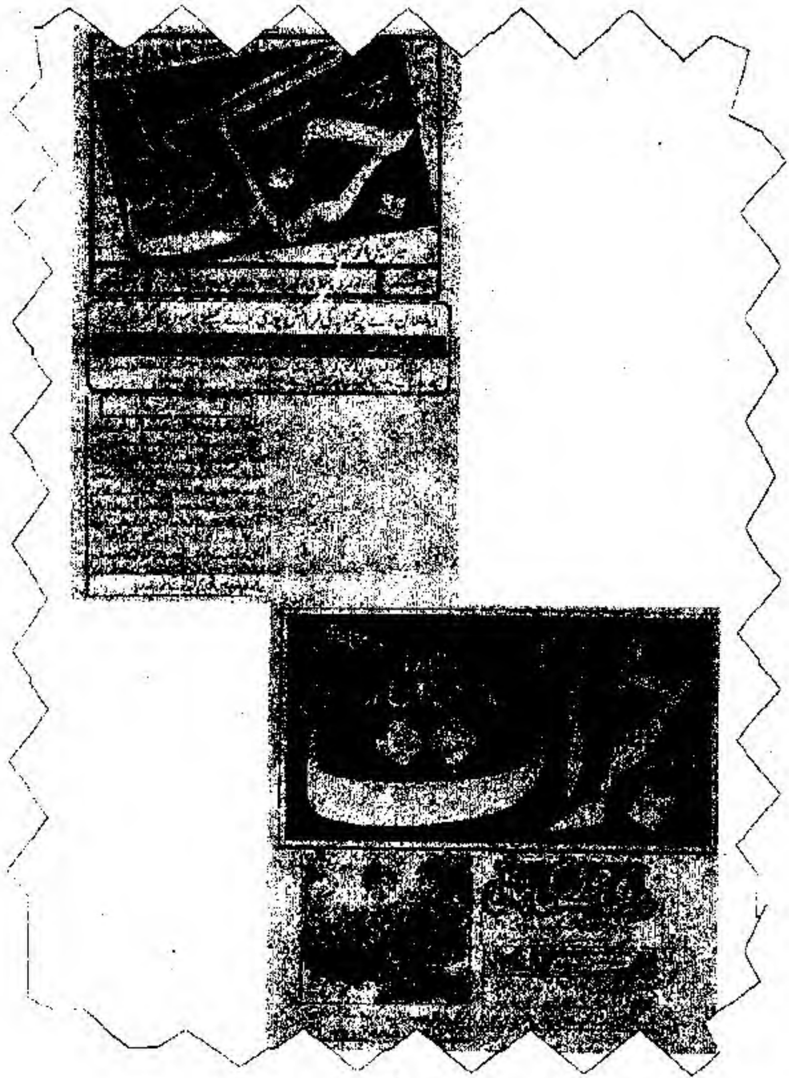
سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

"تین صفات جب کسی شخص میں پیدا ہو جائیں تو وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرنے لگتا ہے: ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہو جائیں، دوسرے یہ کہ وہ جس سے بھی محبت کرے خالص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لیے کرے اور تیسرے یہ کہ اسے آگ میں چھلانگ لگا دینا کفر کی طرف منہ کرنے سے زیادہ پسند ہو۔" [1]



[1] (صحیح البخاری کتاب الإیمان، باب حلاوۃ الأیمان، حدیث:۱۶)

www.iqbalkalmati.blogspot.com



ویلنٹائن جیسی محبت کرنے والے دو عاشقوں کی حالتِ زار بیان کرتی دو خبریں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چھٹا باب:

محبت کے دیوتا کا تہوار

تاریخ انسان کے ہر دور میں ویلنٹائن جیسے جنسی جذبات کے حامل لوگ محبت کی آڑ لے کر اپنے سفلی جذبات پورے کرتے رہے، اس لیے تاریخ میں کئی ایسے راسپوٹین کا تذکرہ ملتا ہے جو ایسے ہی طور طریقے اپنا کا اپنا کھیل کھیلتے رہے۔ ویلنٹائن کے علاوہ ایک شخصیت ایڈونس کی بھی ہے جسے محبت کا دیوتا بھی کہا جاتا ہے اور ویلنٹائن کی یاد کی طرح اس کی یاد میں بھی تہوار منائے جاتے رہے۔

ایڈونس کی یاد میں غربی ایشیا اور یونانی علاقوں میں تہوار منایا جاتا۔ دیوتا کی موت کے سوگ میں عورتیں آہ و زاری کرے ایڈونس کی لاش کی شبیہ تیار کی جاتی، کفن پہنایا جاتا، خود عورتیں بھی کفن پہن کر بین کرتیں پھر اس پتلے کو سمندر یا چشمے کے پانی میں پھینک دیا جاتا مختلف علاقوں کے لوگ اپنے موسمی حالات کی مناسبت سے تہوار کے دن کا تعین کرتے۔ اسی طرح تہوار بھی ہر علاقے میں مختلف انداز میں منایا جاتا۔

مصر میں اسکندریہ کے لوگ محبت کی دیوی اور دیوتا کے تہوار کے موقع پر دو گاڑیوں کو سجاتے ان پر ہر قسم کے پختہ میوے، پھل سبزیاں رکھی جاتیں اور اس کے کناروں پر سونف کے تازہ پودے باندھے جاتے، تہوار کے دنوں میں ہی عشاق کو رشتہ ازدواج میں باندھا جاتا اگلی صبح عورتیں ماتمی جلوس نکالتیں۔ جلوس میں شامل عورتیں اپنے بال بکھیرے برہنہ سینہ ساحل سمندر پر جا کر سوگ مناتیں تاہم ان کے سوگ میں اُمید کا رنگ غالب ہوتا انھیں یقین ہوتا کہ ایک نہ ایک دن مرنے والا ضرور واپس آئے گا۔ یہ تہوار فصل پکنے کے بعد

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گرمیوں کے موسم کے آخری ایام میں منایا جاتا۔

عصمت کی قربانی:

فونیشیا کے عظیم شہر بابل کے مقدس معبد میں ہر سال بانسری کی لَے پر روتے، چیختے چلاتے ہوئے یہ سوگ کا تہوار منایا جاتا۔ سوگوار سینہ کوبی کرتے ہوئے محبت کے دیوتا کے پتلے کو دریا میں پھینکتے انھیں اس بات کا مکمل یقین ہوتا کہ اگلے دن محبت کا دیوتا دوبارہ شہر میں زندہ موجود ہوگا اور اپنے چاہنے والوں کو جنت میں بھیجے گا زمین پر باقی بچ جانے والے عقیدت مند اس غم میں اپنے سر بالکل اسی طرح منڈوا لیتے جیسے قدیم مصری مقدس بیل (Apis) کے سوگ میں منڈواتے تھے۔ اس موقع پر عورتیں اپنی زلفیں دیوتا کے سوگ میں کٹوانے کی بجائے اپنی عصمت اجنبی زائرین کو پیش کرنا زیادہ مناسب سمجھتیں اور اس قربانی کے عوض حاصل ہونے والی دولت کو معبد میں جمع کروا دیتیں۔

فونیشیائی لوگوں کے اس تہوار کو بیساکھی جیسا تہوار سمجھ سکتے ہیں کیوں کہ اس موقع پر بھی فصل پک جاتی تھی۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں موجود ایک روایت کی طرح ان ایام میں محبت کے دیوتا کے سوگ میں دریائے ایڈونس کا رنگ بھی تبدیل ہو جاتا تھا۔ لہٰذا جس دن دریا کے پانی کا رنگ تبدیل ہوتا اس دن تہوار کا آغاز ہو جاتا۔ آج بھی جو سیاح اس علاقے میں جاتے ہیں، دریا کے پانی کی رنگت کی تبدیلی کی گواہی دیتے ہیں۔

گلاب کا رنگ سرخ کیوں؟

اسی طرح جب کوہ لبنان کے سرخ رنگ کے ناقص پتھریلے پہاڑوں پر بارش برستی تو دریاؤں اور ندی نالوں کا پانی سرخ رنگ اختیار کر جاتا اور توہم پرست لوگ کہتے کہ محبت کے دیوتا کے سوگ میں اس کی موت کے دن پانی کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ شام کی طرف بہنے والے ندی نالوں کا پانی بھی سرخ ہو جاتا ہے۔ لہٰذا شام کے عیسائی انہی ایام میں ایسٹر بھی مناتے ہیں۔ اس موقع پر کھلنے والے ایک پھول کا نام بھی محبت کے دیوتا کی نسبت سے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گل نعمان رکھا گیا ہے۔ عرب معاشرہ آج بھی اس پھول کو " شاشق النعمان" ہی پکارتا ہے" نعمان کے زخم" گلاب کے سرخ پھولوں کے بارے میں روایت ہے کہ جب محبت کا دیوتا زخمی ہوا تو محبت کی دیوی نے اسے سفید گلاب کے پودوں پر لٹا دیا لیکن گلاب کے کانٹوں سے محبت کے دیوتا کا جسم مزید زخمی ہو گیا اور اس کا مقدس خون جب ان سفید پھولوں پر گرا تو ان کا رنگ سرخ کر گیا اور یہ سرخ رنگت تا قیامت اس واقعے کی یاد دلاتی رہے گی۔ تاہم یہ روایت اتنی ہی کم زور ہے جتنی پھول کی ٹہنی۔ یہ سب اندھی عقیدت اور توہم پرستی ہے، ویسے بھی دمشقی گلاب موسم بہار اور گرمیوں میں کھلتا ہے۔ سچ بھی یہی ہے کہ یہ تہوار یونان قبرص اور شام میں گرمی کے موسم میں منایا جاتا تھا۔ جن گلیوں سے جلوس گزر کر محبت کے دیوتا کا پتلا سمندر کے حوالے کرنے جاتا راستے کی تمام گلیاں اور سڑکیں مصنوعی لاشوں سے اٹ جاتیں اور فضا عورتوں کی آہ و بکا سے سوگوار ہو جاتی۔ کئی صدیاں گزرنے کے بعد شہنشاہ جولین انتوخ (Antioch) نے اپنے کانوں سے ماضی کے ان تمام جلوسوں کی آواز سنی ہوگی۔

محبت کے دیوتا کی ماں:

بھارتی اور یورپی تہوار میں بھی اسی بہت زیادہ مماثلت پائی جاتی ہے اسی طرح اسکندریہ (مصر) اور بھارت دونوں میں دیوی دیوتا کی شادی کا تہوار منانے کے لیے پتلے بنائے جاتے ہیں۔ فلوٹ تیار کیے جاتے ہیں اور یہ تہوار فصل کٹنے کے بعد منائے جاتے ہیں۔ میری رائے کے مطابق محبت کی دیوی اور دیوتا کے کردار فرضی ہیں اصل خوشی فصل گھر آنے کی ہوتی ہے۔ فرضی کرداروں کو مر (Myrrh) کے اگنے اور پھل دار ہونے کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے کیوں کہ اس پودے کو پھل دس مہینوں کے بعد لگتا ہے۔ کہانی کچھ یوں بنائی گئی ہے کہ محبت کے دیوتا کی ماں حاملہ ہونے کے بعد "مر" کی شکل اختیار کر گئی اس کی یاد میں آج بھی تہوار کے موقع پر "مر" کو لوبان کی دھونی دی جاتی ہے یا دو خان دہکائے جاتے ہیں۔ بائبل کے علاوہ یہودی بھی جنت کی ملکہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''اسٹربٹ'' کی یاد میں لوبان کا بخور جلاتے ہیں۔ آگے چل کر کہانی میں بیان کیا گیا ہے کہ محبت کا دیوتا نصف یا تہائی حصہ زیر زمین رہتا ہے اور باقی وقت زمین کے اوپر گزارتا ہے ہر صاحب شعور انسان اس سے بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ سال کا ایک تہائی حصہ زمین سبزے سے خالی رہتی ہے اور دو تہائی حصہ میں زمین کا سینہ سرسبز وشاداب نظر آتا ہے، چوں کہ یورپ میں سردیوں کے موسم میں سورج نظر نہیں آتا اور ہر وقت دھند چھائی رہتی ہے لہٰذا ان لوگوں نے سورج کو زندگی کا دیوتا قرار دے دیا لیکن گرم اور گرم مرطوب خطوں میں ایسا نہیں ہوتا تاہم ان خطوں میں سردیوں میں دھوپ کی تمازت میں کافی کمی آجاتی ہے لہٰذا موسموں کا یہ قدرتی فرق بھی اس مفروضے کو غلط قرار دیتا ہے۔ بدقسمتی سے بیلے (Bailly) نامی ماہر فلکیات نے قطبین کے موسم سے جہاں سال میں چھ مہینے تک سورج بالکل نظر نہیں آتا اور بعض مقامات پر پورے سال میں صرف چند گھنٹے نظر آتا ہے، لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ محبت یا زندگی کے دیوتا کی کہانی قطبین کے ممالک سے آئی ہے، کیوں کہ انہی علاقوں کے رہنے والے لوگ سورج کو زندگی کا دیوتا مان کر اس کی پرستش کیا کرتے تھے لیکن گرم خطوں کے لوگوں نے بھی دوسروں کی دیکھا دیکھی ان تہواروں کو منانا شروع کر دیا۔

اشک بہاتی دیوی:

تاموز (Adonis) یا فصل کے دیوتا کی یاد میں منائے جانے والے ایک تہوار کا ذکر دسویں صدی کے ایک عرب مصنف نے بھی کیا لیکن اس نے مختلف علاقوں میں اس تہوار کو منانے کے مختلف ایام بیان کیے ہیں۔ ہاران کے ملحد شامی اس تہوار کو وسط جولائی میں ''البغات'' نامی دیوی کی یاد میں مناتے تھے یہ دیوی ایک اشک بار عورت تھی، جو ''تاموز'' دیوتا کی یاد میں ہر وقت آنسو بہاتی رہتی۔ کیوں کہ اس کے آقا نے انتہائی قساوت قلبی سے تاموز کو چکی میں پسوا کر اس کی ہڈیاں کا چورا فضا میں بکھیر دیا تھا۔ اس تہوار کے موقع پر چکی کی پسی ہوئی اشیاء کھانے کی بجائے کھجور، گوند اور نشاستہ سے بنی اشیا

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کھائی جاتیں۔ ان لوگوں کا تاموز دیوتا دراصل تاموز ہی تھا جسے بعد میں یورپ نے جان(John) کا نام دیا۔

تاریخ کے مطالعے سے یہ بات علم میں آتی ہے کہ محبت یا زندگی کے دیوتا کا تہوار (وال) فصل پکنے کے زمانہ میں منایا جاتا تھا۔ انسان کو خانہ بدوشی ترک کئے صدیاں بیت چکی ہیں اور اب وہ زمین کا بیٹا کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے۔ دھرتی ماں کے سینے سے پھوٹنے والے اناج اور پانی کے چشموں سے پیٹ کے دوزخ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ فصلوں کی زندگی کو وہ محبت کی دیوی کا مرہون منت سمجھتا ہے اور اپنے اباؤ واجداد سے ملنے والی محبت کی دیوی اور دیوتا کی پوجا اس کے مذہب کا حصہ بن چکی ہے، کیوں کہ سورج سے دھوپ اور زمین سے غلہ حاصل ہوتا ہے لہٰذا کم عقل اور جاہل انسان نے خدا کو بھول کر مظاہر فطرت کو خدائی کا درجہ دے دیا یا خدا کی خدائی میں حصہ دار سمجھ لیا۔ انسان کی اس کج فہمی کو پختگی بھوک اور خوف کے جن نے دی اور وہ گم راہیوں میں گرتا ہی چلا گیا۔

دیوتا کی یاد میں عورتوں کے آنسو:

فادر لاگرینج (Lagrange) کے خیال کے مطابق دہقانوں کا فصلی کی گہائی کے بعد رونا اس لیے ضروری ہے کہ فصل کی گہائی کے دوران زندگی کا دیوتا بیلوں کے پاؤں تلے روندا جاتا ہے اور پھر تقریباً 6 ماہ تک اس کی شکل نظر نہیں آتی۔ مرد اس کی یاد میں ٹنڈیں کراتے جب کہ عورتیں مگر مچھ کے آنسو بہاتی ہیں۔ جن علاقوں میں محبت کے دیوتا کی پوجا ہوتی تھی اور لوگ اس کی یاد میں تہوار مناتے تھے بعینہٖ یہ وہی ایام ہوتے جن میں جو اور گندم کی فصل پک کر گھروں کو آجاتی تھی، بالعموم یہ تہوار بہار اور گرمی کے موسم میں منائے جاتے، اسی طرح مصری لوگ مکئی کی فصل کو درانتی لگتے ہی آئسیس (Isis) دیوتا کی یاد میں آنسو بہانا شروع کردیتے نیز یہ قبائل اپنے پالتوں جانوروں کو اس موقع پر ذبح کرکے آنسو بہانے کا سامان کرتے۔

محبت یا زندگی کے دیوتا کی موت سے یہ اخذ نہ کیا جائے کہ واقعی اس کا مطلب اس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی موت تھا بلکہ یہ موقع تو خوشی کا تھا کہ فصل کھیت سے کٹنے کے بعد گھر آن پہنچتی ہے، اس کے بعد اسے چکی میں پیس کر آٹا حاصل کیا جاتا ہے، جس پر انسانی گزر اوقات کا انحصار ہے۔ لیونٹ (Levant) کے عوام فصل آنے کے موقع پر خوشی کا اظہار بھی کرتے اور گرمیوں کے آخر میں یا خزاں کے آغاز پر ہریالی ختم ہونے، سبز چارہ ختم ہونے پر اپنے دکھ کا اظہار بھی کرتے۔ کیوں کہ زمانہ قدیم میں جب انسان صرف گلہ بانی کرتا تھا، سبزہ ختم ہونے پر اسے اپنی اور جانوروں کی بھوک مٹانے کا کوئی سامان نظر نہ آتا۔ اس زمانے میں انسان مختلف قسم کے خشک میوے جمع کر کے اپنے اور اپنے جانوروں کے لیے سردیوں کی خوراک کا بندوبست کرتا۔ اس کے علاوہ سردیوں کا سارا وقت وہ محبت اور زندگی کے دیوتا کی عبادت کرتے گزارتا اور جب موسم تبدیل ہونے پر اس کے ہوش ٹھکانے آتے تو اسے ہر طرف عورتوں کے بڑھے ہوئے پیٹ کھیتوں میں لہلہاتی فصلیں، اولاد اور تازہ پھلوں کی آمد کی چغلی کھاتی نظر آتیں تو پھر ایسے وقت میں انسان اپنے محسن کے کھو جانے کا غم کیوں نہ منائے۔ کون ایسا شخص ہے جو خزاں کی آمد پر چنار کے گرتے سرخ پتوں کو دیکھ کر غمگین نہیں ہو جاتا۔ فرق یہ تھا کہ ان لوگوں نے مظاہر قدرت کی کثرت کو الوہی اختیارات کامل سمجھا لیا تھا اور آج کا انسان انبیا کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق مظاہر کو وحدت کے مظہر سے زیادہ کوئی مقام نہیں دیتا۔

انسان کی بھینٹ:

یوں لگتا ہے جیسے از منہ اولیٰ میں ایڈونس نام کا کوئی شخص تھا، جس کی موت بھرپور جوانی میں واقع ہوئی۔ اس کی گواہی اس سے بھی ملتی ہے کہ اوقیانوس کے مشرقی علاقوں میں مکئی کے کھیت میں ہر سال ایک انسان کو فصل کی دیوی کے نام پر قربان کیا جاتا۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے وہ لوگ انسانی بھینٹ کے ذریعے ایڈونس کی خوشنودی حاصل کرتے تھے۔ یہ لوگ مرنے والے کا مقدس خون مکئی کی بالیوں کو لگاتے اور خیال کرتے تھے کہ اس طرح بالی میں زیادہ دانے پڑیں گے اور سٹے موٹا ہوگا۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اس طرح کرنے سے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مرنے والا ان کی دنیا میں واپس لوٹ آتا ہے اور اس کی حقیقی موت اس وقت واقع ہوتی ہے جب اگلے برس اس کے خون سے پیدا ہونے والی بالی کے دانوں کو زمین میں بویا جاتا۔ تو ہم پرستوں میں یہ عقیدہ ہمیشہ سے برقرار چلا آ رہا ہے کہ مرنے والوں کے بھوت یا بدروحیں زندہ لوگوں کو ضرور تنگ کرتی ہیں۔ ان لوگوں کے ہاں بھی مرنے والوں کے بھوت فصل پکنے کے موسم میں آ دھمکتے۔ ان کے آنے کا علم انھیں پودوں میں برگ و بار آنے سے ہوتا۔ مرنے سے برگ و بار آنے تک کا عرصہ ان لوگوں کو زیر زمین گزارنا پڑتا۔ انہی لوگوں کے خون سے کھیتوں میں ہریالی، گلوں میں خوش بو، کوئل کی کوکو اور بلبل کے نغموں میں موسیقی آتی ہے۔ گلاب کے پھولوں کی سرخ رنگت بھی دراصل انہی کے خون کی لالی ہوتی ہے۔ گل لالہ میں ان کا خون جھلکتا ہے۔

جشن بہاراں:

سترہویں صدی میں یورپ میں لانڈن (Landen) کی خون ریز جنگ کے بعد زمین خون سے سیراب ہوگئی، اس جنگ میں بیس ہزار جانیں ضائع ہوئیں، ان مقتولین کے زمین سے خون سے زمین سرخ رنگ ہوگئی اور اس زمین میں جب آئندہ فصل بوئی گئی تو یوں لگتا تھا جیسے پودوں پر پھولوں کی بجائے مرنے والوں کے سر لہلہا رہے ہیں۔ اس جنگ میں مرنے والوں کی یاد میں ایتھنز میں ہر سال مارچ کے وسط میں تہوار منایا جاتا ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ مرنے والوں کی ارواح پھولوں کی شکل میں ہمارے سامنے عیاں ہوجاتی ہیں۔ اس تہوار کو "جشن بہاراں" یا "جشنِ گل" کا نام دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر رینن (Renan) کی کہانی بھی سچ معلوم ہوتی ہے جس میں ایڈونس کی پوجا کے دوران عشرت کے کیسے کیسے سامان مہیا کر کے تسکین دل و جان حاصل کی جاتی ہے۔

لبنان میں تہوار کے ایام میں شیطان کی کھلی حکومت ہوتی ہے اور شرم وحیا منہ چھپائے پھرتی ہیں لیکن شامی کسان اس موقع پر ساری توجہ محبت کے دیوتا کی جدائی کے غم پر مرکوز

www.iqbalkalmati.blogspot.com

رکھتے ہیں ان کی تمام تر توجہ مرنے والوں کے بھوتوں کو پھولوں میں تلاش کرنے میں صرف ہوتی ہے جو فصل گل میں وہاں نمودار ہو جاتے ہیں۔

''محبت کے دیوتا'' کے تہوار منانے اور اس تہواروں میں ہونے والی مستیوں کی چند جھلکیاں ان لوگوں کی ہیں جنھیں آج کا انسان پتھر کے زمانے کے لوگ کہتا ہے اور ساتھ ہی انھیں دقیانوسی باتیں خیال کرتا ہے لیکن حیرت ہے کہ ''ویلنٹائن ڈے'' پہ وہ یہی کام خود کرتا ہے اور جو صدیوں قبل سے کم عقل لوگ کرتے تھے۔



www.iqbalkalmati.blogspot.com

ساتواں باب:

ویلنٹائنی محبتوں کا انجام

- عشق کا بھوت نفرت میں بدل گیا، محبت کی شادی کا دردناک انجام، خاوند کے ہاتھوں محبوبہ قتل۔
- عشق کی خاطر بہن نے بھائی کو قتل کر دیا۔ محبوبہ، محبوب سمیت حوالات میں بند۔
- ناکام عاشق نے لڑکی کو والدین چچا اور ایک بچی سمیت قتل کر دیا۔
- محبت میں ناکامی پر دو بھائیوں نے خودکشی کرلی، ماں صدمے سے چل بسی۔
- محبت میں ناکامی نوجوان ٹرین کے آگے کود گیا، جسم دو ٹکڑے۔

یہ وہ اخباری سرخیاں ہیں جو نام نہاد ''محبت'' کی بنا پر معاشرتی المیہ بنی آئے روز اخبارات کی زینت بنتی ہیں نسل نو اسے محبت کہتی ہے جو ہمارے معاشرے اور خاندانی نظام حیات میں تیزی سے بگاڑ پیدا کر رہی ہے بھارتی فلموں، کیبل اور عشقیہ ڈراموں سے پھیلتے اس زہر نے تیزی سے نسل نو میں سرایت کیا ہے اور اس کا نتیجہ آئے روز کسی نہ کسی حادثے کی صورت میں سامنے آتا رہتا ہے کیا یہ محبت ہے؟ اگر ہے تو کس درجے کی، اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو اسے جذباتی یا جنسی محبت کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا جو بلاشبہ ایک قبیح بیماری ہے اور کہا جاتا ہے کہ جذباتی محبت (عشق) کا سب سے برا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالی سے ہٹ جاتی ہے اور مخلوقات ہی اس کا محور و مرکز بن کر رہ جاتی ہیں۔ علمائے سلف نے جذباتی عشق و محبت کے تباہ کن اسباب و نتائج کا بخوبی تجزیہ کیا ہے اور اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''شکل وصورت کا عشق انہی دلوں میں جاگزیں ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت سے خالی ہوتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے اعراض کرتے ہوئے اِدھر اُدھر منہ مارتے پھرتے ہیں۔ جب کوئی دل اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی ملاقات کے شوق سے بھر جاتا ہے تو اسے کسی صورت کے عشق کی بیماری نہیں لگتی، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

﴿ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ۚ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴾(یوسف:۱۲/۲٤)

''ہم نے یہ سب کچھ اس لیے کیا کہ اُس سے برائی اور بے حیائی کو دور رکھیں، یقیناً وہ ہمارے مخلص بندوں میں شامل تھا۔''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عشق اور اس کے آثار و نتائج، گناہ اور بے حیائی کو دور کرنے کا ذریعہ صرف اخلاص ہی ہے، چناں چہ بعض علما نے فرمایا ہے:

''عشق اس دل کی بیماری ہے جو اپنے اصلی محبّ، یعنی اللہ تعالیٰ کے جمال بے مثال سے خالی ہے۔''[1]

پس ثابت ہوا کہ نفسانی عشق درحقیقت دل کی بیماری ہے، جسے اللہ تعالیٰ کی خالص محبت سے ہی دور کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کے احکام کی پابندی، اور ہمہ وقت اس کی یاد اس بیماری کے خاتمے کا موثر ذریعہ ہے...... یہ سب اس وقت ہے جب دل کسی جائز صورت کا عاشق ہو۔ اگر کسی کا دل حرام صورت پر عاشق ہو، چاہے وہ کوئی عورت ہو یا بچہ، تو یہ ایک ایسا عذاب ہے جس سے بڑے کسی عذاب کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

خطرناک بیماری:

شکل وصورت کا عاشق دراصل وہم کا شکار ہوتا ہے اور اپنے حواس کے دھوکے

---

[1] (زاد المعاد:۳/۱۵۱)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

میں رہتا ہے وہ اپنے جنون عشق میں اطاعت اور ایمان کے میدان سے دور بھاگتا ہے۔ ایسا کچا عاشق جب کسی صورت کا غلام بن جاتا ہے تو ہر قسم کا شر و فساد اسے گھیر لیتا ہے جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جان سکتا۔ ایسا شخص اگر بدکاری سے بچ بھی جائے تب بھی اُس کے دل کا ہر وقت شکل وصورت کے تصور میں مگن رہنا کیا کچھ کم نقصان دہ ہے؟ گناہ کرنے والا تو ممکن ہے توبہ کرلے اور گناہ کے اثرات سے بچ جائے مگر یہ شکل وصورت کا سودائی تو ہر آن، ہر گھڑی مبتلائے معصیت ہے اور یہ عذاب صرف اس بنا پر ہے کہ اس کا دل اللہ تعالیٰ سے غافل ہے اور وہ خود عبادت سے لا پروا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ”اس (عشق نامی) بیماری کا سب سے بڑا سبب دل کا اللہ تعالیٰ سے غافل ہونا ہے، کیوں کہ دل جب اللہ تعالیٰ کی عبادت کا مزہ چکھ لے تو اُسے کوئی چیز اس سے بڑھ کر لذت بخش محسوس نہیں ہوتی۔“ (1)

پھر یہ محبت، یعنی نفسانی عشق صرف ایک شخص ہی کے لیے بدبختی اور معصیت کا باعث نہیں بلکہ اس کا اثر پورے معاشرے میں پھیل جاتا ہے، کیوں کہ اس قسم کی محبت معاشرے میں بدنظمی اور فضولیات کو جنم دیتی اور پورے معاشرے سے مبتلائے عشق کا پتا کاٹ دیتی ہے اس طرح وہ اس شخص کو اس کے باطنی خول میں بند کر دیتی ہے۔

پروفیسر رفاعی سرور ایسی صورت حال کا تجزیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ”چوں کہ جاہل انسان فراغت پسند ہوتا ہے اور نفسانی محبت کے خفیہ احساسات کے ذریعے سے وہ اپنے محبوب کے قریب ہوتا رہتا ہے، کیوں کہ اس کا کوئی اور مقصد تو ہوتا نہیں، اس لیے وہ اسی محبت کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھ لیتا ہے۔ جب جہالت کا مارا ایک شخص ناروا محبت کا شکار ہوتا ہے تو وہ عبودیت کی حد تک محبت کرتا ہے اور جب وہ اپنی محبت میں ناکام ہو جاتا ہے تو پاگل ہو

(1) (العبودية، لابن تيمية، ص: ٤٢)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جاتا ہے یا خودکشی کر لیتا ہے، کیوں کہ وہ زندگی کو صرف اپنی ناکام محبت تک ہی محدود سمجھتا ہے، لہٰذا جب کوئی انسان فاسقانہ محبت کا شکار ہوتا ہے تو سب سے بڑا خطرہ یہی ہوتا ہے کہ اب وہ ہر کام سے عاجز آ جائے گا، چہ جائیکہ وہ کسی عظیم پیغام کا علم بردار ہو۔'' ❶

پس جذبہ محبت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بلند پایہ پیغام سے ہم آہنگ ہو جس کی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اگر جذبہ محبت صرف طبیعت اور شہوت کے زور پر پروان چڑھے گا تو انسان انسانی درجے سے گر جائے گا اور حیوانات کی طبیعت کے زیادہ قریب ہو جائے گا، جب کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو انسان بنا کر عزت بخشی ہے اور اپنی مقدس امانت اس کے سپرد کی ہے۔ محبت کرنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ جذبۂ محبت کو عفت و پاکیزگی سے آراستہ رکھے اور شریعت کے مطابق عمل کرے۔

درحقیقت اصل اعتبار اس طریق کار کا ہے جو ایک محبت کرنے والا اختیار کرتا ہے۔ بہت ممکن ہے کوئی محبت کرنے والا اپنی کم عقلی کی بنا پر محبت میں ایسا راستہ اختیار کرلے جس سے مطلوب حاصل نہ ہو۔ پس قابل تعریف محبت وہی ہوگی جو نیک ہو نہ کہ وہ جو فاسد ہو اور اس کا راستہ بھی بند گلی کو جاتا ہو جیسا کہ آج کل مال و دولت سرداری اور خوب صورتی کے دیوانے عاشق کرتے ہیں۔ اس سے ان کو نقصان بھی ہوتا ہے اور مطلوب بھی حاصل نہیں ہوتا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی رائے:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جذبۂ عشق دلوں کو غلام بنا لیتا ہے، روح کو قید کر لیتا ہے اور اسے ذلت و رسوائی کی گہرے کھڈے میں گرا دیتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''جب کسی آدمی کا دل کسی عورت کی محبت میں اٹک جائے، چاہے وہ اس کے

❶ (بيت الدعوة لرفاعي سرور، ص: ١٦)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لیے مباح ہی ہو تو اس کا دل اس عورت کا قیدی بن جائے گا اور وہ عورت اس کی شخصیت میں اپنی مرضی ومنشا کے مطابق تصرف کرے گی۔ وہ دیکھنے میں تو اس کا سردار، خاوند اور مالک معلوم ہوگا مگر درحقیقت وہ اس کا قیدی اور غلام ہوگا۔ بالخصوص اس وقت جب عورت کو علم بھی ہو کہ وہ میرا محتاج اور عاشق ہے اور میرے علاوہ گزارا نہیں کرسکتا۔ اس وقت وہ عورت اس پر ایسے حکم چلائے گی جیسے ایک ظالم سردار اپنے مجبور غلام پر حکم چلاتا ہے بلکہ عورت کا ظلم اس سے بھی کچھ بڑھ کر ہوگا۔ کیوں کہ دل کی اسیری جسمانی قید سے بدتر ہوتی ہے اور دل کی غلامی بدن کی غلامی سے فروتر۔ جس شخص کا بدن غلام ہے مگر دل مطمئن اور خوش ہے تو اُسے کسی کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی بلکہ ممکن ہے وہ آزادی کا کوئی حیلہ کرے لیکن جب جسم کا بادشاہ، دل ہی غلام بن جائے اور غیر اللہ کا قیدی تو یہ حقیقی ذلت اور قید کا آخری درجہ ہے۔'' [1]

ہمارے ہاں جو ہندی فلموں کے ذریعے در آنے والی محبت معاشرے میں فروغ پا رہی ہے یا جسے ہم ''محبت'' کہنے لگے ہیں وہ اس سے مختلف نہیں یہ محبت نہیں تباہی، ہلاکت اور بربادی ہے۔ جس کی چند جھلکیاں یہ ہیں:

جنونی عاشق نے محبوب زندہ جلا کر خود کو آگ لگالی:

گوجرانوالہ کے لطیف نے رشتہ سے انکار پر شبانہ کو گھر بلا کر آگ لگا دی، موقع پر ہلاک۔ لطیف بھی خودسوزی کی کوشش میں جھلس گیا، ہسپتال داخل، پولیس نے مقدمہ درج کرلیا۔ گوجراں والا کے محلہ رحمان پورہ گلی نمبر ۲ کے نوجوان محمد لطیف کا اپنی جواں سالہ ہمسائی شبانہ کوثر سے معاشقہ چل رہا تھا۔ گھر والوں نے رشتہ مانگا لیکن انھوں نے انکار کردیا۔ مشتعل ہو کر جنونی لطیف نے شبانہ کو اپنے گھر بلایا اور اس پر پٹرول چھڑک کر آگ

[1] العبودیة لابن تیمیة، ص: ٤١

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لگا دی جس سے شبانہ موقع پر ہی ہلاک ہو گئی۔ جب کہ لطیف خود بھی جھلس گیا جس کو ہسپتال داخل کروا دیا گیا۔

عزت بھی گئی اور ناک بھی کٹ گئی:

لاہور کے علاقے باغبان پورہ کی ایک لڑکی راولپنڈی کے ایک ہوٹل ڈی مال سے برآمد ہوئی۔ لڑکی کی حالت انتہائی خراب تھی اس کی ناک کٹ چکی تھی اور عزت برباد ہو چکی تھی یہ لڑکی ۷ روز اجتماعی زیادتی کا نشانہ بنتی رہی، سات روز بعد اس کی "محبت" ختم ہو گئی محبوب بھاگ گیا۔ عزت لٹ گئی ماں باپ کی ناک کٹی ہی خود لڑکی کے چہرے سے بھی ناک کاٹ دی گئی بقول لڑکی کے اس کا نام صائمہ عرف شازیہ، وہ لاہور کے علاقہ باغبان پورہ کی رہائشی ہے وہاں اس کی آشنائی ڈھڈیال کے ایک نوجوان ملک جہانگیر سے ہو گئی۔ ملک جہانگیر نے اسے مستقبل کے بڑے سہانے سپنے دکھائے اور بالآخر اسے شادی کا چکمہ دے کر راولپنڈی کے ہوٹل ڈی مال میں لے آیا۔ ملک جہانگیر چار پانچ دنوں تک صائمہ کو اپنی ہوس کا نشانہ بناتا رہا۔ اس دوران ہوٹل کا بل ۳۰ ہزار روپے بن گیا تو ملک جہانگیر صائمہ کو اکیلا چھوڑ کر فرار ہو گیا۔ ہوٹل والوں نے صائمہ کو ہوٹل میں پابند کر دیا کہ بل ادا کرو۔ دو دن بعد ملک جہانگیر کا دوست عمران شاہ ہوٹل آیا، اس نے جہانگیر سے ۱۸ ہزار روپے لینے تھے صائمہ کے مطابق اس نے اسے کہا کہ ملک جہانگیر نہیں ہے تو کیا ہوا رقم تم دو۔ صائمہ نے اسے کہا کہ وہ تو پہلے ہی تیس ہزار روپے کے عوض ہوٹل میں بند ہے۔ عمران شاہ نے اسے اس شرط پر رقم نہ دینے کا کہا کہ وہ اس کی ناپاک خواہش پوری کرے۔ صائمہ کے انکار پر بقول اس کے عمران شاہ نے خنجر نکالا اور اس کی ناک کاٹ دی اور دو دنوں تک اسے اپنی ہوس کا نشانہ بناتا رہا۔ جب اس کی حالت نازک ہو گئی تو وہ بھی چپکے سے فرار ہو گیا۔ صائمہ نے کہا کہ اسے کمرے میں خبریں اخبار نظر آیا تو اس نے فون کر دیا۔ نمائندہ خبریں نے اس فون کال بارے ڈی ایس پی سول لائن رانا شاہد کو اطلاع کی۔ جنھوں نے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایس ایچ او سول لائن انسپکٹر کریم اور انچارج طارق آباد چوکی ملک کوثر کو فوری کارروائی پر مامور کیا۔

جنھوں نے خبریں ٹیم کے ہمراہ بلا توقف ہوٹل پر چھاپہ مارا اور زخمی صائمہ کو برآمد کرلیا۔ اس کی حالت کے پیش نظر اسے فوری طور پر ہسپتال لے جایا گیا، جہاں طبی امداد ملنے اور ہوش میں آنے پر اس نے متذکرہ تمام حالات وواقعات بتائے۔ پولیس نے ہوٹل کے کمرے سے صائمہ کا تمام سامان حاصل کرلیا اور اس کے ''محبوب'' ملک جہانگیر اور عمران شاہ کی تلاش شروع کردی۔ [1]

زندگی برباد، محبت میں اندھی ہوگئی تھی:

میں نے زندگی میں سب سے بڑا دھوکا کھایا۔ نہ صرف ایک ایسے شخص پر اعتماد کرلیا جو دھوکے باز تھا بلکہ وہ قاتل بھی نکلا۔ میں اس کی محبت میں اندھی ہوگئی تھی۔ اس سنگ دل نے مجھے محبت کے راستے پر ہاتھ سے ہاتھ پکڑ کر چلنے کا وعدہ کیا۔ اس طرح وہ دو سال تک عزت سے کھیلتا رہا۔ یہ الفاظ مغل پورہ کی اکیڈمی میں نوجوان شاگرد کو قتل کرنے والے پرنسپل اصغر علی ظفر کی محبوبہ ایم اے کی طالبہ نے روزنامہ ''جناح'' سے گفتگو کرتے ہوئے کہے۔ صدف اکرم نے بتایا کہ پانچ سال قبل جب میں اس اکیڈمی میں بطور طالبہ آئی تو میری اس کے ساتھ دوستی کا آغاز ہوا۔ شاگردی کے دوران ہماری محبت پروان چڑھی۔ صدف نے بتایا کہ گزشتہ پانچ سالوں میں مجھے کبھی احساس نہیں ہونے دیا کہ یہ شخص ایک سفاک قاتل کا روپ دھار لے گا۔ صدف نے کہا کہ میری زندگی تو برباد ہوگئی مجھے اس کا افسوس بھی ہے، قتل کا کیس ہے، میرے ساتھ کیا بنتا ہے مگر مجھے سب سے زیادہ دکھ اس بات کا ہے کہ میرا چاہنے والا ایک ایسا درندہ نکلا جسے شاید دنیا میں رہنے کا حق حاصل نہیں۔ اس شخص نے ایک معصوم کا خون کیا۔ صدف نے بتایا کہ ہم لوگ آپس میں شادی کرنا

---

[1] (روزنامہ خبریں، لاہور، ۱۸ ستمبر ۲۰۰۷)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چاہتے تھے میرے والدین رضا مند تھے۔ صدف نے روتے ہوئے کہ آپ میرا ایک پیغام ضرور شائع کردیں کہ کوئی لڑکی اپنے والدین کی مرضی کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائے اور آنکھیں بند کر کے کسی پر اعتماد نہ کرے ورنہ اسے بُرے حالات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

میرا مستقبل کیا ہے؟ میں کہاں جاؤں گی؟ ہر شخص مجھے غلط نظروں سے دیکھتا ہے۔ میرے عزت دار والدین کا کیا قصور ہے، غلطی میں نے کی اور بھگت وہ رہے ہیں۔ ملزم پرنسپل اصغر علی ظفر نے کہا کہ میں صدف سے اب بھی محبت کرتا ہوں مگر میں شاید اس کے قابل نہیں رہا۔ میں نے واقعی پاکیزہ محبت کو گندگی میں بدل دیا۔ میں نے صدف کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ میں نے اس کی معصومیت سے فائدہ اٹھایا۔ تاہم میں اس جرم میں اکیلا شریک نہیں تھا۔ دونوں طرف آگ برابر لگی ہوئی تھی۔ ملزم نے بتایا کہ میں نے ایم بی اے کیا ہوا ہے۔ مقتول آصف کا کالج آنے کا کوئی وقت مقرر نہیں تھا میں اور صدف اکیڈمی کے ایک کمرے میں قابل اعتراض حالت میں موجود تھے۔ آصف اچانک اندر آ گیا اور اس نے دونوں کو دیکھ لیا۔ مجھے بڑی شرمندگی ہوئی جس کے بعد میں نے آصف کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ ملزم نے کہا کہ میں واقعی درندہ ہوں، میں نے والدین کی گود اجاڑ دی۔ مجھے جو بھی سزا ملے کم ہے۔ ملزم اصغر علی ظفر کا کہنا ہے کہ صدف سے کہیں وہ مجھے معاف کردے۔ میں نے اس کی زندگی برباد کی ہے۔ جب صدف سے کہا گیا کہ اس کا محبوب اس سے معافی کا خواہست گار ہے تو اس نے نفرت سے کہا کہ میں اس کی شکل دیکھنا گوارا نہیں کرتی وہ مر بھی جائے تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہے۔ معافی تو دور کی بات ہے۔

کمسن طالبہ کا عشق:

بھارت کے شہر پٹیالہ کے قریبی گاؤں میں نویں کلاس کی کمسن طالبہ نے اپنے عاشق سے مل کر اپنے ہی خاندان کے ۵ افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ہرجند کور عرف رانو نامی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لڑکی جو اپنے والدین کے ساتھ نانی کے گھر رہائش پذیر تھی کے لبا سنگھ کے ساتھ تعلقات تھے۔ بعد میں اس نے ایک اور شخص گرجنت سنگھ عرف جنتی سے بھی تعلقات قائم کر لیے۔ ایف آئی آر کی رپورٹ کے مطابق رانو نے اپنے خاندان جو اسے لبا سنگھ اور گرجنت سنگھ سے ملنے پر روکتے تھے کو راستے سے ہٹانے کے لیے ایک رات کھانے میں زہر دے دیا۔ جس سے اس کا بھائی، والد اور والدہ ہلاک ہو گئے لیکن نانی، بھائی اور بہن کو بچا لیا گیا۔ پولیس نے رانو کو حراست میں لے لیا لیکن لبا سنگھ نے اسے ضمانت پر رہا کرا لیا۔ بعد میں اس نے اپنے عاشق سے مل کر اپنی نانی کو چھت سے گرا کر ہلاک کر دیا اور اپنے ایک عزیز کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جو اس کی نانی سے ملنے آیا تھا۔ پولیس نے دوبارہ ۵ افراد کی قاتل لڑکی کو حراست میں لے لیا ہے۔ [1]

عشق کا بھوت نفرت میں بدل گیا:

دنیا میں زن، زر اور زمین کی وجہ سے خون کی ہولی کھیلنے کا سلسلہ تو شاید قیامت تک جاری رہے گا مگر محبت کی شادی کا بھیانک انجام دیکھ کر ہر آنکھ اشک بار ہو جاتی ہے، ایسی ہی ایک گھناؤنی واردات ضلع وہاڑی اور ضلع پاک پتن کی حدود پر واقع چک نمبر 41/EB تھانہ قبولہ شریف تحصیل عارف والا ضلع پاک پتن میں 14 اور 15 ستمبر کی درمیانی رات 12 بجے ہوئی جہاں پر محمد حفیظ نامی 20 سالہ نوجوان نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے فائرنگ اور ٹوکے کے وار کر کے اپنی بیوی 18 سالہ فوزیہ اس کے والد ریاض احمد، والدہ حمیدی بی بی اور 9 سالہ بہن رخسانہ اور دو معصوم بچوں 7 سالہ کاشف، 3 سالہ ظہیر کو ہلاک کر دیا اور موقع سے فرار ہو گئے۔ 41/EB کے رہائشی محمد حفیظ، محمد عبدالمجید کا اسی گاؤں کے ریاض احمد کی بیٹی فوزیہ سے معاشقہ ہو گیا، جس پر فوزیہ محمد حفیظ کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی جس کی بذریعہ پنچائیت واپس ہوئی جس کے چند ماہ بعد فوزیہ اور محمد حفیظ نے والدین کی مرضی کے

---

[1] (روزنامہ نوائے وقت، لاہور: ۱۲ مئی ۱۹۹۷ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

خلاف شادی رچالی جس پر فوزیہ کے والدین نے محمد حفیظ سے مبینہ طور پر 50ہزار روپے اور ایک لڑکی کا رشتہ لینا طے کر کے صلح کرلی اور فوزیہ کی رخصتی اپنے گھر سے کردی۔ شادی کے تقریباً ایک سال بعد فوزیہ اور محمد حفیظ میں پروان چڑھنے والی محبت نفرت میں بدلنا شروع ہوگئی حتیٰ کہ ایک رشتہ دار یونس کی شادی پر اچانک فوزیہ اور اس کے شوہر محمد حفیظ میں تلخ کلامی ہوگئی جس پر فوزیہ نے محمد حفیظ کے ساتھ جانے سے انکار کردیا اور کہا کہ وہ اپنے ایک رشتہ دار قمر عباس سے شادی کرنا چاہتی ہے لہٰذا وہ اسے طلاق دے دے۔ اس طرح فوزیہ اپنے ماں باپ کے گھر آگئی جس پر محمد حفیظ نے صلح کے لیے متعدد بار کوششیں کیں مگر بار آور ثابت نہ ہوئیں۔ بالآخر محمد حفیظ اپنے دادا محمد خان کے ساتھ اپنے سسرال گیا جہاں پر اس کے دادا نے فوزیہ اور اس کے ماں باپ سے کہا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ چلے مگر فوزیہ کے والدین نے اپنے داماد محمد حفیظ اور اس دادا محمد خان کو بے عزت کر کے گھر سے نکال دیا اور فوزیہ نے اپنے شوہر محمد حفیظ سے کہا کہ وہ اسے جیل کی سیر کرائے گی جس پر محمد حفیظ اپنے دادا کے ہمراہ بغیر دلہن لیے واپس گھر آگئے۔ ملزم محمد حفیظ نے اسی رنج کی بنا پر اپنے دوست اور ماموں زاد محمد ارشد اور نور محمد کے ساتھ پلاننگ کر کے 14 اور 15 ستمبر کی درمیانی رات 12 بجے فوزیہ کے والدین کے گھر پر ہلہ بول دیا اور فائرنگ اور کلہاڑی کے وار کر کے محمد حفیظ کی بیوی فوزیہ سسر ریاض احمد، ساس حمیداں بی بی، سالی 9 سالہ رخسانہ 2 سالے 7 سالہ کاشف، 3 سالہ ظہیر عباس کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ایک ہی گھر کے 6 افراد کے بہیمانہ قتل کی سنگین واردات بلاشبہ ہمارے بگڑے معاشرے اور بالخصوص والدین کی رضامندی کے بغیر محض عشق میں مبتلا ہو کر شادی رچانے والی لڑکیوں اور لڑکوں کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ خاندانی روایات کے برعکس لڑکے اور لڑکے کے خاندان کا پس منظر دریافت کیے بغیر پسند کی شادی کر لیتے ہیں، جن کا انجام بہت جلد طلاق یا قتل و غارت کی صورت میں سامنے آتا ہے جو معاشرے میں بگاڑ کی صورت اختیار

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کرتا جا رہا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے بچے اور بچیوں کو چاہیے کہ دین اسلام کے عین مطابق اپنے والدین کی طرف سے قائم کیے گئے رشتوں کی بنا پر شادی کریں تو ایسے سانحات رونما نہ ہوں گے۔

عشق کی خاطر بہن نے بھائی مار دیا:

موجودہ دور میں معاشرے کے اندر بڑھتی ہوئی بے راہ روی نے اخلاقی اقدار کو اس حد تک کھوکھلا کر دیا ہے کہ انسان رشتوں کے تقدس کو بھلا کر مادہ پرستی اور بے حسی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔ لاہور میں مال و زر کی ہوس میں انسان کے ہاتھوں انسان کا قتل کوئی نئی بات نہیں ہیں، یہاں ہر روز دیرینہ عداوت، غیرت، خاندانی تنازعات، جائیداد کے جھگڑوں اور دوران ڈکیتی مزاحمت پر بے گناہ افراد موت کی وادیوں میں اتر جاتے ہیں مگر 15 ستمبر کے دن شہر لاہور میں ایک ایسا افسوس ناک واقعہ رونما ہوا جس نے ثابت کر دیا کہ خونی رشتوں کی موجودہ دور میں کوئی اہمیت نہیں رہی۔ قلعہ گوجر سنگھ کے علاقہ منٹگمری پارک، عبدالکریم روڈ پر ہمسائے کے عشق میں ڈوبی بد بخت بہن نے جوان بھائی کو رکاوٹ سمجھتے ہوئے لائسنسی پسٹل سے قتل کر دیا اور خود ایک نئی دنیا بسانے کی خاطر گھر سے زیورات اور نقدی لے کر فرار ہونے کی کوشش میں پولیس کے ہتھے چڑھ گئی۔

کیبل کے اثرات:

یہ افسوس ناک واقعہ کیسے رونما ہوا، اس کے پیچھے کیا محرکات تھے اور کس وجہ سے بہن نے اپنے جوان بھائی کو قتل کیا۔

منٹگمری پارک عبدالکریم روڈ کے رہائشی شیخ عبدالوحید کی بیوہ الماس بی بی اپنے شوہر کی وفات کے بعد 3 بیٹوں اور 2 بیٹیوں کے ہمراہ رہ رہی تھی۔ کچھ عرصہ قبل اس کے 2 بیٹے قضائے الٰہی سے وفات پا گئے جس کے بعد اس نے اپنی بیٹی ثناء کی شادی کر دی جب کہ ایک بیٹا عباس وحید علاقہ میں دودھ دہی بیچ کے گھر کے اخراجات پورے کرتا تھا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

زندگی حسب معمول ایک ڈگر پر چلتی رہی یہ چھوٹا سا گھرانہ مطمئن زندگی گزار رہا تھا کہ اچانک بد قسمتی نے ان کے گھر کا راستہ دیکھ لیا عباس کی چھوٹی بہن سدرہ نے کیبل پر چلنے والے ڈراموں اور پروگراموں سے متاثر ہو کر محلے کے آوارہ لڑکے عثمان سے ناجائز مراسم قائم کر لیے اور دونوں ایک دوسرے سے چھپ چھپ کر ملنا شروع ہو گئے۔ اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے محلے کے چند افراد نے عباس وحید کو اس کی بہن کی کرتوتوں کے بارے میں بتایا جس پر عباس اور اس کی والدہ الماس نے سدرہ کو ان حرکتوں سے باز رکھنا چاہا تو گھر میں لڑائی جھگڑے شروع ہو گئے مگر اس کے باوجود سدرہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی۔ اسی دوران عثمان کے گھر میں بجلی کے شارٹ سرکٹ سے آگ لگنے سے ہزاروں روپے کا سامان جل گیا۔ سدرہ یہ سمجھی کہ یہ آگ اس کے بھائی عباس نے لگائی ہے اس واقعے کے بعد دونوں میں اختلافات مزید شدت اختیار کر گئے۔

15 ستمبر کی صبح بدقسمت عباس اپنی موت سے بے خبر گھر کی بیٹھک میں سو رہا تھا کہ اس کے ساتھ جنم لینے والی بہن سدرہ کمرے میں داخل ہوئی اور بھائی کے لائسنسی پسٹل سے سیدھا فائر عباس کے ماتھے پر کیا جس سے وہ موقع پر ہی دم توڑ گیا۔ بھائی کو قتل کرنے کے بعد سدرہ نے گھر سے 10 تولے کے قریب زیورات اور لاکھوں روپے کی نقدی کے ساتھ ساتھ پسٹل بیگ میں ڈالا اور خاموشی سے گھر سے نکل پڑی۔ عباس کی موت کا پتہ اس وقت چلا جب الماس بی بی گھر میں پانی کی موٹر چلانے کے لیے نیچے بیٹھک میں آئی جہاں اس نے جوان بیٹے کی خون میں لت پت نعش کو دیکھا اور اپنے حواس کھو بیٹھی۔ الماس بی بی کی چیخ و پکار سن کر اہل محلہ اکٹھے ہو گئے۔ پولیس کو اس وقوعہ کی اطلاع دی گئی جس پر ایس پی سول لائن ڈویژن سہیل، ایس پی انویسٹی گیشن سول لائن ڈویژن ڈاکٹر حیدر اشرف ڈی ایس پی ملک اویس اور ایس ایچ او قلعہ گوجر سنگھ محمد علی بٹ بھاری نفری کے ہمراہ موقع پر پہنچ گئے جہاں پولیس افسران کی اس ٹیم نے جائے وقوعہ کا مکمل طور پر جائزہ لیا اس

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دوران گھر سے سدرہ کی غیر موجودگی کے بارے میں پولیس نے الماس بی بی سے پوچھا تو وہ کوئی قابل ذکر جواب نہ دے سکی تاہم ایس ایچ او قلعہ گوجر سنگھ محمد علی بٹ نے اپنے ذرائع سے محلہ سے معلومات اکٹھی کرنا شروع کردی۔

ابتدائی طور پر ملنے والی معلومات کی روشنی میں ایس پی انویسٹی گیشن ڈاکٹر حیدر اشرف اور ایس پی آپریشنز نے سدرہ کے عاشق عثمان کو سب انسپکٹر حافظ طارق اور ماتحت اہلکاروں کی مدد سے گھر سے پکڑ لیا اور اس کو موبائل پر آخری ریسیو ہونے والی کال کا ریکارڈ چیک کیا تو پتہ چلا کہ وہ کال سدرہ نے کی تھی۔ پولیس ٹیم نے فوری طور پر عثمان کے ذریعے سدرہ کو کال کر کے اس کی لوکیشن معلوم کی اور وقوعہ کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ملزمہ سدرہ وحید کو چلڈرن ہسپتال فیروز پور روڈ کے قریب سے حراست میں لے لیے۔ پولیس نے اس کے قبضہ سے پسٹل، زیورات اور نقد رقم برآمد کرلی۔ پولیس ملزمہ کو تھانہ میں لے آئی جہاں اس نے ابتدائی تفتیش میں اعتراف کیا وہ عثمان سے بے تحاشا محبت کرتی ہے اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہے مگر اس میں میرا بھائی عباس رکاوٹ تھا اس نے ہم دونوں کو قتل کرنے کے لیے پسٹل بھی لے رکھا تھا اس تمام صورت حال کے بعد پولیس نے الماس بی بی کے بیان پر سدرہ اور اس کے آشنا کے خلاف مقدمہ درج کر کے دونوں کو انویسٹی گیشن پولیس کے حوالے کردیا جہاں دونوں کا چالان مکمل کر کے انھیں جیل روانہ کردیا۔ یوں عشق و محبت کے سیلاب میں ایک پورا گھر تباہ ہوکر رہ گیا۔ [1]

اخلاقی زوال:

جسے ہم ''محبت'' کا نام دے بیٹھے ہیں اس کی یہ چند مثالیں ورنہ ہر روز ہر جگہ ایسا ہی کوئی نہ کوئی روح فرسا واقعہ جنم لے رہا ہے اب تو غیر مسلم تہوار کے فروغ اور اس کی حکومتی سرپرستی نے بھی اس بے حیائی و بے راہ روی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہم اسے ترقی کہتے

---

[1] (روزنامہ ''خبریں'' لاہور: ۲۳ستمبر ۲۰۰۸ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیں اور یہ ترقی اب کیا سین دیکھا رہی ہے اب ایک جھلک اس کی بھی......اور ترقی کے نام پر پھیلنے والی تباہی اور ہمارا اخلاقی زوال کس قدر تیزی سے ہمارے دروازے پر دستک دے رہی ہے اس آئینے میں اس کی صاف جھلک نظر آرہی ہے ملاحظہ ہوں چند مناظر:

محبوبہ ہوگی تو تیری!

بیکرز فیلڈ امریکا میں ایک شخص نے ویلنٹائن ڈے کے موقع پر اپنی محبوبہ کو دینے کے لیے چند تحائف چرائے اور پکڑے جانے پر پولیس والوں کے دل نہ پگھلا سکا۔ یہ شخص ایک دکان سے قیمتی تحائف کا ایک پورا بکس چرا کر بھاگ رہا تھا کہ پکڑا گیا۔ پکڑے جانے پر اس نے دہائی دی کہ وہ اپنی محبوبہ کو ویلنٹائن ڈے کا تحفہ دینا چاہتا ہے مگر پولیس نے اس کی ایک نہ سنی اور تحائف ضبط کر کے اسے لاک اپ کر دیا۔ [1]

یہ سوچنے کی بات ہے کہ "عاشق" صاحب کو آخر ان حرکات پر کس نے ابھارا......کس نے مجبور کیا......؟ کہ یہ نوجوان عزت وناموس کو بھی داؤ پر لگا کر یہ سب کچھ کر گزرا۔

بوس وکنار کا عالمی ریکارڈ:

منیلا میں پانچ ہزار ایک سو بائیس جوڑے سمندر کے کنارے رات کے بارہ بجے اکٹھے ہوئے اور عین بارہ بجے انہوں نے بوس وکنار شروع کیا اور یوں چلی کے شہر سانتیاگو میں چار ہزار چار سو پینتالیس افراد کے بیک وقت ہم بوسہ ہونے کا ریکارڈ توڑ دیا۔

یہ نظارہ کرنے والے لوگوں نے تالیاں بجا کر ان جوڑوں کو داد دی جو شادی کے بندھن سے یا تو حال ہی میں وابستہ ہوئے تھے یا وابستہ ہونے والے تھے۔

منیلا کے میئر اور ان کی بیوی نے ان جوڑوں سے ان کے ساتھ اس اجتماعی بوسے میں شریک ہونے کی اپیل کی تھی۔ منیلا کی میئر نے کہا کہ زندگی کی پریشانیوں کو بھلا کر ان کے ساتھ اس مقابلہ بوس وکنار میں شریک ہوں۔ بوسہ بازی میں شریک ہونے والے ایک

---

[1] (روزنامہ انقلاب لاہور 15 فروری 2004)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جوڑے نے کہا: "فلپائن کے لوگوں کے لیے مئی میں ہونے والے انتخابات کی وجہ سے پائی جانے والی سیاسی کشمکش سے ہر آدمی فرار چاہتا ہے۔" اس مقابلے کے بعد منتظمین نے آتش بازی کا اہتمام کا کر رکھا تھا جس سے اس تقریب کو چار چاند لگ گئے۔

"خصوصی پروگرام":

2003ء کے ویلنٹائن کے احوال کا تذکرہ کرتے ہوئے کراچی کے روزنامہ امت کے ایک رپورٹر نے اپنی ایک رپورٹ میں حیرت انگیز واقعہ پیش کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ایک فائیو اسٹار ہوٹل کے ملازم نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر بتایا کہ "ویلنٹائن دیوانوں" کا رش اتنا ہے کہ شہر کے مختلف فائیو اسٹار ہوٹلوں کے کمرے تین دن پہلے ہی بک ہوگئے۔ اپنے ہوٹل کا ذکر کرتے ہوئے اس کا کہنا تھا "ہوٹل میں ویلنٹائن ڈے کے موقع پر عام دنوں کے مقابلے میں 100 فی صد آمدنی بڑھ جاتی ہے۔" اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ ہال وغیرہ میں تقریب کا وقت رات 12 بجے ختم ہوجاتا ہے پھر اصل "پروگرام" ہوٹل کے کمروں میں ہوتے ہیں۔ ان پروگراموں میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی بعض اہم شخصیات بھی حصہ لیتی ہیں اور شراب وشباب سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ شباب کے انتظام کے حوالے سے اس کا کہنا تھا "سب کے ساتھ اپنا اپنا "ساتھی" ہوتا ہے لیکن پھر بھی عجیب لوگ ہیں"......وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا...... پھر بولا "اب کیا بتاؤں گزشتہ روز ایک جاننے والے کا فون آیا اور اس نے ویلنٹائن ڈے کی رات ہوٹل میں کمرہ بک کرانے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے کہا کہ کمرے تو تقریباً سب بک ہیں پھر بھی کوئی نہ کوئی گنجائش نکالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس پر ان صاحب کا کہنا تھا۔ "یار خصوصی پروگرام" کے لیے کوئی انتظام کردو گے۔" جس پر میں نے اسے باور کرایا اپنے پروگرام کے لیے تمہیں خود بندوبست کرنا ہوگا لیکن اس کا پھر بھی اصرار تھا کہ یہ انتظام میں ہی کروں کیوں کہ بقول اس کے اس نے سن رکھا تھا کہ بعض ہوٹلوں میں یہ بندوبست میزبانوں کی طرف سے ہی کیا جاتا ہے تنگ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آ کر مجھے فون ہی رکھنا پڑا۔ ❶

اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ویلنٹائن ڈے منانے والے یہ بے حیاافراد کس قدر گری اخلاقی اقدار اور مردہ ضمیری کے مالک ہوتے ہیں۔ یہ کراچی کے ایک ہوٹل کی بات ہے ورنہ بہروں کی اس دنیا میں اس روز نہ جانے حیا باختگی کے کتنے واقعات کتنے ہوٹلوں اور تفریحی مقامات پر ہوتے ہوں گے۔

ایسی ہی ایک تقریب لاہور میں مین بلیوارڈ گلبرگ میں رات ایک پلازہ کے فورتھ فلور پر ویلنٹائن ڈے کے سلسلہ میں ہوئی۔ جس میں معززین اور امیر گھرانوں کے افراد نے شرکت کی۔ انتظامیہ نے صرف جوڑوں کے داخلے کی اجازت دی، جب کہ تقریب میں شرکت کے لیے ہزاروں روپے کا کارڈ فروخت کیا گیا۔ رات گئے متعدد نوجوان کارڈ لے کر آئے مگر سکیورٹی گارڈ اور انتظامیہ نے انہیں اکیلے داخلے کی اجازت نہیں دی۔ ❷

بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ!

مقامِ افسوس ہے کہ مسلمان کس قدر تیزی سے مغربی تہذیب کے دلدادہ ہوتے جارہے ہیں۔ اپنی اعلیٰ وارفع تہذیب وثقافت کو بھول کر یہود وہنود کی تہذیب وتمدن کو اوڑھنا بچھونا بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ جن ہندوؤں کی فلمیں، ہمارے گھروں میں چلتی ہیں اور ہماری نوجوان نسل ان کے تہوار، ان کی عبادت اور ان کے رہن سہن کو اپنا رہی ہے، وہ ہندو نہ صرف مسلمانوں کے سخت دشمن ہیں بلکہ جہاں وہ مسلمانوں کی عبادت گاہوں، ان کے تمدن اور سوچ فکر کے بھی سخت مخالف ہیں وہاں مغربی افکار کو بھی سختی سے رد کرتے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے کے موقع پر پاکستان کی عوام سے جوش وخروش سے منانے کی تیاریاں کرتی ہے جب کہ ہندوستان میں اس کی زبردست مخالفت کی جاتی ہے۔

❶ (روزنامہ امت کراچی 14 فروری 2004)

❷ (روزنامہ خبریں لاہور)

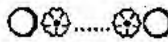
www.iqbalkalmati.blogspot.com

سال 2002 کے 14 فروری کے موقع پر بھارت میں ویلنٹائن ڈے منانے والوں کی زبردست حوصلہ شکنی کی گئی ۔ بعض تنظیموں کے کارکنوں نے سرعام سڑکوں پر ویلنٹائن ڈے نذر آتش کر کے اس کی نفی کی ۔ [1]

محبت کی علامتیں آگ میں:

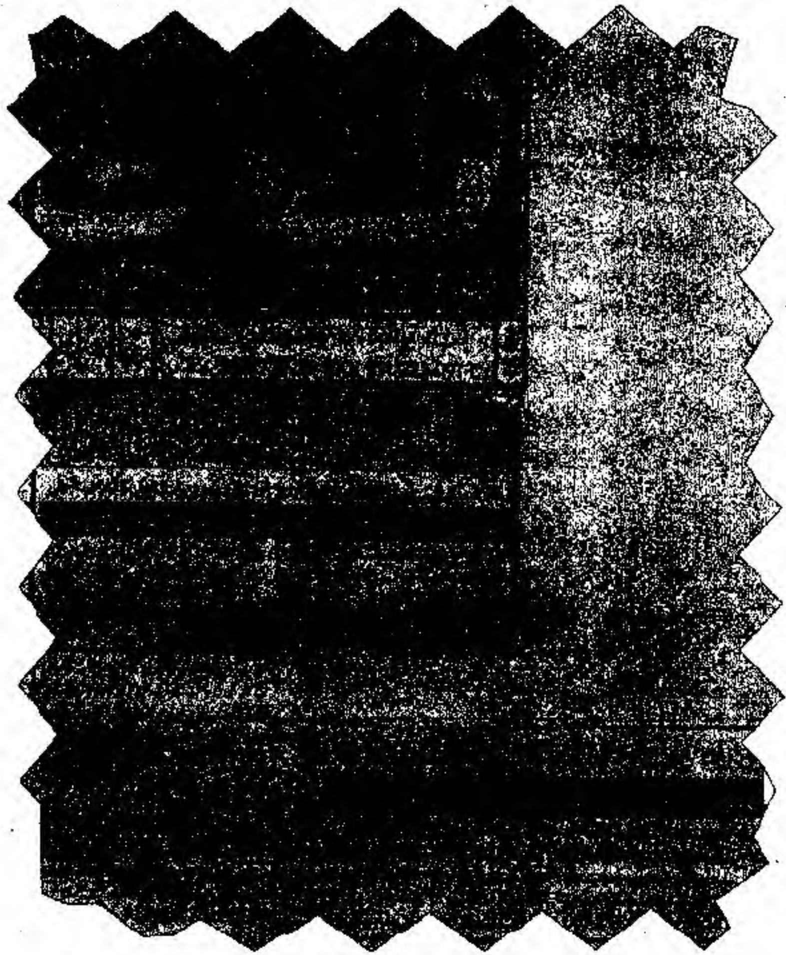
2004ء کے ویلنٹائن ڈے پر بھارتی انتہا پسند ہندو تنظیم شیوسینا نے دہلی کے چوک چوراہوں میں محبت کی علامتیں آگ میں جلا کر اس دن کی قباحت سے اپنی عوام کو خبردار کیا۔ ایک طرف ویلنٹائن ڈے سے سخت نفرت کی یہ مثال ہے اور دوسری طرف مسلمان ہیں جو ویلنٹائن ڈے کی محبت میں سب کچھ بھول جاتے ہیں۔

دیکھ مسجد میں شکست رشتہ تسبیح شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ
چاک کردی ترک ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ اوروں کی عیاری بھی دیکھ



[1] (روزنامہ ریاست کراچی 15 فروری 2003)

www.iqbalkalmati.blogspot.com



کیا یہ محبت ہے؟

ویلنٹائن ڈے کی محبت رکھنے والے عاشقوں کی محبت کی جھلک

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آٹھواں باب

محبت کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر

اللہ رب العزت نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴾(الذاریات:٥٦)

''ہم نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے۔''

اگر محبت اور انسان کے مقصد حیات (عبادت) کو دیکھا جائے تو بلاشبہ یہ کہنے میں مضائقہ نہیں کہ محبت ہی عبادت کی جان ہے۔ انسان اپنے پروردگار کی محبت طلب، چاہت اور اس کے انعامات کے حصول کے لیے جب اسی محبت کے جذبے سے اس کی عبادت کرتا ہے، اس کی طرف راغب ہوتا ہے اور اسے پکارتا ہے تو اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کو محبوب سمجھنے لگتا ہے۔

جب انسان اس بات پر غور وفکر کرتا ہے کہ اگر شریعت کسی چیز کا حکم دے یا کسی کام سے روکے تو اس میں لازماً کوئی دنیوی مفاد یا اخروی فائدہ ہوتا ہے، کیوں کہ عقل طبعی طور پر مفید چیز کی طرف مائل ہوتی ہے تو وہ شریعت کی پابندی کا عادی بن جاتا ہے حتی کہ اس کی خواہش شریعت کے تابع ہو جاتی ہے اور اس سے وہ بے پناہ ذہنی تسکین محسوس کرتا ہے۔

اللہ کا محبوب:

جب کوئی انسان اپنے رب تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے محبوب بنا لیتا ہے اور اس کی محبت دیگر انسانوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور ذہن میں اس کی قبولیت پیدا کر دیتا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيْلَ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ، فَيُنَادِي جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَاءِ : إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا ، فَأَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ۔)) [1]

''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر، چناں چہ جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور آسمان والوں میں اعلان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت فرماتا ہے تم بھی اس سے محبت رکھو۔ آسمان والے اس سے محبت شروع کر دیتے ہیں، پھر زمین والوں میں بھی اس کی مقبولیت پھیلا دی جاتی ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی محبت نفس کو مہذب بناتی ہے، روح کو بلند کرتی ہے، عزم کو قوت بخشتی ہے خصائل کو پاکیزہ بناتی ہے، اس لیے انسان ہر ایسے عمل کا خواہش مند ہوتا ہے جو اسے اللہ تعالیٰ سے قریب کرے اور ہر اس کام سے دور ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا موجب ہے اس طرح وہ دنیا سے بے رغبت ہو جاتا ہے، آخرت پر اس کا یقین بڑھ جاتا ہے اور فانی دنیا کے عوض آخرت کے ثواب کا طلب گار بن جاتا ہے۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا: ''اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا کام بتایئے جسے کرنے سے اللہ تعالیٰ اور لوگ مجھے محبت کرنے لگیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] (صحيح البخاري، الأدب، باب : المقة من الله، حديث: ٦٠٤٠، و مسند أحمد: ٢٦٧/٢)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

((ازْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيمَا فِيْ أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوْكَ)) [1]

"دنیا سے بے رغبت ہو جا، اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت کرنے لگے گا اور لوگوں کے مال سے بے رغبت ہو جا، لوگ تجھ سے محبت کرنے لگیں گے۔"

جب بندہ اپنے رب تعالیٰ سے محبت کرتا ہے تو اس کے ذکر سے بھی محبت کرتا ہے اس کی عبادت با قاعدگی کے ساتھ کرتا ہے اس کی نافرمانی سے منہ موڑ لیتا ہے۔ ہمہ وقت اس کی فرماں برداری کرتا ہے۔ صدق کا متلاشی رہتا ہے اور ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے مخلص ہو جاتا ہے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے غصہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے ناراض ہوتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ، الْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ)) [2]

"سب سے افضل کام یہ ہے کہ محبت کی جائے تو اللہ تعالیٰ کے لیے اور ناراضی ہو تو اللہ تعالیٰ کے لیے۔"

اس وقت اس کی اپنی ذات اللہ تعالیٰ کی عظمت کے مقابلے میں بے وقعت ہو جاتی ہے اور نفس کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت میں بدل جاتی ہے، پھر وہ اللہ کی محبت ہی کی وجہ سے کسی چیز سے محبت کرتا ہے یا کسی چیز سے بغض رکھتا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ، وَ أَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَ اَعْطٰى لِلّٰهِ، وَ مَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ)) [3]۔

---

[1] (سنن ابن ماجه، الزهد، باب الزهد في الدنيا، ح: ٤١٠٢)

[2] (سنن ابي داؤد، السنة، باب مجانبة اهل الأهوا و بغضهم، ح: ٤٥٩٩)

[3] (سنن ابي داؤد، السنة، الدليل على زيادة الايمان و نقصانه، ح: ٤٦٨١)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''جو شخص محبت کرے تو اللہ کے لیے، بغض رکھے تو اللہ کے لیے، دے تو اللہ کے نام پر نہ دے تو اللہ کی رضا مندی کے لیے، اس نے اپنا ایمان مکمل کرلیا۔''

اصلی مسلمان:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تین چیزیں جس شخص میں پائی جائیں وہ ایمان کی مٹھاس محسوس کرنے لگتا ہے، ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اسے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں، دوسرے یہ کہ جس سے بھی محبت کرے اللہ تعالیٰ کے لیے کرے، تیسرے یہ کہ کفر اختیار کرنے کو آگ میں کود پڑنے سے بھی زیادہ برا خیال کرے۔'' [1]

ڈاکٹر عزت علی عطیہ رقم طراز ہیں:

'' اللہ تعالیٰ کی محبت ہر بندے پر واجب ہے، اس کے کئی اسباب ہیں۔ جس قدر اللہ کی محبت کسی شخص میں زیادہ ہو اس کا ایمانی مرتبہ بلند ہوتا ہے اور بالآخر اسے ایمان کی مٹھاس محسوس ہونے لگتی ہے۔''

استاذ عبدالسلام شاذلی نے یہی بات یوں بیان کی ہے:

'' جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مومن اور مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے، اس دل میں ایمان نفوذ نہیں کرسکتا جو ان ہستیوں کی محبت سے خالی ہو اور جو شخص ان سے محبت نہ رکھے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے میدان میں قدم نہیں رکھ سکتا، چناں چہ ضروری ہے کہ وہ ان کی محبت میں فنا ہوجائے اور کسی دوسری چیز کو ان پر ترجیح نہ دے۔''

---

[1] (صحیح البخاری، الإیمان، باب حلاوة الإیمان، ح:١٦، و صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان خصال ......، ح:٤٣)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سات خوش نصیب:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ اس دن اپنے عرش کے سائے میں رکھے گا جس دن اللہ کے عرش کے سائے کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔

① عادل بادشاہ

② وہ نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پھلا پھولا ہو۔

③ وہ شخص جس کا دل مسجدوں میں لگا رہا ہو

④ وہ دو مرد جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت رکھی اس پر قائم رہے اور محبت پر ہی جدا ہوئے۔

⑤ وہ مرد جس کو ایک اعلیٰ خاندان والی خوب صورت عورت نے (برے کام کے لیے) بلایا وہ کہنے لگا: ''میں اللہ رب العزت سے ڈرتا ہوں''

⑥ وہ مرد جس نے دائیں ہاتھ سے ایسا چھپا کر صدقہ دیا کہ بائیں ہاتھ کو اس کی خبر بھی نہ ہوئی ہو۔

⑦ وہ مرد جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کے آنسو بہہ نکلے ہوں۔

اس مستند حدیث میں رسول پاک e نے سات افراد کا ذکر فرمایا ہے جنہیں روز محشر اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنی پناہ میں عرش کے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا، جب کہ اس دن اس کی پناہ کے سے سوا کوئی پناہ نہ ہوگی۔ ان افراد میں وہ دو مرد بھی شامل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں گے۔ وہ آپس میں اسی تعلق کی بنیاد پر ایک دوسرے سے ملتے اور جدا ہوتے ہوں گے۔ ایک اور حدیث پاک میں رسول اقدس e نے ایک شخص کا ذکر فرمایا جو کسی سے ملنے کے لیے جا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے حکم پر ایک فرشتے نے انسانی روپ میں آکر اس شخص کو راستے میں روکا اور دریافت کیا کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ اس شخص نے بتایا کہ وہ اپنے بھائی سے ملنے کے لیے قریبی گاؤں جا رہا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس پر فرشتے نے پوچھا کہ کیا تمہارا اپنے بھائی کے ساتھ کوئی کاروبار یا کوئی اور کام ہے۔ اس پر تمہارا کوئی قرضہ ہے یا اس سے کوئی مدد چاہتے ہو یا ماضی میں اس نے کوئی مدد کی تھی، جس کا صلہ دینا ہے۔ان تمام سوالوں کا اس شخص نے نفی میں جواب دیا۔ تب فرشتے نے پوچھا کہ پھر تم اس سے ملنے کیوں جا رہے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا میں اس کے پاس اس لیے جا رہا ہوں کیوں کہ میں اس سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہوں ۔تب فرشتے نے بتایا: ''میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی جانب سے بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور میں تم کو بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت فرماتا ہے، کیوں کہ تم اپنے بھائیوں سے محبت کرتے ہو۔'' [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((رَأَیْتُ اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّم فَرِحُوْا بِشَیْءٍ لَّمْ أَرَهُمْ فَرِحُوا بِشَیْءٍ أَشَدَّ مِنْهُ ، قَالَ رَجُلٌ ، یَّارَسُوْلَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ یُحِبُّ الرَّجُلَ عَلَی الْعَمَلِ مِنَ الْخَیْرِ یَعْمَلُ بِهٖ، وَلَا یَعْمَلُ بِمِثْلِهٖ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

''میں نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک بات سن کر اس قدر خوش ہوئے کہ کبھی کسی اور بات سے اس قدر خوش نہیں ہوئے، وہ بات یہ تھی کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ایک شخص کسی کی نیکی کی وجہ سے دوسرے سے محبت کرتا ہے مگر اس جیسے عمل نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔''

[1] (صحیح مسلم البر والصلة والأدب، باب فضل الحب فی اللّٰه تعالیٰ،حدیث:۲۵۶۷)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص قریب سے گزرا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اس سے محبت رکھتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَعْلَمْتَهُ؟)) قَالَ : لَا ، قَالَ ((أَعْلِمْهُ)) قَالَ : فَلَحِقَهُ فَقَالَ : إِنِّي أُحِبُّكَ فِي اللّٰهِ ، فَقَالَ : أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ۔"❶

"کیا تو نے اسے بتلایا ہے؟" اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جا، اس کو بھی آگاہ کردے۔" وہ شخص اس سے ملا اور کہا: "میں تجھ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ اس نے جواب دیا: تجھ سے بھی وہ ذات محبت کرے جس کی خاطر تو نے مجھ سے محبت کی۔"

مسلمان بھائیوں سے محبت کے دلائل اور ان کے حقوق:

مسلمان بھائیوں سے محبت ان دلوں کی روشنی ہوتی ہے جو ایمان کی بدولت مطمئن ہوتے ہیں، اللہ کے خوف سے آباد ہوتے ہیں۔ اللہ کو راضی کرنے کے آرزو مند ہوتے ہیں، ہر وقت اس کی محبت کے پیاسے رہتے ہیں، جب دل محبت سے بھر جاتے ہیں تو تمام اعضا بھی اس محبت میں شریک ہو جاتے ہیں اور اس محبت کے دلائل و آثار تمام حرکات وسکنات سے عیاں ہوتے ہیں۔

دینی بھائیوں سے محبت کی چند علامات ہیں، مثلاً:

❁ خالص محبت: سچی محبت ایمان کی پختگی کی دلیل ہوتی ہے، اس سے عقیدہ سلامت رہتا ہے اور باطن صاف ستھرا ہو جاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ))

---

❶ (سنن ابی داود، الأدب، باب الرجل یحب الرجل، حدیث: ۵۱۲۵)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا، جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے
وہی چیز پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔''❶

پس دوسروں کا بھلا چاہنا، ان کی خوش نصیبی کا خواہش مند رہنا اور انھیں ہر قسم کے شر اور بدبختی کے اسباب سے بچانا سچی محبت کی نشانیاں ہیں۔

❁ علانیہ محبت اور دوستی: اسلام ہمیں یہ ہدایت دیتا ہے کہ جس شخص سے ہم خالص اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کریں، اعلانیہ کریں اور اس جذبۂ محبت کو اپنے قول اور عمل سے ظاہر کریں، مناسب ہے کہ مومن اپنے بھائی سے صریح الفاظ میں محبت کا اظہار کرے۔ اس اظہار سے وہ خوشی اور نیک بختی محسوس کرے گا اور باہمی محبت اور اخوت کے تعلقات پروان چڑھیں گے جب مسلمان کے دل و دماغ میں یہ بات جاگزیں ہوگی کہ یہاں ایسے لوگ بھی ہیں جو مجھ سے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں اور ان کی یہ محبت دنیوی اغراض و مقاصد سے پاک ہے۔ اس طرح وہ معاشرے میں تنہائی اور گھبراہٹ محسوس نہیں کرے گا بلکہ محبت و اخوت کے جذبات سے معمور ہو جائے گا اور معاشرے میں اس کے اثرات لامحالہ امن اور باہمی تعاون کی صورت میں ظاہر ہوں گے۔ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ أَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ))❷

"جب کسی شخص کو اپنے (دینی) بھائی سے محبت ہو تو وہ اسے بتا دے کہ مجھے تم سے محبت ہے۔"

---

❶ (صحیح البخاری، الإیمان، باب من الإیمان أن یحب لأخیه، حدیث: ۱۳، وصحیح مسلم، الإیمان، باب الدلیل علی أن من خصال الإیمان، ح: ٤٥)

❷ (سنن ابی داود، الأدب، باب الرجل یحب الرجل، ح: ٥١٢٤، و جامع الترمذی، الزھد، باب ما جاء فی إعلان الحب، ح: ۲۳۹۲)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

دو مرد یا دو عورتیں:

ان احادیث میں محبت کے ایک خالص رشتے اور تعلق کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے جو کسی ایسے مفاد کی بنیاد پر وجود میں نہیں آیا جس کا تعلق سچے عقیدے سے نہ ہو۔ہمیں غور کرنا چاہیے کہ پہلی حدیث مبارکہ میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''دو مرد'' انہوں نے یہ نہیں فرمایا: ''دو افراد'' تاہم ہمیں معلوم ہے کہ تمام اسلامی تعلیمات مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے بھیجی گئی ہیں سوائے اس کے کہ کہیں پر وضاحت کردی گئی ہو۔

دوسرے الفاظ میں یہی الفاظ ان دو عورتوں کے لیے بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں جو ایک دوسرے سے اللہ کی خاطر محبت کرتی ہوں۔تاہم یہ ممکن نہیں کہ اس قسم کا تعلق ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان پیدا ہو۔اس کی سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان فطری کشش اتنی طاقت ور ہے کہ وہ اس قسم کے پاکیزہ تعلق کو قائم ہونے ہی نہ دے گی۔یہی امید کی جاسکتی ہے کہ ایک بار ایک مرد اور ایک عورت میں قلبی لگاؤ پیدا ہوجائے جو محبت یا پسند کرنے کی وجہ سے پیدا ہوسکتا ہے تو فطری خواہشات اپنا رنگ دکھائیں گی۔مزید یہ کہ اگر فریقین میں سے کوئی ایک یا دونوں شادی شدہ ہیں تو یہ تعلق نہ ختم ہونے والے مسائل کو جنم دے گا۔

قبل از نکاح ایک مرد اور عورت کی محبت ممکن ہے؟

ایک مرد اور ایک عورت کے درمیان اللہ تعالیٰ کی خاطر خالص تعلق قائم ہونے کا امکان نہیں ہے، کیوں کہ اس قسم کی محبت جذباتی اور قلبی تعلقات تک لے جاتی ہے اور اسلام ایک مرد اور عورت کے درمیان ایسے تعلقات کی اجازت نہیں دیتا۔یہی اس سوال کا جواب ہے کہ کسی کی محبت میں گرفتار ہونے کے بارے میں اسلام کا کیا نقطۂ نظر ہے؟مزید اس پر یہ کہا جاسکتا ہے:

اگر ہم اس جذبہ کی بات کریں جسے محبت کہا جاتا ہے تو ہم سیدھے سادے طریقے پر

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک احساس کی بات کررہے ہیں۔ہم کسی فرد کے بارے میں جو بھی محسوس کرتے ہیں اس کی اہمیت اس وقت تک سامنے نہیں آتی جب تک کہ وہ احساس کسی مخصوص فعل کے ذریعے ظاہر نہ ہو۔اب اگر وہ فعل جائز ہے،تب تو بڑی اچھی بات ہے اور اگر وہ فعل ناجائز ہے تو ہم ایسا عمل کررہے ہیں جس کی اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اجازت نہیں دی ہے۔اگر آپ کسی سے محبت کرتے ہیں تو آپ اپنے جذبات و احساسات کو روک نہیں سکتے لیکن اگر یہ محبت آپ کو مجبور کرتی ہے کہ آپ اس خاتون کو چپکے سے دیکھیں یا پھر اس سے محبت کے احساس کے نتیجے میں کوئی ایسا عمل کریں جو صرف نکاح کی صورت میں جائز ہوسکتا ہے تو پھر آپ جو کچھ کریں گے وہ ناجائز ہوگا۔

فطری خواہش کا علاج:

یہ درست ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخالف صنف کے لیے کشش ہماری فطرت میں رکھ دی ہے۔اگر ایسا نہ ہوتا تو نوع انسانی باقی نہ رہ سکتی تھی۔تاہم اللہ تبارک وتعالیٰ چاہتے ہیں کہ ہم اپنی اس فطری خواہش کو ایک صاف ستھرے،اور جائز طریقے سے پورا کریں چناں چہ اللہ تعالیٰ نے دو جنسوں کے درمیان تعلق کے لیے نکاح کا قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔ اس اصول کا اطلاق انسان کی ہر فطری خواہش پر ہوتا ہے۔

ہمیں زندہ رہنے کے لیے خوراک کی ضرورت پڑتی ہے اور تمام انسانوں میں کھانے پینے کی خواہش ایک فطری خواہش ہے۔جانور اپنی بھوک،اپنی جبلت کے تحت ایک میکانگی انداز سے پورا کرتے ہیں لیکن انسان نے خوراک تک اپنی رسائی کے طریقوں میں نفاست پیدا کرلی ہے تاکہ وہ انسانی تہذیب کا حصہ بن سکیں۔خوش ذائقہ اشیاء کھانا، انسان کی فطری خواہش ہے۔اب فرض کیجیے کہ آپ کسی دیہات کی کسی سڑک پر جارہے ہوں اور آپ درخت کو دیکھتے ہیں جس پر پکے ہوئے پھل لگے ہوں۔دیکھنے سے ہی وہ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بہت لذیذ محسوس ہوتے ہوں لیکن آپ کے لیے یہ جائز نہیں ہوگا کہ آپ اس درخت کے مالک کی اجازت کے بغیر اس درخت کا پھل خواہ ایک ہی سہی توڑیں اور کھالیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ محض اپنی ایک فطری خواہش پوری کر رہے ہیں لیکن تمام انسان اس بات پر متفق ہیں کہ صرف جائز طریقے سے حاصل شدہ اشیاء کھانے کی اجازت ہے۔ جو شے آپ کی ملکیت نہیں، یا تو آپ اسے خریدیں یا وہ آپ کو تحفۃً پیش کی جائے۔ بصورت دیگر اگر آپ اسے ناجائز طریقے حاصل کریں گے تو آپ گناہ کریں گے۔ اسی اصول کا اطلاق مخالف جنس کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کی فطری خواہش پر ہوتا ہے۔ یہ تعلقات اسی صورت میں جائز ہوں گے جب انہیں شادی کے ذریعہ قائم کیا جائے گا۔ مخالف جنسوں کے درمیان فطری کشش پائے جانے کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ ہم اپنی خواہشات کی تسکین غیر منصفانہ اور غیر منظم انداز سے کرنا شروع کردیں۔ یہ تسکین صرف شادی کی صورت میں حاصل کی جاسکتی ہے اور اس طرح اسلامی معاشرے میں صاف ستھرا اور صحت مندانہ تعلق واضح ہوجاتا ہے۔

غیر محرم کے ساتھ تنہائی حرام ہے:

اسلام میں کسی مرد کے لیے ایسی عورت کے ساتھ تنہا رہنے کی مخالفت ہے جو اس کی بیوی نہ ہو، یا ایسی رشتہ دار ہو جس سے اس کی شادی جائز ہو۔ اس مرد کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ ایسی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں کچھ وقت گزارے۔ یہ حکم اس لیے نہیں دیا گیا کہ مرد یا عورت قابل بھروسہ نہیں بلکہ اس لیے کہ دونوں اصناف کے درمیان کسی قسم کی ترغیب پیدا نہ ہونے پائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اقدس ﷺ سے روایت فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی کسی خاتون کے ساتھ تنہا نہ ہو، سوائے اس کے کہ اس خاتون کا کوئی ایسا عزیز موجود

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہو جس سے اس خاتون کی شادی کی اجازت نہیں ہے۔ایسی صورت میں ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوگا۔ [1]

مسند احمد میں بھی ایک حدیث بیان کی گئی ہے جس میں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ''جو اللہ تبارک وتعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی عورت کے ساتھ اس کے کسی ایسے عزیز کی موجودگی کے بغیر تنہائی میں نہ ملے جس سے اس عورت کی شادی جائز نہیں ہے۔دوسری صورت میں ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا۔''اس حکم کا اطلاق کسی ایسے قریبی رشتہ دار پر بھی ہوتا ہے جس سے کسی خاتون کی شادی جائز ہومثلاً عم زادوغیرہ (کزن)۔ ایک عورت کو چاہیے کہ وہ ایسے کسی بھی مرد سے تنہائی میں ایسی جگہ وقت نہ گزارے جہاں ان دونوں کو دیکھا نہ جاسکتا ہو۔لہٰذا اگر کسی بھی مردوعورت کا علیحدگی میں ملنا منع ہے تو پھر انہیں پھول پیش کرنا ان کا ہاتھ تھامنا،انہیں ویلنٹائن ڈے پر کارڈ دینا کیسے جائز ہے؟ احادیث رسول کا بغور مطالعہ کیا جائے تو پھر کوئی بھی ایسی روایت نہیں ملتی کہ کسی سے کوئی جواز ملتا ہو کہ اسلام نے دونوں جنسوں کا اختلاط بغیر شادی کے جائز قرار دیا ہو۔

رسول اکرم ﷺ نے کبھی کسی ایسی خاتون سے ہاتھ نہیں ملایا جو آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ یا قریبی عزیزہ (محرم) نہ ہوں۔ ہمیں ایسے معاملے میں نبی اکرم ﷺ کی مثال کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ہمیں صنفِ مخالف سے تعلق رکھنے والے کسی بھی ایسے فرد سے ہاتھ نہیں ملانا چاہیے جو ہمارا ازدواجی رفیق نہ ہو یا اس سے شادی ہمارے لیے جائز ہو۔

ایمان کی کسوٹی:

ہماری محبت ہمارے ایمان کی کسوٹی ہے۔کیا ہماری محبت میں اتنی گہرائی ہے کہ ہم

---

[1] (بخاری ومسلم)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس ذات واحد کو پہچان سکیں جس کو ہم دیکھ نہیں سکتے مگر اس کی محبت کی نشانیاں ہمارے اردگرد بکھری ہوئی ہیں؟ یا ہماری محبت اتنی سطحی ہے کہ اس کی ابتدا اور انتہا فقط انسانوں تک محدود ہے جو عین اس وقت بے وفا ثابت ہوتے ہیں جب ہمیں ان کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے اور اس طرح ہماری دل آزاری کرتے ہیں، جن کی محبتیں دل شکنی اور غم کا سبب ہوتی ہیں اور...... جب ہم اس دنیا سے جاتے ہیں تو سب سے پہلے ساتھ چھوڑتے ہیں؟

اپنے آپ سے پوچھیے......! ''کیا ہم رسول ﷺ سے محبت کرتے ہیں جنہوں نے فرمایا: ''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبت نہ کرے۔'' (بخاری) کیا آپ نے کبھی سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی خوش نودی اور محبت حاصل کرنے کے لیے مجھے کیا کرنا چاہیے؟

ایمانداری سے اپنے آپ کو ہی پوچھئے ......کیا ویلنٹائن ڈے اپنی پست درجے کی خواہشات اور شہوانیت کی پیروی کے علاوہ بھی کچھ ہے؟ کیا ہم حیوانوں کی طرح بے سوچے سمجھے فقط اپنے وقتی جذبات اور رواج کی پیروی نہیں کر رہے؟ بحیثیت مسلمان لڑکے اور لڑکی کی دوستی بالکل منع ہے۔ سورۃ النساء میں ایک اچھی عورتوں کے اوصاف یہ بیان کیے گیے ہیں کہ: ''پاکیزہ، نہ شہوت پرست، نہ خفیہ دوست بنانے والیاں۔''

حقیقی محبت اور اس کا دن:

ایک مسلمان کو ''حقیقی محبت'' بس ایک دفعہ اور ہمیشہ کے لیے ہوتی ہے، وہ اپنے ''رب'' اور مالک سے ہوتی ہے۔ جو ذات پاک اور ازل سے ابد تک قائم ہے۔ مسلمانوں کے لیے اس رب کی محبت ایک معنی رکھتی ہے اور اس کو تمام مخلوق سے محبت کرنا سکھاتی ہے نہ کہ صرف ''کسی خاص'' سے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلمانوں کے پاس محبت کے اظہار کے لیے ایک دن پہلے سے موجود ہے اور وہ ہے ''عید الاضحیٰ'' جب مسلمان ایک جانور کی قربانی دے کر اس جذبے کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے لیے اپنی ہر چیز قربان کر سکتے ہیں یہاں تک کہ اپنی جان بھی۔ وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام (خلیل اللہ) کی سنت دہراتے ہیں جنہوں نے اللہ کے حکم پر اپنی محبوب ترین چیز اپنے نوجوان بیٹے سیدنا اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔

آیئے ہم حقیقی محبت پائیں:

محبت قربانی چاہتی ہے۔ کیا ہماری زندگی میں ایسی خالص اور مضبوط محبت ہے؟ ہم سب سے زیادہ کس سے محبت کرتے ہیں اپنی ذات اور خواہشات سے یا اپنے رب سے؟ اگر ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو ایک مشرکانہ تہوار کیسے منا سکتے ہیں! جب کہ ہمارا پیارا رب شرک کو سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہے؟

ایک مسلمان کے اعمال نہ بے مقصد ہوتے ہیں اور نہ ہی بے معنی، یہاں تک کہ اس کی محبت بامعنی اور اظہار محبت کارآمد ہوتا ہے۔ عیدالاضحیٰ پر ہزاروں روپے پھولوں پر خرچ کرنے کے بجائے غریبوں میں گوشت تقسیم کیا جاتا ہے اور جانوروں کی کھال تک ضائع نہیں کی جاتی۔

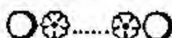
آیئے......! ہم حقیقی محبت پانے کی کوشش کریں۔

- حقیقی محبت قربانی چاہتی ہے اور اس بات کا تقاضا ہے کہ بندہ اپنے رب کو سب کچھ دے دے۔ یہی سچی محبت کی خالص ترین صورت ہے۔
- اب میں اپنا چہرہ تیری طرف کرتا ہوں۔
- میری دنیا اور تمام آسمانوں کے مالک!!
- میں تیرا اور صرف تیرا ہوں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

- میری نماز اور میری قربانی صرف تیرے لیے ہے۔
- میرا جینا اور میرا مرنا صرف تیرے لیے۔
- ایک وعدہ میرا ہے۔
- کہ اپنی جان دوں گا تیرے لیے۔
- ایک عہد میرا ہے کہ میری عبادت صرف اور صرف تیرے لیے۔

(یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا پر مبنی ہیں جو وہ قربانی کے موقع پر کہا کرتے تھے۔)



www.iqbalkalmati.blogspot.com



Love always, God bless You

From Umar Farooq, Faiz Bagh

I miss You and I love You

Happy Birth day to You

سعدیہ خان کے نام

Dear Sonia Chaudhry

ڈیئر جان

شرم وحیاسے عاری پیغامات سے مزین لاہور کے ایک بڑے اخبار کے صفحہ کا عکس جو ویلنٹائن کی گندی سوچ نوجوانوں میں پروان چڑھانے میں پیش پیش ہے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نواں باب:

ویلنٹائن ڈے کی شرعی حیثیت

اسلام صرف ایک مذہبی ہی نہیں بلکہ کامل اور مکمل طرزِ حیات ہے، ہمیں اس بات کا احساس ہونے کے ساتھ یہ اعتراف بھی ہے کہ اسلام کے ماننے والے اپنی اصل شناخت کھو بیٹھے ہیں۔ ہمارا میڈیا سیکولر تہذیب کا پرچار کر رہا ہے۔ ہماری نوجوان نسل کی اکثریت دین کی بنیادی تعلیمات، آداب وشعائر سے ناآشنا ہے۔ ہم نے اپنے دستورِ حیات کو بھول کر مغرب کا کے باطل نظریات کو قبول کرلیا ہے جو محض دنیا کی ہوس وحرص کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خوشیاں منانے کے لیے سال میں دو تہوار عطا کیے ہیں اور ان کی ادائیگی کا طریقہ کار بھی بتادیا ہے مگر ہم نے اپنی زندہ تہذیب کو چھوڑ کر اس قوم کی دم توڑتی تہذیب کو سینے سے لگالیا ہے جو ''مہذب'' ہونے کی دعویدار ضرور ہے لیکن شائستگی کا عنصر ان میں نہیں۔ جس نے انسداد دہشت گردی کے نام پر افغانستان وعراق کی اینٹ سے اینٹ بجا کر وہاں کے قیدیوں کے ساتھ حیوانوں سے بھی بدتر سلوک روا رکھا ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا اپنا تشخص اور پہچان ہے جو ہم مغرب کی اندھا دھند تقلید میں بھول بیٹھے ہیں، ہمارے ہاں بسنت اور ویلنٹائن ڈے اس طرح منائے جانے لگے ہیں کہ شائد ہندوؤں اور انگریزوں کے ہاں بھی نہ منائے جاتے ہوں۔ آج جب کہ ہماری اکثریت بھی اس بات سے ناواقف ہے کہ ان تہواروں کو منائے جانے کی کیا وجوہات ہیں؟

ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کی محبت کے زبانی دعویدار یہ تک نہیں جانتے کہ لاعلمی میں ہم کتنے بڑے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ویلنٹائن ڈے پر لاکھوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

روپیہ پانی کی طرح بہا کر Celeberate کرتے ہیں۔ ایک ایسے ملک میں جہاں نصف سے زائد آبادی کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے کپڑا، بھوک مٹانے کے لیے روٹی اور سر چھپانے کے لیے رہائش بھی پوری طرح میسر نہیں ہے۔ کیا پاکستان جیسے افلاس زدہ اور قرضوں میں جکڑے ملک کو یہ فضول خرچیاں زیب دیتی ہیں؟......پھر زیب و آرائش میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش ......آخر یہ کس تہذیب اور کون سی ثقافت کی نمائندگی ہے۔!......!!

''ویلنٹائن ڈے......'' چند سال قبل ہمارے ملک کی اکثریت اس نام سے ناواقف تھی۔ یہ عیاشیوں کا واہیات دن صرف لبرل طبقے میں منایا جاتا تھا جو اسلام سے ناواقف اور مغرب و ہندو تہذیب کی دلدادہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دن صرف اور صرف نوجوان نسل کو ناجائز تعلقات پر راغب کرنے کے لیے منایا جاتا ہے۔ جس کا ہمارا میڈیا پرچار کر کے اسلامی تہذیب واقدار کا جنازہ نکال رہا ہے۔ فضول لغو قسم کے اشتہارات، ذو معنی جملے، اشتہارات کے ذریعے ہوٹنگ ودیگر لغو کاموں پر اکسانا انتہائی گھناؤنا فعل ہے، جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے...... ہم آخر کس قسم کی قوم ہیں؟ جو بغیر سوچے سمجھے ہر جائز وناجائز چیز قبول کر لیتے ہیں حقائق جانے اور پرکھے بغیر؟؟

یا ان کے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں!

یقیناً مالک عظیم اللہ جل جلالہ نے سچ فرمایا، اگر ہماری بصیرت کام کرتی ہو تو اللہ سبحانہ تعالیٰ کے کلام کی سچائی روزمرہ کے واقعات سے ہم پر منکشف ہو سکتی ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم بھی قرآن مجید میں مذکور گزشتہ اقوام کے واقعات کو اساطیر الاولین یعنی اگلوں کے قصے کہانیاں ہی سمجھتے ہیں، کہ جو کچھ ان اقوام کے ساتھ گزر چکا وہ ہمارے ساتھ ہونے سے رہا۔ مثلاً سورہ بنی اسرائیل میں وارد اس آیت ہی کو لے لیجیے جس کا مفہوم یہ کہ ''جب ہم

www.iqbalkalmati.blogspot.com

(اللہ تعالیٰ) کسی بستی کی ہلاکت کا ارادہ کرتے ہیں تو صاحب ثروت اور اثر ورسوخ کے حامل طبقے کو اس کی چھوٹ دے دیتے ہیں کہ وہ زمین میں فساد پھیلائے تو پھر اس کے بارے میں قول حق بن کر سامنے آتا ہے اور وہ بستی تباہ برباد کردی جاتی ہے۔"

اگر غور کیا جائے تو اس تہوار کو منانے میں طبقہ اشرفیہ (Elite Class) پیش پیش ہے۔کیا کبھی ہمارا دھیان اس طرف بھی گیا ہے کہ ہم بھی اسی طرح ہلاکت سے دوچار ہو سکتے ہیں جس کا گزشتہ اقوام کو سامنا کرنا پڑا تھا۔ہم تو سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم امت محمدی کے افراد ہیں،ہم تو بخشے بخشائے ہیں،اللہ کا عذاب ہم پر کس طرح نازل ہو سکتا ہے......!ہمارا رویہ ٹھیک اس یہود قوم کی طرح ہے جس کا دعویٰ تھا کہ ہم اللہ کے چہیتے اور اس کے بیٹوں کی مانند ہیں۔آگ ہمیں چھوئے گی بھی نہیں مگر محض چند دن ۔اس پر انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چیلنج دیا گیا تھا کہ اگر واقعی ایسا ہے تو اپنے مرنے کی تمنا تو کر کے دکھاؤ۔قرآن مجید میں اس پر تبصرہ موجود ہے کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کریں گے،کیوں کہ انہیں حیات دنیوی بہت عزیز ہے شاید ہم سمجھتے ہیں کہ اب تو کوئی وحی آتی نہیں ہے لہٰذا ہمیں اس قسم کے کسی چیلنج کا کوئی خطرہ نہیں۔نتیجتاً ہمارا حال یہ ہوگیا ہے کہ"بے حیا باش وہرچہ خواہی کن" یعنی بے حیائی پر کمربستہ ہو جا اور پھر جو بھی چاہے کرتا پھر۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"جب تم میں حیا ختم ہوجائے پھر جو چاہے کر۔"ہم اسی حدیث کے مصداق ٹھہرے ہیں،کیوں کہ ہم قرآن وحدیث نہیں بلکہ نفسانی خواہش کی پیروی کرتے ہیں اور جب عقلیں مسخ ہوجائیں......معدہ روح پر غالب آجائے......نفسانی خواہشیں انسانی قدروں کو پامال کردیں......شہوتوں کی بندگی ہونے لگے......سفلی مقاصد اور کھیل کود کو مقصد زندگی بنالیا جائے......انسان خود ہی اپنی تباہی پر کمربستہ ہوجائے تو......!!پھر حلال وحرام کے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پیمانے ٹوٹ جاتے ہیں!! جائز اور ناجائز کی تمیز اٹھ جاتی ہے!! سمجھانے والوں سے چڑ آتی ہے!! ان کی دردمندانہ التجائیں وقت کی راگنی معلوم ہوتی ہیں!! حرمت رسول ﷺ کا واسطہ دینے میں ذاتی مفاد اور دقیانوسیت کے طعنے دیئے جانے لگتے ہیں۔

یہود وہنود کے تہوار میں ہماری دل چسپی شاہد ہے کہ ہم اسلام سے منہ موڑ چکے ہیں قیام پاکستان کے مقصد اور نظریے سے بالکل عاری ہو چکے ہیں اور بھول چکے ہیں کہ ہمارے بڑوں نے اپنے گھر بار جائیداد زر اور زمین کیوں چھوڑے تھے.....؟ وقت بیتنے کے ساتھ ساتھ بیسے ہم قیام پاکستان کے مقصد کو بھولتے جا رہے ہیں۔ ایسے ہی آہستہ آہستہ اسلام کی تعلیمات سے بھی عاری ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اسلام میں کسی بھی اجنبی اور غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا حرام ہے۔ شیطان لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے اور حرام میں مبتلا کرنے کا بڑا خواہش مند ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بچنے کا حکم ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۚ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ﴾ (النور: ٢)

"اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو۔ جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرتا ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ وہ اسے بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم دے گا۔"

شیطان انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے۔ شیطان جن ہتھکنڈوں کے ذریعے آدمی کو برائی میں مبتلا کرتا ہے، ان میں سے غیر محرم عورت کے ساتھ خلوت اختیار کرنا بھی ہے۔ اس لیے شریعت نے اس راستہ کو ہی بند کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

www.iqbalkalmati.blogspot.com

((لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھُمَا الشَّیْطٰنُ)) [1]

''جب بھی آدمی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ضرور ہوتا ہے۔''

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ یَوْمِیْ ھٰذَا عَلٰی مُغِیْبَةٍ اِلَّا وَمَعَهٗ رَجُلٌ اَوِ اثْنَانِ)) [2]

''آج کے بعد کوئی آدمی خاوند کی غیر حاضری میں اس کی عورت کے پاس اکیلا نہ جائے بلکہ اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہونے چاہئیں۔''

گناہ سے روکنا ''قدامت پرستی''

یوں اس حدیث کی رو سے کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ وہ گھر میں، کمرے میں یا گاڑی وغیرہ میں کسی غیر محرم عورت کے ساتھ علیحدگی میں بیٹھے یہاں تک کہ بھابی یا خادمہ کے ساتھ یا مریضہ کا ڈاکٹر کے ساتھ بیٹھنا بھی حرام ہے، پھر ایسے میں کسی اجنبی عورت کو یا کسی بھی مسلمان کی بہن اور بیٹی کو اپنی محبوبہ قرار دیتے ہوئے پھول یا کارڈ دینا کیا اسلام کی روایات سے بغاوت نہیں......؟ لیکن باوجود منفی نتائج کے ہم اس غیر اخلاقی اور حیاء باختہ تہذیب کے تعاقب میں یوں سرپٹ دوڑے چلے جا رہے ہیں کہ ہمیں اسلامی روایات کا پاس ہے نہ گزشتہ عبرت ناک مناظر کی طرف ہماری نظر ہے۔ ویلنٹائن ڈے کے موقعہ پر کسی بھی لڑکی کا الگ لڑکے سے ملنا، اسے پھول پیش کرنا، یا پھر کسی لڑکے کا کسی لڑکی سے ملاقات کرنا اسے کارڈ یا دیگر تحائف دینا، اس کا تبادلہ کرنا، مل جل کر بیٹھنا، باہم مصافحہ کرنا،

[1] (ترمذی: ۳/۴۷۴۔ مشکوۃ/البانی: ۳۱۱۸)

[2] (صحیح مسلم ۴/۱۷۱۱)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

یہ سب کچھ اسلام کی کھلم کھلا بغاوت پر مبنی ہے۔ اسلام میں غیر محرم عورتوں سے ہاتھ ملانا حرام ہے۔ ویلنٹائن ڈے بعض ان معاشرتی عادات اور رسوم ورواج میں سے ہے جو شریعت اسلامیہ سے تجاوز کرگئی ہیں اور سراسر بغاوت پر مبنی ہیں اور بعض باطل رسم ورواج تو اللہ کے حکم پر اس قدر غالب ہیں کہ اگر آپ کسی کو شرعی احکام بتائیں اور اس کے سامنے اتمام حجت کے طور پر دلیل بھی پیش کردیں تو وہ آپ پر قدامت پرستی، شرپسندی، قطع رحمی اور لوگوں کی صاف ستھری نیتوں پر شک وغیرہ کرنے کا الزام لگائے گا۔

ویلنٹائن ڈے کے موقعہ پر کسی کو بھی آپ منع کریں کہ بھئی! یہ مغربی اور خالص عیسائی تہوار ہے، کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ عیسائی تہوار منائے اور کسی کی ماں، بہن یا بیٹی کو یوں محبت کے اظہار کرنے کے لیے پھول پیش کرے تو یقیناً آپ "قدامت پرست" کی پھبتی کسی جائے گی......!

وہ تو کزن ہے:

علاوہ ازیں موجودہ معاشرے میں ایک بیماری کزن کے روپ میں سرایت کرچکی ہے ایسے موقع پر یا دیگر کسی غیر شرعی امور میں آپ کسی کو منع کریں تو جواب ہوگا: "لو جی! وہ تو میرا کزن ہے یا میری کزن ہے۔ اب تو کزن سے محبت کرنا اور چچا کی بیٹی، پھوپھی، کی بیٹی ،خالہ زاد، ماموں زاد، بھابی، چچا کی بیوی اور خالو کی بیوی سے مصافحہ کرنا ان کے ساتھ الگ تھلگ بیٹھک کرنا ہمارے ہاں تو پانی پینے سے زیادہ آسان اور عام ہوگیا ہے۔ اگر یہ لوگ بصیرت کی نگاہ سے دیکھیں تو شریعت میں یہ معاملہ اس قدر خطرناک ہے کہ لوگ اس سے پیدا ہونے والے سنگین معاشرتی حادثات سے آگاہ ہوں تو کبھی اس کا ارتکاب نہ کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لَاَنْ يُّطْعَنَ فِىْ رَأْسِ اَحَدِكُمْ بِمِخْيَطٍ مِّنْ حَدِيْدٍ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمَسَّ

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اِمْرَأَةً لَا یَحِلُّ لَهُ)) ❶

''تم میں سے کسی کے سر پر لوہے کی سلاخ نشانہ باندھ کر ماری جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو ہاتھ لگائے جو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔''

بلا شبہ یہ ہاتھ کا زنا شمار ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَالْفَرْجُ يَزْنِي)) ❷

''آنکھیں زنا کرتی ہیں، ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں، پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور شرم گاہ بھی زنا کرتی ہے۔''

کیا کسی کا دل محمد ﷺ سے زیادہ پاک ہوسکتا ہے؟ اس کے باوجود آپ ﷺ فرماتے ہیں:

((اِنِّي لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ)) ❸

''میں غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((اِنِّي لَا اَمَسُّ اَيْدِيَ النِّسَاءِ)) ❹

''میں اجنبی عورتوں کے ہاتھ نہیں چھوتا۔''

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

((وَلَا وَاللهِ مَامَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَدَامْرَأَةٍ قَطُّ غَيْرَ اَنَّهُ يُبَايِعُهُنَّ بِالْكَلَامِ۔)) ❺

www.KitaboSunnat.com

---

❶ (الطبرانی:۲/۲۱۲۔صحیح الجامع/البانی:۴۹۲۱)

❷ (مسند احمد:۱/۴۱۲۔صحیح الجامع/البانی:۴۱۲۶)

❸ (مسند احمد ۶/۳۵۷۔صحیح الجامع/البانی:۲۵۰۹)

❹ (الطبرانی۲۴/۳۴۲۔صحیح الجامع:۷۰۵۴)

❺ (صحیح مسلم۳/۱۴۸۹)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ نہیں چھوا تھا بلکہ آپ ﷺ زبانی ہی عورتوں سے بیعت لے لیتے تھے۔''

باغی اور دیوث:

ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے جو اسلام کی کھلم کھلا بغاوت پر اترے ہوئے ہیں۔ غیر محرم عورتوں سے یوں سرعام ملتے ہیں یا پھر اپنی اولاد (بچوں یا بچیوں) کو ایسے مواقع فراہم کرتے ہیں۔ اسلام نے ایسے تمام راستوں کو مسدود کیا ہے جن کے ذریعے کسی بھی قسم کی کوئی فحاشی وعریانی پھیلنے کا خدشہ ہو۔ سفر وحضر...... خوشی وغمی...... لیل ونہار میں ملنے کا طریقہ وسلیقہ اسلام نے واضح کیا ہے۔ شیطان کی یہ کوشش ہے کہ دنیا میں عریانی وفحاشی عام ہو جائے اور یہ دنیا فساد کا مرکز بن جائے۔ اس کے لیے وہ ہر حربہ آزماتا ہے اپنے چیلوں چانٹوں کے ذریعے فحاشی وعریانی پھیلانے کے مواقع فراہم کرتا ہے لیکن شیطان فحاشی وعریانی کے فروغ کے لیے جتنی تگ ودو کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس سے بھی بڑھ کر باریک بینی سے اس سے باز آنے کی تلقین کرتا ہے کہ کہیں اس کے ماننے والے ابلیس کے پُر فریب جال میں نہ پھنس جائیں۔ مثال کے طور پر شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار صنف نازک ہی بنتی ہے۔ وہ عورت کو اس روپ میں لاتا ہے کہ وہ فحاشی کے فروغ کا سبب بنتی ہے لیکن کمال بات یہ ہے کہ اسلام جیسے سچے اور خالص مذہب نے عورت کو ایسے تمام افعال واقوال سے باز رہنے کی پہلے سے ہی تلقین فرمائی ہے جس کے ذریعے سے کسی بھی قسم کی فحاشی وعریانی پھیل جانے کا خدشہ پیدا ہوتا ہے۔

اسلام نے عورت کو چادر اور چاردیواری کی صورت میں تحفظ دیتے ہوئے حکم دیا کہ کوئی عورت جب بھی اپنے گھر سے باہر قدم رکھے تو اس کے ساتھ اس کا محرم ہو تاکہ کسی بھی وقت وہ راہ راست سے پھسل کر شیطان کے دامِ فریب میں نہ چلی جائے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

محرم کے بغیر عورت کا سفر کرنا:

اسلام نے تو برائی کے ہر راستے پر بند باندھ دیا تاکہ معاشرے میں برائی اور فحاشی کا ممکن نہ ہو یہاں تک کہ مسلمان عورت کو اپنے محرم کے بغیر سفر کرنا بھی ممنوع قرار دیا ہے۔ صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَاتُسَافِرُ الْمَرْأَةُ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ)) [1]

''کوئی عورت محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔''

یہ حدیث ہر قسم کے سفر حتیٰ کہ سفر حج کو بھی اپنی عمومیت کے اعتبار سے شامل ہے۔ عورت کا بغیر محرم کے سفر کرنا فاسق وفاجر قسم کے لوگوں کو اس کے متعلق شک وشبہ میں مبتلا کردیتا ہے اور وہ اس کی عزت کے درپے ہوجاتے ہیں۔ آخرکار نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عورت فطری طور پر کم زور ہونے کے سبب بے آبرو ہوجاتی ہے بصورت دیگر کم ازکم طور پر اس کی عزت اور شرف پر دھبہ ضرور آتا ہے۔

اسی طرح محرم کے بغیر ہوائی جہاز کا سفر کرنا بھی جائز نہیں، اگرچہ اسے الوداع کرنے اور وصول کرنے والا محرم موجود ہی کیوں نہ ہو۔ کیوں کہ اس میں کئی قباحتیں ہیں کہ جہاز میں اس کے ساتھ والی سیٹ پر کون بیٹھے گا؟ اسی طرح اگر کسی خرابی کے سبب جہاز کو اگر دوسرے ایئرپورٹ پر اترنا پڑے یا اس کی پرواز اور وقت روانگی میں تاخیر ہوجائے تو پھر اکیلی عورت کا کیا حال ہوگا؟ اس طرح کی اکثر قباحتیں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے اس معاملے میں کس قدر احتیاط برتی ہے، پھر یہ کیسے ممکن ہے ویلنٹائن ڈے کی خرافات کو ہم اپنے عقلی دلائل سے درستگی کی راہ نکالیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] (صحیح بخاری:١٨٦٢)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

((اَبُوھَا اَوْ اِبْنُھَا اَوْ اَخُوْھَا اَوْ ذُوْمَحْرَمٍ مِّنْھَا)) [1]

"اس عورت کا باپ، بیٹا، خاوند یا بھائی یا کوئی محرم (جس کا عورت سے نکاح حرام ہو وہ سفر میں اس کے ساتھ جا سکتا ہے)۔"

جس طرح یہ لازم ہے کہ عورت اپنے محرم کے بغیر سفر پر نہ نکلے، اسی طرح اسلام کے امن و سلامتی والے معاشرے کے لیے یہ بھی لازم قرار دیا گیا کہ کوئی بھی زن و فرد اگر گھر سے نکلتے ہیں تو کسی کی طرف جان بوجھ کر نہ دیکھیں کیونکہ:

غیر محرم کی طرف عمداً دیکھنا بھی حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴾ (النور: ۳۰)

"مسلمان مردوں کو کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں، یہی ان کے لیے پاکیزگی ہے، لوگ جو کچھ کریں اللہ تعالیٰ سب سے خبردار ہے۔"

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ)) [2]

"آنکھ کا زنا حرام اشیا کی طرف دیکھنا ہے۔"

مردوں کی طرح عورتوں پر بھی غیر محرم مردوں کو غلط نگاہ سے دیکھنا حرام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ مِنْ

---

[1] (صحیح مسلم ۲/۹۷۷)

[2] (صحیح البخاری مع الفتح ۱۱/۲۶)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فُرُوْجَهُنَّ﴾ (النور: ٣١)

''اور (آپ ﷺ) مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔''

فیشن کے نام پر اسلام دشمنی:

ہمارے ہاں نگاہوں کو نیچا رکھنا تو دور کی بات ''فیشن اور رواج'' کے نام پر ایسے ایسے ہتھکنڈے عام ہیں کہ عورتیں کپڑوں میں ہوتے ہوئے بھی بے لباس نظر آتی ہیں اور مرد ہیں کہ شرم وحیا سے عاری معلوم ہوتے ہیں۔

بالخصوص کالج کی طالبات میں یہ وبا عام ہے کہ وہ فیشن کے نام پر مختصر لباس کو ترجیح دیتی ہیں اور تیز پرفیوم کے چھڑکاؤ کے بعد گھروں سے نکلتی ہیں، اسلام میں کسی بھی عورت کا خوش بو لگا کر باہر نکلنا اور غیر محرم مردوں کے پاس سے گزرنا بھی حرام ہے۔ جتنی سختی سے اس سے بچنے کا حکم دیا گیا تھا یہ برائی موجودہ زمانے میں اتنی ہی تیزی سے عام ہو چکی ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ اسْتَعْطَرَتْ ثُمَّ مَرَّتْ عَلَى الْقَوْمِ لِيَجِدُوْا رِيْحَهَا فَهِيَ زَانِيَةٌ)) ❶

''جو عورت خوش بو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے تا کہ وہ اس کی خوش بو محسوس کریں تو وہ زانیہ شمار ہوگی۔''

بعض عورتیں اس معاملے میں اس قدر غفلت سے کام لیتی ہیں اور اس کو اتنا معمولی تصور کرتی ہیں کہ اپنے ڈرائیور، دکاندار اور گیٹ کیپر وغیرہ کے پاس سے خوش بو لگا کر گزرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتیں بلکہ شریعت تو اس مسئلہ میں اس قدر سختی کرتی ہے کہ اگر کوئی عورت خوش بو لگانے کے بعد باہر جانے کا ارادہ رکھتی ہو اگرچہ مسجد ہی

❶ (مسند احمد: ٤/ ٤١٨ـ صحيح الجامع: ١٠٥)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کیوں نہ جاتا ہوتو جب تک غسل جنابت کی طرح مکمل غسل نہ کر لے باہر نہیں جاسکتی۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

((اَيُّمَاامْرَاَةٍ تَطَيَّبَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ اِلَى الْمَسْجِدِ لِيُوْجَدَ رِيْحُهَالَمْ يُقْبَلْ مِنْهَا صَلَاةٌ حَتّٰى تَغْتَسِلَ اِغْتِسَالَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ)) [1]

''جو عورت خوش بو لگا کر مسجد کی طرف اس نیت سے جاتی ہے تاکہ لوگ اس کی خوش بو محسوس کریں تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہ ہوگی جب تک غسل جنابت کی طرح اچھی طرح غسل نہ کرے۔''

حیف صد حیف معاشرے کے موجودہ چلن کا رونا روئیں تو کس کے آگے ...... ہمارا شکوہ اللہ کے حضور ہی ہے کہ شادی، بیاہ، خوشی کی محفلوں اور جلسوں میں کس طریقہ سے عورتیں جاتی ہیں نیز نتھنے پھاڑ پرفیوم سپرے کر کے گلیوں، بازاروں، میلے ٹھیلوں، تفریح گاہوں، ویلنٹائن ڈے جیسے تہواروں اور مردوں وعورتوں کے اختلاط والی جگہوں حتی کہ رمضان المبارک میں مسجدوں میں بھی بے محابہ گھومتی پھرتی رہتی ہیں۔ حالانکہ شریعت میں عورتوں کے لیے ایسی زینت بیان کی گئی ہے جس کی رنگت ظاہر اور اس کی خوش بو مخفی ہو۔

یوں اگر تمام تر اسلامی تعلیمات کے باوجود بھی اگر کوئی شخص خود کو مسلمان کہلائے اور ویلنٹائن ڈے کے موقع پر کسی غیر محرم کے ساتھ خلوت اختیار کرے، اس کے ساتھ محبت بھرے راز ونیاز کرے......اسے پھول یا تحائف دے تو پھر ایسے مردوزن کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے اور اللہ رب العزت کی پکڑ سے ڈرنا چاہیے جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر بھی شرم وحیا کی چادر کو بالائے طاق رکھے بے غیرتی وبے شرمی کے کاموں میں مگن ہیں......

اس کے ساتھ ساتھ جو لوگ کسی بھی صورت میں ایسے مواقع پر کوئی ذریعہ یا سبب بنتے

---

[1] (مسند احمد: ٢/٤٤٤۔صحیح الجامع/البانی: ٢٧٠٣)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہیں تو وہ بھی اس کھلم کھلا بغاوت الٰہی کے مجرم ہیں، مثال کے طور پر کوئی باپ اگر اپنی بیٹی یا بیٹے کو یا اہل خانہ میں سے کسی اور کو ویلنٹائن ڈے کے تہوار پر کسی غیر محرم کے ساتھ عشقیہ گفتگو یا پھر اور بے ہودہ محفل میں دیکھتا ہے لیکن چشم پوشی اختیار کرتا ہے تو وہ بھی اس جرم میں برابر کا شریک ہے۔ ایسے آدمی کو اسلامی شریعت میں ''دیوث'' کہا گیا ہے اور ایسا آدمی جنتی نہیں ہوسکتا۔

دیوث بننا یعنی گھر میں فحاشی کو برداشت کرنا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ، مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَالْعَاقُّ، وَالدَّيُّوثُ الَّذِي يُقِرُّ فِي أَهْلِهِ الْخُبْثَ)) [1]

''تین آدمیوں پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے، ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، ماں باپ کا نافرمان اور بے غیرت جو اپنے گھر میں بے حیائی دیکھ کر برداشت کر جاتا ہے۔''

اس طرح بے غیرتی کی مختلف صورتیں ہیں، جن میں اکثر موجودہ معاشرے میں عام ہوچکی ہے۔ مثلاً گھر میں اپنی بیٹی یا بیوی کو غیر محرم مردوں کے ساتھ ملتے اور عشقیہ گفتگو کرتے ہوئے دیکھ کر چشم پوشی کرنا۔ جیسا کہ شادی بیاہ، دیگر گھریلو تقریبات اور ''ویلنٹائن ڈے'' کے موقع پر ہوتا ہے یا اپنے گھرانے کی کسی عورت کو غیر محرم رشتہ دار مرد کے ساتھ اکیلی سفر کرنے کی اجازت دینا اور بغیر شرعی پردے کے ان کو گھر سے باہر بخوشی جانے دینا، یہ سب صورتیں حرام ہیں۔ اسی طرح برائی اور فساد پھیلانے والے مختلف قسم کے ڈائجسٹ اور وی سی آر وغیرہ خریدنا اور انہیں گھر کی زینت بنانا بھی حرام ہے۔

لجنۃ کبار العلماء (سعودیہ) کا فتویٰ:

ریاض میں 13 فروری کو وہاں کے ایک مقامی روزنامہ ''الریاض'' میں سعودی عرب کے

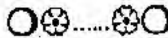
[1] (مسند احمد: ۲/ ۶۹۔ صحیح الجامع / البانی: ۳۰۴۷)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حوالے سے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ ویلنٹائن ڈے منا کر اللہ کے غیظ وغضب کو دعوت نہ دیں۔

سعودی دارالافتاء نے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبد اللہ کا فتویٰ جاری کیا ہے کہ ''ویلنٹائن ڈے'' بے دین مسیحیوں کی رسم ہے اور اللہ اور روز قیامت پر یقین رکھنے والے مسلمانوں کو اس میں حصہ نہیں لینا چاہیے۔اللہ کے غیظ وغضب اور سزا سے بچنے کے لیے اسے ترک کرنا ضروری ہے۔ مسلمانوں کے لیے ایسے تہواروں میں حصہ لینا حرام ہے۔

ویلنٹائن ڈے کی حیثیت اور تاریخی حیثیت یہی نظر آتی ہے کہ اس میں عورت و مرد کے سوائے چھپ کر ملنے اور نفسانی خواہش کے کچھ نہیں۔ اس برائی کو ویلنٹائن ڈے کا نام دے دیا گیا ہے نہ ہی یہ محبت ہے بلکہ کھلی اسلام دشمنی، اللہ و رسول سے بغاوت اور شریعت اسلامیہ کے منافی ہے، چوں کہ اس برائی میں مرد و زن کا باہمی ملاپ ہی وجہ ہے اس لیے ہم نے اس باب میں وہ تمام دلائل اسلام کی روشنی میں جو اس فعل کا رد کرتے ہیں جمع کر دیے ہیں۔



www.iqbalkalmati.blogspot.com

دسواں باب:

محبت کا تہوار (ویلنٹائن ڈے) ہم کیوں منائیں؟

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمارے لیے اسلام کو دین پسند کیا ہے اور وہ کسی سے بھی اس دین کے علاوہ کوئی اور دین قبول نہیں کرے گا جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا ہے:

''اور جو کوئی دین اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا اس سے اس کا وہ دین قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔'' (آل عمران:۸۵)

اللہ کے دشمنوں کی پیروی:

نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیں یہ بتایا ہے کہ ان کی امت میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے بعض شعائر اور دینی علامات و عادات میں ان کی پیروی اور اتباع کریں گے جیسا کہ درج ذیل حدیث میں اس کا ذکر ملتا ہے۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کی بالشت بر بالشت اور ہاتھ بر ہاتھ پیروی کرو گے، حتیٰ کہ اگر وہ گوہ کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی پیروی میں اس میں داخل ہو گے، ہم نے کہا اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! کیا یہودیوں اور عیسائیوں کی؟ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا اور کون؟'' [1]

---

[1] امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة باب قول النبی ﷺ لتتبعن سنن من کان قبلکم'' میں روایت کیا ہے۔ دیکھیں۔ صحیح بخاری(۸/۱۵۱) اور امام مسلم نے '' کتاب العلم باب اتباع سنن الیھود والنصاری'' میں ذکر کیا ہے۔ دیکھیں: صحیح مسلم(۴/۲۰۵۴)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نبی کریم ﷺ نے جو کچھ بتایا اس کا وقوع ہو چکا ہے اور ان آخری ایام میں مسلمان ممالک کے اندر یہ پھیل چکا ہے کہ بہت سے مسلمان اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی بہت ساری عادات اور سلوک اور ان کی علامات میں دشمنوں کی پیروی و اتباع کرنے لگے ہیں۔ انھوں نے ان کے دینی شعائر کی تقلید کرنا شروع کردی ہے اور ان کے تہوار میں شرکت اور انھیں منانا شروع کردیا ہے۔

ذرائع ابلاغ کے عام ہونے سے اس میں اور بھی زیادہ برائی پیدا ہوگئی ہے کہ یہ ذرائع ابلاغ سب معاشروں میں کفار کی عادات کو بڑے تزک و احتشام سے نشر کرتے ہیں اور اسے اپنے ممالک میں فضائی چینلوں اور انٹرنیٹ کے ذریعہ اسلامی ممالک میں براہ راست موسیقی اور گندی تصاویر اور رقص و سرود کی محافل پیش کرتے ہیں جس کی بنا پر بہت سے مسلمان بھی اس دھوکے میں آنا شروع ہو چکے ہیں۔

ان چند برسوں میں ایک اور چیز بہت سے مسلمان نوجوان لڑکے لڑکیوں کے درمیان فروغ پا چکی ہے جس میں کوئی خیر و بھلائی کی چیز نہیں، بلکہ وہ عیسائیوں کی تقلید میں یوم محبت کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے اور انھوں نے ویلنٹائن ڈے کا تہوار منانا شروع کردیا ہے۔

اس تمام صورت حال کے بعد اہل علم اور دعوت و تبلیغ کرنے والوں پر ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ویلنٹائن ڈے کے بارے میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی شریعت کا حکم بتائیں اور بیان کریں جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمان حکمرانوں اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی ہے تاکہ مسلمان شخص اپنے دنیوی معاملات میں بھی واضح دلائل سے مسلح ہو وہ کہیں کسی ایسے عمل میں نہ پڑ جائے جو اس کے عقیدے کو خراب کرکے رکھ دے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمان پر عقیدۂ صحیحہ سلامتی ایک انعام سے کسی صورت کم نہیں ہے۔

اس تہوار اور دن کی اصل کے بارے میں یہ مختصر سا نوٹ پیش کرتے ہیں کہ یہ کب شروع ہوا اور اس کی حقیقت کیا ہے اور اس سے کیا مقصود ہے اور مسلمان شخص کو اس کے بارے میں کیا کرنا واجب ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ویلنٹائن ڈے (یوم محبت) کا قصہ:

یوم محبت رومن بت پرستوں کے تہواروں میں سے ایک تہوار شمار کیا جاتا ہے جب کہ رومیوں کے ہاں بت پرستی سترہ صدیوں سے بھی زیادہ عرصہ پر محیط ہے جو کہ محبت کے اللہ کے بارے میں رومی بت پرستی کی تعبیر ہے۔

اس بت پرستی کے تہوار کے بارے میں کئی قسم کے قصے رومیوں اور ان کے وارث عیسائیوں کے ہاں معروف ہیں، ان میں سب سے زیادہ مشہور قصہ یہ ہے:

رومیوں کا عقیدہ ہے کہ روم شہر کے مؤسس رومیلیوس کو ایک دن مادہ بھیڑیے نے دودھ پلایا، جس کی وجہ سے اسے قوت فکری حلم و بردباری حاصل ہوئی۔

لہٰذا رومی لوگ اس حادثے کی وجہ سے ہر برس فروری کے وسط میں بہت بڑا تہوار منایا کرتے تھے اور اس میں ایک علامت یہ بھی تھی کہ وہ کتا اور بکری ذبح کرتے اور مضبوط اور گٹھے ہوئے عضلات والے دو نوجوان اپنے جسم پر کتے اور بکری کے خون کا لیپ کرتے اور پھر اس خون کو دودھ کے ساتھ دھوتے اور اس کے بعد ایک بہت بڑا قافلہ چلتا جس کے آگے وہ نوجوان ہوتے اور یہ قافلہ گلی کوچوں اور سڑکوں پر چلتا، ان دونوں جوانوں کے ہاتھ میں چمڑے کے دو ٹکڑے ہوتے جو بھی انھیں ملتا اسے وہ ٹکڑے مارتے، اور رومی عورتیں بڑی خوشی سے یہ کوڑے کھاتیں، کیوں کہ ان کا یہ اعتقاد تھا کہ اس سے شفا ملتی ہے اور بانجھ پن ختم ہو جاتا ہے۔

اس تہوار سے سینٹ ویلنٹائن کا تعلق:

سینٹ ویلنٹائن عیسائی گرجے کے دو قدیم قربان ہونے والے اشخاص کا نام ہے، کہا جاتا ہے کہ یہ دو شخص تھے اور ایک قول کے مطابق نہ ایک ہی شخص تھا جو شہنشاہ کلاڈیس کی تعذیب کی تاب نہ لاتے ہوئے ۲۶۹ء میں ہلاک ہو گیا اور جس جگہ یہ ہلاک ہوا، اسی جگہ ۳۵۰ء میں بطور یادگار ایک گرجا گھر تعمیر کیا گیا۔

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

جب رومیوں نے عیسائیت قبول کی تو وہ اپنے اس سابقہ تہوار یوم محبت کو مناتے رہے لیکن انھوں نے اسے بت پرستی کے مفہوم سے نکال کر محبت الٰہی میں تبدیل کر لیا، دوسرے مفہوم محبت کے شہداء میں بدل لیا اور انھوں نے اسے اپنے گمان کے مطابق محبت و سلامتی کی دعوت دینے والے سینٹ ویلنٹائن کے نام کر دیا، جسے وہ اس راستے میں شہید گردانتے ہیں اور اسے عاشقوں کی عید اور تہوار کا نام بھی دیا جاتا ہے اور سینٹ ویلنٹائن کو عاشقوں کا سفارشی اور ان کا نگران شمار کرتے ہیں۔

ان کے باطل اعتقادات اور اس دن کی مشہور رسم یہ تھی کہ نوجوان اور شادی کی عمر میں پہنچنے والی لڑکیوں کے نام کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر ایک برتن میں ڈالے جاتے اور اسے میز پر رکھ دیا جاتا، شادی کی رغبت رکھنے والے نوجوان لڑکوں کو دعوت دی جاتی کہ وہ اس میں سے ایک ایک پرچی نکالیں لہٰذا جس کا نام اس قرعہ میں نکل آتا وہ لڑکا اس لڑکی کی ایک برس تک خدمت کرتا اور وہ ایک دوسرے کے اخلاق کا تجربہ کرتے پھر بعد میں شادی کر لیتے یا پھر آئندہ برس اسی تہوار یوم محبت میں دوبارہ پرچی نکالتے۔

عیسائی عالموں نے اس رسم سے بہت برا اثر لیا اور اسے نوجوان لڑکے لڑکیوں کے اخلاق خراب کرنے کا سبب قرار دیا لہٰذا اٹلی جہاں پر اسے سب سے زیادہ شہرت حاصل تھی ناجائز قرار دے دیا گیا، پھر بعد میں اٹھارہ اور انیسویں صدی میں دوبارہ زندہ کیا گیا، وہ اس طرح کہ کچھ یورپی ممالک میں کچھ کتب فروشوں نے ایک کتاب (ویلنٹائن کی کتاب کے نام سے) کی فروخت شروع کی جس میں عشق و محبت کے اشعار تھے، جسے عام عشاق خطوط میں استعمال کرتے ہیں اور اس میں عشق و محبت کے خطوط لکھنے کے بارے میں چند سے نادر تجاویز بھی درج تھی۔

اس تہوار کا ایک سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب رومیوں نے عیسائیت قبول کی تو تیسری صدی عیسوی [illegible] شاہ کلاڈیس دوم نے اپنی فوج کے لوگوں پر شادی کرنے کی پابندی لگا دی کیوں کہ وہ بیویوں کی وجہ سے جنگوں میں نہیں جاتے تھے تو اس نے یہ فیصلہ کیا

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کہ کوئی مرد شادی نہیں کرے گا۔

لیکن سینٹ ویلنٹائن نے اس فیصلہ کی مخالفت کرتے ہوئے چوری چھپے فوجیوں کی شادی کروانے کا اہتمام کیا۔ جب کلاڈیس کو اس کا علم ہوا تو اس نے سینٹ ویلنٹائن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اسے سزائے موت دے دی، کہا جاتا ہے کہ قید کے دوران ہی سینٹ ویلنٹائن کو جیلر کی بیٹی سے محبت ہو گئی یہ سب کچھ خفیہ ہوا، کیوں کہ پادریوں اور راہباؤں کے لیے عیسائیوں کے ہاں شادی کرنا اور محبت بھرے تعلقات قائم کرنا حرام تھا، عیسائیوں کے ہاں اس کی سفارش کی گئی کہ عیسائیت پر قائم رہو، شہنشاہ نے اسے عیسائیت ترک کر کے رومی دین قبول کرنے کا کہا کہ اگر وہ عیسائیت ترک کر دے تو اسے معاف کر دیا جائے گا اور وہ اسے اپنا داماد بنانے کے ساتھ اپنے مصاحبین میں شامل کرے گا۔ لیکن ویلنٹائن نے اس سے انکار کر دیا اور عیسائیت کو ترجیح دی اور اسی پر قائم رہنے کا فیصلہ کیا تو چودہ اور پندرہ فروری ۲۷۰ء کی درمیانی رات اسے پھانسی دے دی گئی اسے قدیس یعنی ''پاک باز بشپ'' کا خطاب دے دیا گیا۔

یہی صلیب کی پیروی ہے:

کتاب قصۃ الحضارۃ میں ہے:

> ''کنیسہ نے ایک ڈائری ترتیب دے رکھی ہے جس میں ہر دن ایک مقدس اور پاک باز شخص کا تہوار مقرر کیا ہے اور انگلینڈ میں سینٹ ویلنٹائن کا تہوار موسم سرما کے آخر میں منایا جاتا تھا اور جب یہ دن آتا ہے تو ان کے کہنے کے مطابق جنگلوں میں پرندے بڑی گرم جوشی کے ساتھ آپس میں شادیاں کرتے ہیں اور نوجوان اپنی محبوبہ لڑکیوں کے گھروں کی دہلیزوں پر سرخ گلاب کے پھول رکھتے ہیں۔ [1]

پوپ نے سینٹ ویلنٹائن کی یوم وفات چودہ فروری ۲۷۰ء کو یوم محبت قرار دے دیا

[1] دیکھیں "قصۃ الحضارۃ" تالیف ول ڈیورنٹ (۱۵-۲۳)

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں: www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اور یہ پوپ کون ہے؟ عیسائیوں کے سردار اور بڑے عالم جس کی بات حکم کا درجہ رکھے اسے عیسائی پوپ کا نام دیتے ہیں۔ دیکھیں اس پاپائے اعظم نے کس طرح عیسائیت میں اس تہوار کو پیدا کیا اور منانے کا حکم دیا، کیا یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا مندرجہ ذیل فرمان یاد نہیں دلاتا:

"ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا۔" (التوبة: ۳۱)

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول کریم ﷺ کے پاس آیا تو میری گردن میں صلیب لٹک رہی تھی تو رسول کریم ﷺ فرمانے لگے:

اے عدی! اس بت کو اپنے (گلے) سے اتار دو۔

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو سنا کہ آپ سورۃ التوبہ کی یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے:

﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

"ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنا لیا۔"

سیدنا عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا، وہ ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے لیکن جب وہ اس کے لیے کسی چیز کو حلال کر دیتے تو وہ اسے حلال سمجھتے اور جب ان پر کوئی چیز حرام کر دیتے تو وہ اسے خود پر حرام کر لیتے تھے۔

اسے امام ترمذی نے حسن سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اس تہوار میں عیسائیوں کے اہم ترین شعار و علامات:

- خوشی و سرور کا اظہار جس طرح دوسرے اہم ترین تہواروں میں ان کی حالت ہوتی ہے۔
- سرخ گلاب کے پھولوں کا تبادلہ، اور وہ یہ کام بت پرستوں کی حب الٰہی اور اہل صلیب کے ہاں عشق کی تعبیر میں کرتے ہیں اور اسی لیے اس کا نام بھی عاشقوں کا تہوار رکھا گیا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

- اس کی خوشی میں کارڈوں کی تقسیم اور بعض کارڈوں میں کیوپڈ کی تصویر ہوتی ہے جو ایک بچے کی خیالی تصور بنائی گئی ہے اس کے دو پر ہیں اور اس نے تیر کمان اٹھا رکھا ہے، جسے رومی بت پرست قوم محبت کا الہ مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے اس جھوٹ اور شرک سے بلند و بالا ہے۔
- کارڈوں میں محبت و عشقیہ کلمات کا تبادلہ ہوتا ہے جو اشعار یا نثر یا چھوٹے چھوٹے جملوں کی شکل میں ہوتے ہیں اور بعض کارڈوں میں گندے قسم کے اقوال اور کارٹون ہوتے ہیں اکثر طور پر اس میں یہ لکھا ہوتا ہے کہ ویلنٹائن بن جاؤ جو کہ بت پرستی کے مفہوم سے منتقل ہو کر عیسائیت مفہوم کی تمثیل بنتی ہے۔
- متعدد عیسائی علاقوں میں دن کے وقت بھی محفلیں سجائی جاتی ہیں اور رات کو بھی مرد و زن کا مخلوط رقص ہوتا ہے اور بہت سے لوگ پھول، چاکلیٹ کے پیکٹ وغیرہ بطور تحفہ محبت کرنے والوں اور شوہروں اور دوست واحباب کو بھیجتے ہیں۔

مسلمان اس تہوار کو کیوں نہیں منا سکتے؟

اوپر جو کچھ بھی اس تہوار کے بارے میں بیان ہوا ہے انھیں بغور دیکھنے سے درج ذیل اشیا واضح ہوتی ہیں:

- یہ تہوار اصلاً رومی بت پرستوں کا عقیدہ ہے جسے وہ محبت کے الہ سے تعبیر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی عبادت کرتے ہیں لہٰذا جس نے بھی اس تہوار کو منایا وہ ایک شرکیہ تہوار منا رہا اور بتوں کی تعظیم کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"یقین جانو جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے، اور گناہ گاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (المائدة: ۷۲)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

❁ رومیوں کے ہاں اس تہوار کی ابتدا قصے کہانیوں اور خرافات پر مشتمل ہے جسے عقل ہی تسلیم نہیں کرتی چہ جائیکہ اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھنے والے مسلمان کی عقل تسلیم کرے۔

تو کیا عقل سلیم یہ تسلیم کرتی ہے کہ روم شہر کو آباد کرنے والے مؤسس کو کوئی بھیڑیا دودھ پلائے اور اس سے اسے قوت بردباری حاصل ہو؟ جو کچھ اس قصے میں ہے وہ مسلمان کے عقیدہ کے خلاف ہے، کیوں کہ قوت اور عقل، بردباری وحلم تو اللہ خالق سبحانہٗ وتعالیٰ ہے نہ کہ کسی بھیڑیے کے دودھ کے باعث۔

اور اسی طرح یہ قصہ کہ ان کے بت ان سے برائی اور مصیبت کو دور کرتے ہیں اور ان کے جانوروں کو بھیڑیوں سے بچاتے ہیں۔

❁ رومیوں کے ہاں اس تہوار کے بدصورت شعار میں کتے اور بکری کو ذبح کرکے کتے اور بکری کا خون دو نوجوان لڑکوں پر لیپ اور پھر اسے دودھ کے ساتھ دھونا...... الخ، یہ ایک ایسا قصہ ہے جس سے فطرت اور عقل سلیم نفرت کرتی ہے اور اسے صحیح قبول نہیں کرتا۔

❁ اس تہوار سے بشپ ویلنٹائن کے متعلق کئی مؤرخین نے شک کیا ہے، وہ اسے صحیح تسلیم نہیں کرتے، لہٰذا عیسائیوں کے لیے بہتر یہی تھا کہ وہ اس بت پرستانہ تہوار کا انکار کرتے، جسے بت پرست ہی مناتے ہیں، ہم مسلمان کیسے اسے درست تسلیم کریں جب کہ ہمیں تو عیسائیوں اور ان سے پہلے بت پرستوں کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

❁ عیسائی کیتھولک فرقے علما نے اٹلی اس تہوار کو منانے پر پابندی لگا دی ہے، کیوں کہ اس میں گندے اخلاق کے پھیلاؤ کے باعث نوجوان لڑکے، لڑکیوں پر بُرا اثر پڑتا ہے تو پھر مسلمانوں کے لیے بالاولیٰ اس سے دور رہنا ہوگا اور اس سے بچنے کے ساتھ انھیں اس سلسلے میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی دینی فریضہ بھی ادا کرنا ہوگا۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے ہم مسلمان اس تہوار کو کیوں نہیں منا سکتے ؟

اس کا جواب متعدد وجوہات کے باعث دیا جا سکتا ہے:

پہلی وجہ......:

دین اسلام میں عیدیں اور تہوار محدود اور ثابت شدہ ہیں، ان میں کمی کی جا سکتی ہے نہ زیادتی، اور اسی طرح مسلمانوں کی عبادات یہ توقیفی ہیں(جن میں کمی و زیادتی نہیں ہو سکتی اور اسی طرح عمل کرنا ہو گا جس طرح ثابت ہے) اسے کیوں کہ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے مشروع کیا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''عیدیں اور تہوار شرع ،مناہج اور مناسک میں سے ہیں، جن کے بارے اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کا فرمان ہے:'' ہم نے ہر ایک کے لیے طریقہ اور شریعت مقرر کی ہے۔''

دوسرے مقام پر اس طرح فرمایا:

''ہر قوم کے لیے ہم نے ایک طریقہ مقرر کیا ہے جس پر وہ چلنے والے ہیں۔''

مثلاً قبلہ، نماز ، روزے، لہٰذا ان کا عید اور باقی مناہج میں شریک ہونے میں کوئی فرق نہیں، اس لیے کہ سارے تہوار میں موافق کفر میں موافقت ہے ،اور اس کے بعض فروعات میں موافقت کفر کی بعض شاخوں میں موافقت ہے بلکہ عیدیں اور تہوار ہی ایسی چیز ہیں جن سے شریعتوں کی تمیز ہوتی ہے اور پہچانی جاتی ہیں اور شعائر سے بھی زیادہ ظاہر ہوتے ہیں۔

لہٰذا ان تہواروں میں موافقت کرنا کفر کے خاص طریقے اور شعار کی موافقت ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اس میں موافقت کرنے سے پوری شروط کے ساتھ کفر پر جا کر ختم ہو سکتا ہے اور اس کی ابتدا میں کم از کم حالت یہ ہے کہ یہ معصیت و گناہ ہو گی اور اس کی جانب ہی نبی ﷺ نے اپنے اس فرمان میں اشارہ کیا ہے۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''یقیناً ہر قوم کے لیے ایک عید اور تہوار ہے اور یہ ہماری عید ہے۔''❶

اس لیے یوم محبت کا تعلق رومی دور سے متعلق ہے نہ کہ اسلامی دور سے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ یہ عیسائیوں کی خصوصیات میں سے ہے نہ کہ مسلمانوں کی، بلکہ اسلام اور مسلمانوں کا اس میں کوئی حصہ اور تعلق بھی نہیں ہے، لہٰذا جب ہر قوم کے لیے عید اور تہوار ہے جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے بھی فرمایا تھا:

''یقیناً ہر قوم کے لیے عید ہے'' (بخاری و مسلم)

تو نبی ﷺ کا یہ فرمان ہر قوم کو اس کے خصوصی تہوار کے ساتھ واجب کرتا ہے، لہٰذا جب عیسائیوں کی علیحدہ اور خاص عید ہے اور یہودیوں کی خاص عید تو جس طرح مسلمان اس کی شریعت میں شریک نہیں، اسی طرح ان کی عید اور تہوار میں بھی شریک نہیں ہوسکتے اور نہ ہی ان کے قبلہ میں۔

دوسری وجہ:.......

یوم محبت کا تہوار منانے میں بت پرست رومیوں اور پھر عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے، کیوں کہ انھوں نے اس میں رومیوں کی تقلید کی ہے، یہ تہوار ان کے مذہب میں نہیں اور جب دین اسلام میں عیسائیوں سے کسی ایسی چیز میں مشابہت سے ممانعت ہے جو ہمارے دین اسلام میں نہیں بلکہ ان عیسائیوں کے حقیقی مذہب میں بھی نہیں ہے تو پھر ایسی چیز جو انھوں نے ایجاد کرلی اور بت پرستوں کی تقلید کرنے لگے اس میں مشابہت اختیار کرنا کیسا ہوگا!!

کفار چاہے وہ بت پرست ہوں یا اہل کتاب ان سے عمومی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے، چاہے وہ مشابہت ان کی عبادات میں ہو یہ بھی زیادہ خطرناک ہے۔ یا پھر ان کی عادات و رسم و رواج میں اس کی حرمت پر کتاب و سنت اور اجماع دلالت کرتا ہے۔

❶ صحیح بخاری، حدیث: ۹۵۲، صحیح مسلم حدیث نمبر: ۸۹۲، دیکھیں: الاقتضاء (۱۱/۴۷۱-۴۷۲)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کفار سے مشابہت کی حرمت:

❁ قرآن مجید سے کفار کی مشابہت کی حرمت کے دلائل:

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنھوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا، ان لوگوں کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔(آل عمران:۱۰۵)

❁ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

''جس نے بھی کسی قوم سے مشابہت اختیار کی وہ انھیں میں سے ہے۔''[1]

❁ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''اس حدیث کی کم از کم حالت ان سے مشابہت کرنے کی تحریم کا تقاضا کرتی ہے، اگرچہ حدیث کا ظاہر مشابہت اختیار کرنے والے کو کفر کا متقاضی ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے:''اور جو بھی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے یقیناً وہ انہی میں سے ہے۔''[2]

❁ رہا اجماع تو اس میں ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہ نقل کیا ہے کہ کفار سے ان کی عیدوں اور تہواروں میں مشابہت اختیار کرنے کی حرمت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے وقت سے لے کر اجماع ہے، جیسا کہ ابن قیم رحمہ اللہ نے بھی اس پر علما کرام کا اجماع نقل کیا ہے۔[3]

کفار کی تقلید نہ کرنا:

اللہ تعالیٰ نے کفار کی مشابہت سے منع فرمایا ہے اور مشابہت کرنے والے پر ناراضی کا اظہار کیا ہے، اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات میں کئی ایک مواقع پر اور مختلف اسلوب میں اس

[1] (سنن ابوداؤد حدیث:۴۰۳۱، مسند احمد:۲/۵۰)

[2] (الاقتضاء:۱/۳۱۴)

[3] دیکھیں: الاقتضاء (۱/۴۵۴) اور احکام اھل الذمۃ(۲/۷۲۲۔۷۲۵)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے بچنے کا کہا ہے، اور خاص کر کفار کی مشابہت سے تو منع کیا ہے، کبھی ان کی پیروی و اتباع اور اطاعت سے روک کر، اور کبھی ان سے ڈرا کر، اور کبھی ان کے مکر و فریب سے دھوکا نہ کھانے کا کہہ کر کبھی ان کی آرا اور خیالات کے پیچھے نہ چلنے کا کہہ کر اور کبھی یہ کہا کہ ان کے اعمال اور اخلاق اور سلوک سے متاثر نہ ہوں۔

بعض اوقات ان کی غلط خصلتیں ذکر کر کے جن سے مومن نفرت کرتے ہیں اور ان کی مشابہت کرنے سے بھی نفرت کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اکثر طور پر یہودیوں اور عیسائیوں سے بچنے کا کہا گیا ہے، اور پھر عمومی طور پر اہل کتاب اور مشرکوں سے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بیان فرمایا ہے کہ کفار کی اطاعت اور مشابہت کرنے سے انسان مرتد ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت اور ان کی خواہشات کے پیچھے چلنے اور بری خصلتیں اپنانے سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح کفار اور اہل کتاب کی اطاعت اور مشابہت سے رکنا تو شریعت کے مقاصد میں شامل ہے، جب اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لیے مبعوث فرمایا تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کردے، نیز اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے لوگوں کے لیے شریعت کو مکمل کر دیا ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

”آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنا بھرپور انعام کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کے دین ہونے پر رضا مند ہو گیا ہوں۔ (المائدۃ:۳)

اس شریعت کو ہر حالت اور ہر زمانے اور سب لوگوں کے لیے صالح بنایا لہٰذا کفار سے کچھ حاصل کرنے اور ان کی نقالی کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔

غیر مسلمین کی پیروی مسلمان کی شخصیت میں خلل کا باعث بنتی ہے، شعور میں نقص اور

www.iqbalkalmati.blogspot.com

کم زوری اور چھوٹا پن، شکست خوردہ ذہن پیدا ہوتا اور پھر اللہ تعالیٰ کے منہج اور طریقے اور اس کی شریعت سے کنارہ کشی ہے، تجربات نے یہ ثابت کیا ہے کہ کفار سے دوستی لگانا اور انھیں پسند کرنا اور ان کی تقلید کرنا ان سے یا ان کی ثقافت وتہذیب سے محبت، ان پر مطلقاً بھروسہ، ان کے ساتھ دوستی، اسلام، اہل اسلام سے ناپسندیدگی، دین اسلام سے بے رغبتی، ثقافت اسلامیہ سے لاعلمی اس کا سبب بنتا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

تیسری وجہ:

اس دور میں یوم محبت منانے کا مقصد لوگوں کے مابین محبت کی اشاعت ہے، چاہے وہ مومن ہوں یا کافر، حالاں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کفار سے محبت ومودت اور دوستی حرام ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

"اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والوں سے محبت کرتے ہوئے ہرگز نہیں پائیں گے اگرچہ وہ کافر ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبے قبیلے کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ (المجادلہ:۲۲)

مومن کا دوست کافر نہیں:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس آیت میں یہ خبر دی ہے کہ کوئی بھی مومن ایسا نہیں پایا جاتا جو کافر سے محبت کرتا ہو لہٰذا جو مومن بھی کافر سے محبت کرتا ہے اور دوستی لگاتا ہے وہ مومن نہیں اور ظاہری مشابہت بھی کفار سے محبت کی غماز ہے لہٰذا یہ بھی حرام ہوگی۔"[1]

---

[1] (دیکھیں: الاقتضاء:۱/ ۴۹۰)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چوتھی وجہ:

جب سے عیسائیوں نے یہ تہوار شروع کیا ہے اس میں مقصود محبت زوجیت کے دائرے سے باہر رہتے ہوئے عشق اور دل کو عذاب میں ڈالنے والی محبت مراد ہے، جس کے نتیجے میں زنا اور فحاشی عام ہو، اسی لیے کئی اوقات میں عیسائی کلیسا کے بڑوں نے اس تہوار کے خلاف آواز اٹھاتے ہوئے کام بھی کیا، اسے باطل قرار دیا اور اسے ختم کیا لیکن پھر دوبارہ اسے زندہ کر دیا گیا۔

ویلنٹائن ڈے کا تہوار منانے والے اکثر نوجوان ہوتے ہیں کیوں کہ اس میں ان کی خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے، اگر اس میں کفار کی پیروی اور مشابہت کو نہ بھی دیکھا جائے، حالاں کہ یہ حرام ہے لیکن کچھ دیر کے لیے ہم اس سے صرف نظر کرتے ہیں، آپ میرے ساتھ اس مصیبت کو دیکھیں کہ اس کی وجہ سے وہ لوگ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوتے ہوئے زنا وغیرہ میں پڑتے ہیں جو کہ صرف اور صرف عیسائیوں سے مشابہت کے طریقے سے ہوتا ہے اور یہ ان کی عبادات میں سے ہے جس کے بارے میں خدشہ ہے کہ اس میں ان کی مشابہت کرنا کفر ہو سکتا ہے۔

کیا ویلنٹائن ڈے کے مخالف محبت دشمن ہیں:

ہو سکتا ہے کہ بعض نادان یہ کہیں کہ تم تو ہمیں محبت سے محروم کرنا چاہتے ہو، حالاں کہ ہم تو اس دن اپنے شعور اور خیالات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے اس کی تعبیر کرتے ہیں تو اس میں ممانعت کیا ہے؟

اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے؟

- اس دن کے ظاہری نام اور اس کے پیچھے جوان کا حقیقی مقصد ہے، وہ چاہتے ہیں اس میں خلط ملط کرنا غلط ہے، لہٰذا اس تہوار کے نام پر جو محبت مقصود ہے وہ عشق مجازی کی وہ کم ترین درجہ ہے جس کا مقصد چوری چھپے لڑکے لڑکیوں کا ایک دوسرے سے دوستی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

لگانا اور یار بنانا ہے۔ اس دن کے بارے میں معروف ہے کہ یہ تہوار فحاشی، آزادانہ میل ملاپ اور بغیر نکاح جنسی تعلقات کا قائم کرنے کا ذریعہ ہے......

یہ لوگ خاوند اور بیوی، بیوی اور اس کے خاوند کے مابین پاکیزہ اور شفاف محبت کی بات نہیں کرتے یا پھر کم از کم وہ خاوند اور بیوی کے مابین شرعی محبت اور عاشق و معشوق اور چوری چھپے دوستیاں لگانے والوں کی حرام محبت کے مابین کسی قسم کا کوئی فرق نہیں کرتے، لہٰذا یہ تہوار ان کے ہاں ساری محبت کی تعبیر کا وسیلہ ہے۔

محبت سال بھر میں ایک دن کیوں؟

- شعور اور خیالات کی تعبیر مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کرتی کہ وہ اس کے لیے اپنی جانب سے ہی کوئی ایک دن مخصوص کر لے اس کی تعظیم کرنا شروع کر دے، اسے عید اور تہوار کا نام دے کر اسی کی طرح بنا ڈالے۔ ایسی صورت میں کفار کے تہوار اور عید کے بارے میں کیا خیال ہے کہ وہ جائز ہو سکتا ہے؟

لہٰذا دین اسلام میں خاوند اپنی بیوی سے اور بیوی اپنے خاوند سے تو سارا سال ہی محبت کرتے ہیں اور وہ اس محبت کی تعبیر بھی ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ تحائف دے کر اور اشعار اور نثر اور خط و کتابت وغیرہ میں کرتے ہیں جو کہ سارا سال ہی رہتا ہے نہ کہ سال بھر میں کسی ایک دن میں۔

- کوئی ایسا دین نہیں جو اپنے متبعین کو اس طرح آپس میں محبت و بھائی چارہ قائم کرنے پر ابھارتا ہو جس طرح دین اسلام ابھارتا ہے کہ آپس میں محبت و بھائی چارہ اور الفت قائم کی جائے، دین اسلام میں اس کا اہتمام ہر وقت اور ہر لحظہ میں ہے نہ کہ کسی ایک معین دن، جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے بھی فرمایا:

"جب کوئی شخص اپنے کسی بھائی سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بتائے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔" ❶

دوسری حدیث میں فرمان نبوی ﷺ ہے:

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم اس وقت تک جنت میں نہیں جا سکتے، جب تک تم مومن نہ بن جاؤ اور تم اس وقت تک مومن ہی نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو، کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے نہ بتاؤں جب تم اس پر عمل کرو تو آپس میں محبت کرنے لگو؟ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔" ❷

حقیقی محبت کونسی ہے؟

- بے شک اسلام میں محبت تو ایک صورت یعنی آدمی اور عورت کے مابین محبت میں ہی منحصر ہونے کی بجائے عام اور اشمل ہی زیادہ بہتر ہے وہ اس طرح کہ دین اسلام میں اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرنا، صحابہ کرام ؓ سے محبت کرنا، خیر و بھلائی کے کام کرنے والے لوگوں سے محبت کرنا، اصلاح اور دین سے محبت کرنے والوں، دین کی مدد کرنے والوں سے محبت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت پانے سے محبت کرنا، نیز اسی طرح بہت ساری دیگر محبتیں بھی ہیں جن سے اسلام ہمیں آگاہ کرتا ہے، لہٰذا جب محبت کے اس وسیع معنی کو صرف محبت کی اس نوع اور قسم میں ہی منحصر کر دیا جائے تو پھر بہت ہی خطرناک اور غلط بات ہے۔
- بے شک جو لوگ یہ گمان اور خیال رکھتے ہیں کہ شادی سے قبل محبت کرنا شادی کے لیے مفید اور بہتر نتائج کا باعث ہے، اس سے اچھے اور بہتر تعلقات قائم ہوتے ہیں تو ان کا یہ خیال تباہ کن اور خسارے کا باعث ہے، جیسا کہ واقعات سے یہ ثابت بھی ہو

❶ سنن ابوداود، حدیث نمبر: ٥١٢٤، سنن ترمذی، حدیث نمبر: ٢٣٢٩، یہ حدیث صحیح ہے۔

❷ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ٥٤)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

چکا ہے لہٰذا قاہرہ یونیورسٹی نے محبت کی شادی اور مروّجہ شادی کے بارے میں جو تحقیق کی ہے اس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ

''شادی جو محبت کی شادی (Love Marriage) میں 88 اٹھاسی فی صد شادیاں ناکامی کا شکار ہوتی ہیں یعنی اس میں کامیابی کا تناسب صرف 12 بارہ فی صد سے زیادہ نہیں اور مروّجہ شادیاں (Arrange Marriage) میں کامیابی کا تناسب 70 ستر فی صد ہے۔''

یعنی دوسری عبارت میں کہ جسے وہ مروّجہ شادی (Arrange Marriage) کا نام دیتے ہیں اس میں کامیابی کا تناسب محبت کی شادی (Love Marriage) سے چھ گنا زیادہ کامیاب ہے۔[1]

تو محبت پیدا کیوں نہیں ہوتی؟

جب ہم یورپی معاشرے کے حالات دیکھتے ہیں جو یوم محبت مناتے اور اس کی ترویج کا بھی اہتمام کرتے ہیں تو ہم یہ پوچھنے میں حق بہ جانب ہیں کہ کیا اس تہوار کو منانے سے ان کے ازدواجی تعلقات میں کس حد تک بہتری پیدا ہوئی ہے اور خاوند بیوی کے مابین اس کے کیا اثرات مرتب ہوئے ہیں؟ کیا ان میں اس کا کوئی مثبت اثر بھی ہوا ہے؟

ان کے سروے اور تحقیق میں درج ذیل نتائج سامنے آئے ہیں:

- ۱۹۸۷ء میں امریکی تحقیق کے مطابق 79 فی صد مرد عورتوں کو زدوکوب کرتے ہیں اور خاص کر جب وہ شادی شدہ ہوں......![2]
- نفسیاتی صحت کے امریکی ادارے کے سروے کے مطابق 17 فی صد عورتیں ایسی تھیں جو ابتدائی طبی امداد لینے آئیں جنھیں ان کے خاوندوں یا پھر مرد دوستوں نے زدوکوب کیا تھا۔ 83 فی صد عورتیں ایسی تھیں جو کم از کم ایک بار پہلے ہسپتال میں زخموں کا

---

[1] دیکھیں: رسالة الی مؤمنة، صفحه نمبر: ۲۵۵)

[2] دیکھیں: جریدة القبس: (۱۹۸۸/۲/۱۵)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

علاج معالجہ کروانے کے لیے داخل ہوئیں، وہ زدوکوب کے نتیجے میں داخل ہوئیں، اس تحقیق میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اکثر عورتیں ایسی ہیں جو اپنے زخموں کا علاج کروانے ہسپتالوں میں نہیں جاتیں بلکہ اپنے گھروں میں مرہم پٹی کر لیتی ہیں۔

- امریکی تحقیقی ادارے FPT کا کے مطابق: ''امریکا میں ایک ایسی خاتون بھی موجود ہے جسے اس کا خاوند ہر اٹھارہ سیکنڈ بعد لازماً زدوکوب کرتا ہے۔
- امریکی میگزین ''ٹائم'' نے لکھا ہے کہ چھ ملین زدوکوب کی جانے والی بیویوں میں سے چار ہزار ایسی ہیں جو گھریلو تشدد کے نتیجے میں ہلاک ہو چکی ہیں!!۔
- جرمنی کے ایک سروے کے مطابق کم از کم ایک لاکھ عورتیں ایسی ہیں جو سالانہ جسمانی یا نفسانی زیادتی کا شکار ہوتی ہیں جو ان کے خاوند یا پھر ان کے ساتھ رہنے والے مرد کرتے ہیں لیکن احتمال یہ ہے کہ یہ تعداد بڑھ کر دس لاکھ تک پہنچ سکتی ہے۔
- فرانس میں تقریباً بیس لاکھ عورتیں گھریلو تشدد کا شکار ہوتی ہیں۔
- برطانیہ میں ایک سروے میں سات ہزار عورتیں شریک ہوئیں ان میں سے 28 فی صد عورتوں کا کہنا تھا کہ وہ اپنے خاوندوں اور دوستوں کی مار پیٹ کا شکار ہوتی ہیں۔

تو ان نتائج کے بعد ہم یہ کس طرح مانیں اور تصدیق کریں کہ محبت کا تہوار خاوند اور بیوی کے لیے مفید و فائدہ مند ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ تہوار تو مزید فسق و فجور اور حرام تعلقات اور ذلت کی دعوت دیتا ہے۔

اپنی بیوی سے سچی اور حقیقی محبت کرنے والے خاوند کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ اسے اس اخلاق باختہ اور حیا سوز تہوار کے ذریعے محبت کی یاد دلائی جائے، کیوں کہ وہ تو ہر وقت اور ہر لحظہ اپنی بیوی سے محبت کی تعبیر میں مصروف رہتا ہے۔

مسلمان کا یوم محبت کے بارے میں مؤقف:

گزشتہ سطور جو کچھ بیان ہو چکا ہے وہ ویلنٹائن ڈے کے بارے میں بحیثیت ایک

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلمان درج ذیل امور میں مؤقف بیان کرتا ہے:

ویلنٹائن ڈے کا نہ منانا، تہوار کو منانے والوں کے ساتھ مخلوط محفلوں میں شرکت نہ کرنا، یا ان کے ساتھ حاضر نہ ہونا عین اسلام اور شریعت اسلامیہ کے مطابق ہے، کیوں کہ کفار کے تہوار منانے کی حرمت کے دلائل اوپر بیان کیے جا چکے ہیں۔

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''جب یہودیوں کی خاص عید ہے اور عیسائیوں کی اپنی خاص عید تو پھر جس طرح ان کی شریعت اور قبلہ میں مسلمان شخص شریک نہیں، اسی طرح ان کے تہواروں میں بھی شریک نہیں ہو سکتا) [1]

جب اہل سنت اور سلف صالحین کے اعتقاد کے اصول میں الولاء والبراء شامل ہے تو پھر اس اصل اور قاعدے کے تطبیق بھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرنے والے ہر شخص کے لیے ضروری ہے، لہٰذا مسلمان مسلمان سے ہی محبت کرے گا، کافروں سے بغض اور دشمنی رکھے گا۔

یہ بھی علم میں ہونا چاہیے کہ اس میں ایسی مصلحتیں پنہاں ہیں جو شمار بھی نہیں ہو سکتیں، جیسا کہ ان سے مشابہت اختیار کرنے میں فساد بھی بہت زیادہ ہے، اسی طرح ان کی مخالفت میں فائدہ بھی بہت ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ مسلمانوں کی کفار سے مشابہت کرنے میں اسلام دشمن عناصر کے سینے کھلتے ہیں، انھیں سرور حاصل ہوتا ہے اور مسلمانوں کو کفار سے دلی محبت تک لے جاتی ہے۔

مسلمان لڑکیاں بھی ویلنٹائن ڈے کے اس تہوار کو مناتی ہیں جب وہ دیکھتی ہیں کہ اسے مارگریٹ تھیچر اور ہیلری کلنٹن وغیرہ بھی مناتی ہیں...... تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس سے اپنے انتباہ کے برعکس چلتی ہے اور اپنے دین حنیف کو بھی چھوڑ رہی ہیں، کیوں کہ

---

[1] دیکھیں: مجلة الحكمة: ۱۹۳/۳۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا تو فرمان ہے:

”اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں، تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی ایک سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے۔“ (المائدۃ: ٥١)

اسلام دشمن قوتوں کی تعداد میں اضافہ کرنا، ان کے دین کی مدد کرنا، ان کی پیروی کرنا، ان سے پوری اور مکمل مشابہت ہی ہے اور پھر یہ کس طرح اس مسلمان شخص کے شایان شان ہے جو نماز کی ہر رکعت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دہرائے۔

”ہمیں سیدھی اور سچی راہ دکھا، ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا، ان کی راہ نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ ان کی راہ جو گم راہ ہوئے۔“ (الفاتحہ: ٦۔٧)

اللہ تعالیٰ سے تو صراط مستقیم اور مومنوں کی راہ کی ہدایت طلب کرے اور جن پر غضب کیا گیا اور گم راہ لوگوں کی راستے میں بچنے کا سوال کرے اور پھر خود ہی اپنی رضا مندی سے ان کے راستے پر بھی چلنا شروع ہو جائے۔

سروے سے بات ثابت ہے کہ ”کرسمس“ کے تہوار کے بعد ”یوم محبت“ دوسرے نمبر پر آتا ہے، لہٰذا جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) عیسائیوں کا ایک تہوار ہے اور کرسمس کے بعد دوسرے درجہ پر یوم محبت کو درجہ حاصل ہے تو مسلمانوں کا اسے منانے میں شریک ہونا جائز نہیں، کیوں کہ ہمیں تو ان کے دین اور ان کی عادات میں ان کی مخالفت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی طرح ان کی دوسری خصوصیات میں بھی ہمیں ان کی مخالفت کرنے کا حکم ہے جیسا کہ قرآن مجید، سنت صحیحہ اور اجماع سے بھی یہ ثابت ہے کہ ان کی مخالفت کی جائے۔

کفر میں تعاون کیوں؟

اس تہوار کے منانے میں کفار کی معاونت نہ کرنا، کیوں کہ یہ تہوار شعائر کفر میں سے ایک شعار ہے، لہٰذا اس میں ان کی معاونت کرنا اور اسے تسلیم کرنے میں کفر کو بلند کرنے،

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پھیلانے اور اس کے اقرار میں معاونت ہوتی ہے مسلمان شخص کو اس کا دین کفر کی اعانت اور اس کے اقرار اور اسے بلند اور ظاہر کرنے اور اس میں مدد و تعاون کرنے سے منع کرتا ہے۔

اسی لیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ کفار سے ان کے خصوصی تہواروں میں ان کی لباس، کھانے پینے، غسل کرنے، آگ جلانے اور اپنی کوئی عادت اور کام وغیرہ یا عبادت سے چھٹی کرنے میں ان کفار کی مشابہت کریں...... مجمل طور پر یہ کہ ان کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کفار کے کسی خاص تہوار کو ان کے کسی شعار کے ساتھ خصوصیت دیں، بلکہ ان کے تہوار کا دن مسلمانوں کے ہاں باقی سارے عام دنوں جیسا ہی ہونا چاہیے۔" [1]

مسلمانوں میں سے جو بھی اس تہوار کو مناتا ہے اس کی معاونت نہ کی جائے بلکہ اسے اس سے روکنا واجب ہے، کیونکہ مسلمانوں کا کفار کے تہوار منانا ایک منکر اور برائی ہے جسے روکنا واجب ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"جس طرح ہم ان کے تہواروں میں کفار کی مشابہت نہیں کرتے، تو اس طرح مسلمانوں کی اس سلسلے میں مدد و اعانت بھی نہیں کی جائے گی بلکہ اسے اس سے روکا جائے گا۔" [2]

تو شیخ الاسلام کے فیصلہ کی بناء پر مسلمان تاجروں کے لیے جائز نہیں کہ وہ یوم محبت کے تحفہ تحائف کی تجارت کریں چاہے وہ کوئی معین قسم کا لباس ہو یا سرخ گلاب کے پھول وغیرہ اور اسی طرح اگر کسی شخص کو یوم محبت میں کوئی تحفہ دیا جائے اس تحفہ کو قبول کرنا بھی

---

[1] (دیکھیں: مجموع الفتاویٰ: ۲۵/۳۲۹)

[2] دیکھیں: الاقتضاء(۲/۵۱۹-۵۲۰)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

حلال نہیں، کیوں کہ اسے قبول کرنے میں اس تہوار کا اقرار اور اسے صحیح تسلیم کرنا ہوگا۔

ایک عالم دین کا کہنا ہے کہ ہم ایک مسلمان ملک میں ایک گل فروش کے پاس گئے تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس نے اس ویلنٹائن ڈے کی مکمل تیاری کر رکھی تھی، دوکان داخلی دروازے سے اندر تک سارے فرش پر سرخ قالین، سرخ رنگ کی تختیاں الغرض سارا منظر ہی سرخ کیا ہوا تھا، ہم نے اس دوکان کے ایک ملازم سے ملاقات کی اور اس سے اس تہوار میں ان کی تیاری کے بارے میں سوال کیا تو اس کا جواب تھا۔

یہ تیاری تو بہت پہلے سے ہی شروع کی جا چکی تھی اور اس کی مانگ بھی بہت زیادہ تھی، پھر اس ملازم نے ہمیں یہ بتایا کہ اسے تو اس سارے منظر سے بہت زیادہ تعجب ہو رہا ہے، اس نے یہ بتا کر ہمیں حیران کر دیا کہ وہ کچھ عرصہ قبل ہی مسلمان ہوا ہے اور اس نے عیسائیت ترک کر دی ہے اور اسلام قبول کرنے سے قبل ہی اسے علم تھا کہ "ویلنٹائن ڈے" ان کے دین کا حصہ ہے ایسی صورت میں اسے تعجب تھا کہ ویلنٹائن ڈے کے موقعے پر پھولوں کے خریدار عیسائیوں کی بجائے مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں!

ہائے مسلمانوں کی بیٹیوں پر افسوس:

دوسری دوکانوں میں تو پھول ختم ہو چکے تھے جو بہت زیادہ مہنگے فروخت ہوئے جب ایک مسلمان مبلغہ ایک ہال میں جمع ہونے والی طالبات کو درس دینے گئی تو اسے بہت زیادہ خفت اٹھانی پڑی، کیوں کہ حاضر ہونے والی طالبات کو سرخ ماحول میں پایا، اگر ایک لڑکی کے پاس سرخ پھول تھے اور دوسری نے سرخ رنگ کی شال اوڑھ رکھی تھی یا سرخ رومال پکڑ رکھا تھا کسی کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا بیگ تھا تو کسی نے سرخ جرابیں پہن رکھی ہیں اور اس طرح ہر ایک نے ...... ہائے مسلمانوں کی بیٹیوں پر افسوس......!!

ویلنٹائن ڈے کے موقع پر مسلمانوں کے اعمال:

- ہر طالبہ اپنی قریبی سہیلی کا پر تو ہوتی ہے کہ وہ اپنی کلائی پر سرخ رنگ کا ربن باندھے گی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

- سرخ رنگ کا کوئی بھی لباس زیب تن کیا جاتا ہے۔(جوتے، بال، بلاوزر، کلپ وغیرہ سب سرخ رنگ کا ہوتا ہے)
- سرخ رنگ کے غبارے جن پر (I Love You) ''میں تم سے پیار کرتا ہوں۔'' لکھا ہوتا ہے، عادتاً طالبات پڑھائی کے آخری دن میدان میں استانیوں کی نظروں سے دور ہو کر نکالتی ہیں۔
- ہاتھوں پر نام اور دلوں کے نشانات اور ناموں کے پہلے حروف نقش کروائے جاتے ہیں۔
- اس دن بہت زیادہ سرخ گلاب کے پھول بکھیرے جاتے ہیں۔

چودہ فروری کو طالبات کا ایک گروپ میٹنگ ہال میں داخل ہوا ان میں سے ہر ایک لڑکی نے سرخ لباس زیب تن کیا ہوا تھا اور اپنے چہرے پر سرخ دل کے نشانات بنوا رکھے تھے اور اپنے چہرے پر خوب بناؤ سنگھار (Make up) بھی کر رکھا تھا، وہ سب ایک دوسرے کو بڑی گرم جوشی سے بوسے دیتے ہوئے باہم تحائف کا تبادلہ کرنے لگیں، یہ وہ مناظر ہیں جو ایک اسلامی ملک کی متعدد یونیورسٹیوں میں دیکھنے کو ملے حتی کہ اسلامی یونی ورسٹی میں اور خاص کر ویلنٹائن ڈے کے موقع پر۔

ویلنٹائن ہو جاؤ:

اس دن تو مڈل سکولوں میں بھی حیران کن معاملہ ہوا وہ اس طرح کہ طالبات اعلیٰ قسم کے سرخ گلاب کے پھول لائیں انھوں نے اپنے چہروں پر سرخ رنگ کا بناؤ سنگھار کر رکھا تھا، سرخ رنگ ہی کی بالیاں پہنے ہوئے ایک دوسری سے تحفوں اور بڑی گرم جوشی سے محبت بھرے الفاظ کا تبادلہ کرتے ہوئے یہ تہوار منانے لگیں۔

عربی انسائیکلوپیڈیا (الموسوعة العربیه) اس طرف اشارہ کرتا ہے:

''ویلنٹائن ڈے (یعنی یوم محبت) کے کچھ خاص طریقے ہیں جن میں کارڈوں

www.iqbalkalmati.blogspot.com

پر عشقیہ اور محبت اشعار چھاپنا اور اسے عزیز و اقارب اور اپنے محبوب لوگوں میں تقسیم کرنا شامل ہے، بعض لوگ تو ان کارڈوں پر مضحکہ خیز تصاویر بناتے ہیں اور اکثر کارڈوں میں یہ لکھا جاتا ہے۔(ویلنٹائن ہوجاؤ)

عالم اسلام میں ویلنٹائن ڈے کا فروغ:

یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) اکثر اسلامی ممالک میں بھی منتقل ہو چکا ہے، بلکہ مرکز اسلام (جزیرہ عربیہ) میں بھی پہنچ چکا ہے اور ایسے، معاشروں میں اس کی جڑیں پہنچ چکی ہیں جن کے بارے میں ہم خیال کرتے تھے کہ وہ اس گند اور خرابی سے دور ہیں، حتی کہ اس دن سرخ گلاب کے پھول کی قیمت انتہائی حد تک بڑھ جاتی ہے اور ایک پھول کی قیمت دس ڈالر تک جا پہنچتی ہے، حالاں کہ اس کی قیمت کبھی بھی 1.4 ڈالر سے زیادہ نہیں ہوتی۔ تحائف اور کارڈوں کی دوکانیں اس موقع پر مسابقت یعنی باہم مقابلہ کی صورت اختیار کرلیتی ہیں اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کارڈوں کو اس مناسبت سے بہتر چھاپنے کی کوشش کرتے ہیں، اور بعض خاندان تو اس دن اپنے گھروں کی کھڑکیوں میں سرخ گلاب لٹکاتے ہیں۔

بعض خلیجی ممالک میں تو متعدد تجارتی مراکز، کمپنیاں اور ہوٹل ''یوم محبت'' کے موقع پر خاص محفلیں سجاتے ہیں، اکثر دوکانیں اور تجارتی مراکز تو سرخ لباس میں ڈوبے ہوتے ہیں

کویت میں یوم محبت کی سب سے عجیب چیز یہ تھی کہ ایک دوکاندار نے فرانسیسی زندہ خرگوش منگوائے جو بالکل چھوٹے اور سرخ آنکھوں والے ہوتے ہیں اور ان کے گلے میں پٹا ڈال کر ایک چھوٹے سے ڈبہ میں رکھا تاکہ یہ بطور تحفہ پیش کیے جاسکیں!!

اس صورت حال میں مسلم معاشرے کی جڑوں میں سرایت کرنے والے اس تہوار کے خلاف ہر قسم کے وسائل استعمال کرتے ہوئے لڑنا واجب ہے اور اس کی جواب دہی بحیثیت مسلمان ہم سب کے کندھوں پر ہے کسی ایک پر نہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

تہنیتی جملے کہنا ٹھیک نہیں:

یوم محبت کی مبارک باد کا تبادلہ نہیں کرنا چاہیے، اس لیے کہ نہ تو یہ مسلمانوں کا تہوار ہے اور نہ ہی عید، اور اگر کوئی مسلمان کسی کو اس کی مبارک باد دے بھی تو اسے جواباً مبارک باد بھی نہیں دینی چاہیے۔

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''کفار کے خصوصی شعار جو صرف ان کے ساتھ ہی خاص ہیں ان کی مبارک باد دینا متفقہ طور پر حرام ہے، مثلاً انھیں ان کے تہواروں یا روزے کی مبارک باد دیتے ہوئے یہ کہا جائے آپ کو عید مبارک، یا آپ کو اس تہوار کی مبارک، لہٰذا اگر اسے کہنے والا کفر سے بچ جائے تو پھر بھی یہ حرام کردہ اشیا میں سے تو ہے ہی، یہ اسی طرح ہے کہ صلیب کو سجدہ کرنے والے کسی شخص کو مبارک باد دی جائے۔''

بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تو شراب نوشی اور بے گناہ شخص کو قتل اور زنا کرنے سے بھی زیادہ عظیم اور زیادہ ناراض کرنے والی ہے اور بہت سے ایسے لوگ جن کے ہاں دین کی کوئی قدر و قیمت نہیں وہ اس میں پڑ جاتے ہیں اور انھیں یہ علم ہی نہیں ہوتا کہ انھوں نے کتنا بڑا قبیح کام کر لیا ہے، لہٰذا جس نے بھی کسی بندے کو معصیت اور نافرمانی یا بدعت اور کفر پر مبارک باد دی اس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے غصہ اور ناراضی پر پیش کر دیا۔ [1]

ویلنٹائن ڈے اور کفار کے اسی طرح کے دوسرے تہواروں کی سادہ اور عام مسلمانوں کے لیے وضاحت اور بیان کرنا واجب ہے اور یہ بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمان شخص کو اپنے عقیدے اور دین کی حفاظت کے لیے ایسے معاملات کی تمیز کرنی چاہیے جو اس کے دین اور عقیدہ میں مخل ہوں، اسی میں امت کی نصیحت، بہتری و بھلائی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسے واجب کی ادائیگی ہے۔

---

[1] دیکھیں: احکام اھل الذمة: ۱/۴۴۱-۴۴۲۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

آخری بات:

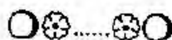
آخر میں ہم اپنے بھائیوں کو مندرجہ ذیل نصیحت کرتے ہیں:

- مساجد کے خطبا حضرات کو تنبیہ پر ابھارا جائے اور انھیں چاہیے کہ وہ لوگوں کو اس سے بچنے کی تلقین کریں اور امام مسجد کو بھی اس موضوع کی وضاحت کریں اور اس کے ساتھ ساتھ اس تہوار کے قریب آنے پر اسے سعودیہ مستقل فتویٰ کمیٹی کا فتویٰ اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے فتویٰ کی نقول بھی دی جائیں تاکہ لوگوں کو اس کی وضاحت ہو سکے اور ہر شخص کو اپنی مسجد کے امام تک اس خبر کو پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرنی چاہیے اور یہ یقینی بات ہے کہ جب ہماری مساجد کے محترم ائمہ اور خطباء یہ فتویٰ اور مقالہ پڑھ کر سنائیں گے تو وہ لوگوں کو بتانے سے بریٔ الذمہ ہو جائیں گے۔
- ہر استاد اور استانی کے ذمہ یہ امانت ہے کہ وہ اس تہوار کی صورت کو اپنے شاگردوں کے سامنے وضاحت سے بیان کرے، کیوں کہ یہ لوگ کل اللہ تعالیٰ کو جواب دہ ہوں گے اس لیے انھیں چاہیے کہ وہ مستقل فتویٰ کمیٹی کے فتویٰ کے ذریعے اس کی حرمت بیان کریں اور یہ سب کچھ اس تہوار کے آنے سے تقریباً ایک ہفتہ قبل ہونا ضروری ہے تاکہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔
- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اداروں اور اہل حسبہ (یعنی برائی کا مؤاخذہ کرنے والے ادارہ کے لوگوں) کو ایسی دوکانوں اور جگہوں کے متعلق بتایا جائے جو اس تہوار کے لیے تحفے تحائف فروخت کرتے ہیں یا ایسی تصویریں رکھتے ہیں جس میں تحفے کی شکل اور اسے پیک کرنے کا طریقہ وغیرہ بتایا گیا ہے۔
- اسی طرح ہر انسان کو اپنی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اسے اپنے گھر میں بھی پورا کرنا چاہیے لہٰذا جس کسی کی کوئی بہن یا بھائی پڑھاتے ہیں انھیں چاہیے کہ وہ اسے اس معاملے کے بارے میں آگاہ کرے، کیونکہ بہت سارے لوگ اس تہوار کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ماہیت وشکل سے جاہل ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ مسلمانوں کی ہر گم راہی اور فتنہ وفساد سے حفاظت فرمائے، انھیں ان کے نفسوں کے شر، ان کے دشمنوں کی چالوں اور مکروں سے بچا کر رکھے۔ یقیناً اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے بندے اور رسول محمد ﷺ اور ان کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اپنی رحمتیں برسائے اور ہم سب کے اعمال، اقوال اور اموال میں برکت عطا فرمائے، آمین یا رب العالمین۔



www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

گیارہواں باب:

ویلنٹائن ڈے کے متعلق علمائے کرام کے فتاویٰ جات

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ:

سوال : کچھ عرصہ سے یوم محبت کا تہوار منایا جانے لگا ہے۔خاص کر طالبات میں اس کا اہتمام زیادہ ہوتا ہے جو عیسائیوں کے تہواروں میں سے ایک تہوار ہے۔ اس دن پورا لباس ہی سرخ پہنا جاتا ہے، جوتے تک سرخ ہوتے ہیں اور آپس میں سرخ گلاب کے پھولوں کا تبادلہ بھی ہوتا ہے...... ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اس طرح کے تہوار منانے کا حکم بیان کریں، اور اس طرح کے معاملات میں آپ مسلمانوں کو کیا نصیحت کرتے ہیں؟

جواب: یوم محبت کا تہوار کئی ایک وجوہات کی بنا پر منانا جائز نہیں۔

- اس لیے کہ یہ تہوار بدعت ہے اور شریعت میں اس کی کوئی دلیل اور اصل نہیں ملتی۔
- یہ تہوار دل کو اس طرح کے گرے پڑے امور میں مشغول کرتا ہے جو سلف صالحین رحمہم اللہ کے طریقے کے مخالف ہے، لہٰذا اس دن اس تہوار کی کوئی علامت اور شعار ظاہر کرنا حلال نہیں، چاہے وہ کھانے پینے میں ہو یا لباس اور تحفے تحائف کے تبادلے کی شکل میں یا اس طرح کسی اور شکل میں ہو، مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے دین کو ہی عزیز سمجھے اور ایسا شخص نہ بنے کہ ہر کائیں کائیں کرنے والے کے پیچھے ہی نہ چلنا شروع کردے، میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلمانوں کو ہر قسم کے ظاہری اور باطنی فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں اپنا دوست بنالے اور توفیق سے نوازے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن جبرین ﷫ کا فتویٰ:

سوال : ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان کچھ عرصے سے یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) کے نام سے ایک تہوار منانا چل نکلا ہے، جو ایک عیسائی بشپ کا نام ہے اور عیسائی اس کی تعظیم کرتے ہوئے ہر سال چودہ فروری کو اس کا تہوار مناتے ہیں، لہٰذا اس تہوار کے منانے یا اس دن تحفے تحائف کے تبادلوں اور اس تہوار کو ظاہر کرنے کا حکم کیا ہے؟

شیخ ﷫ کا جواب تھا:

- اس میں کفار کی مشابہت اور ان کی تعظیم کرنے والی اشیا میں ان کی پیروی میں تعظیم کرنا اور ان کے تہواروں اور عیدوں میں ان سے مشابہت ہے جو کہ ان کے دین میں شامل ہے اور حدیث میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

  ''جو کوئی بھی کسی قوم سے مشابہت اختیار کرتا ہے وہ انھیں میں سے ہے۔''

- اس کی وجہ سے بہت سارے فساد اور ممنوعات مرتب ہوتے ہیں جن میں لہو ولعب، رقص وسرود، موسیقی، شر وفساد، بے پردگی و بے حیائی اور مرد وعورت کا آپس میں میل جول اور اختلاط کے علاوہ بہت سارے حرام کام بھی سامنے ہوتے ہیں، یا پھر ایسے کام جو بے حیائی اور فحاشی کا وسیلہ اور اس کی ابتدا میں شامل ہونے والے کام بھی اسی سے جڑ پکڑتے ہیں، اسے بے غمی اور آسودگی وخوش حالی جیسی چھوٹی تعلیل سے اس کا جواز پیدا نہیں ہوتا جو اسے تحفظ سمجھتے ہیں وہ بھی صحیح نہیں، لہٰذا نصیحت کرنے والے نفس کو چاہیے کہ وہ گناہ اور اس کے وسائل سے بھی دور رہے۔

اس بنا پر جب یہ معلوم ہو جائے کہ خریدار یہ تحفے تحائف اور گلاب کے پھول ان تہواروں اور عیدوں کے لیے خرید رہا ہے اور اسے تحفے میں دے گا یا ان کے ساتھ وہ اس دن کی تعظیم کرے گا تو یہ اشیا فروخت کرنا بھی جائز نہیں، تاکہ فروخت کرنے والا بھی اس بدعتی اور حرام کام میں شریک نہ ہو جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اللجنۃ الدائمۃ (مستقل فتویٰ کمیٹی) کا فتویٰ:

کمیٹی سے سوال کیا گیا۔

بعض لوگ ہر سال چودہ فروری یوم محبت (ویلنٹائن ڈے) کا تہوار مناتے ہیں اور اس دن آپس میں ایک دوسرے کو سرخ گلاب کے پھول تحائف میں پیش کرتے ہیں۔ سرخ رنگ کا لباس پہنتے ہیں اور ان میں سے بعض ایک دوسرے کو مبارک باد بھی دیتے ہیں اور بعض مٹھائیوں والے سرخ رنگ کی مٹھائی بھی تیار کرتے ہیں اور اس پر دل کا نشان بناتے ہیں۔ بعض دوکاندار اپنے مال پر اس دن خصوصی اعلانات بھی چسپاں کرتے ہیں، تو اس سلسلے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

کمیٹی کا جواب تھا:

مسلمان پر اس تہوار یا اس طرح کے کسی اور حرام تہوار میں شرکت کرنا حرام ہے وہ تعاون کسی بھی طریقہ سے ہو چاہے کھانے پینے یا خرید وفروخت یا کوئی چیز تیار کرکے یا تحفہ دے کر یا خط و کتاب کرکے یا اعلان کے ذریعہ، یہ سب کچھ گناہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی معصیت و نافرمانی میں تعاون کے زمرے میں آتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تو یہ فرما رہا ہے:

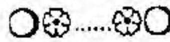
> ”نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے رہا کرو، لیکن گناہ اور دشمنی میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کیا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ شدید سزا دینے والا ہے۔“

مسلمان کے لیے ہر حالت میں کتاب وسنت پر عمل کرنا واجب ہے۔ خاص کر فتنہ وفساد کے اوقات میں تو اسے اس کا زیادہ اہتمام کرنا چاہیے، مسلمان کو چاہیے کہ وہ ذہانت و دانائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گم راہی اور ناراضی کے کاموں سے بچ کر رہے۔ نہ وہ فاسقوں اور گم راہ جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا ان لوگوں کے طریقے پر چلے جنھیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا خیال ہی نہیں اور نہ وہ اسلام قبول کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ ہدایت و رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ ہی سے التجا کرے اور دین اسلام پر ثابت قدم رہنے کی دعا کرتا رہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی ہدایت نصیب کرنے والا نہیں اور نہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی اور دین اسلام پر ثابت قدم رکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے، اللہ تعالیٰ ہمارے نبی ﷺ اور ان کی آل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ [1]



[1] اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء سعودی عرب۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

بارھواں باب:

اسلام اور پاکستان کو بچایئے

اسلامی ثقافت مسخ کرنے کی کوشش:

اغیار کی جانب پاکستان کی تہذیب، ثقافت اور جغرافیے کو جس تیزی کے ساتھ مسخ کرنے کی کوشش کی جارہی ہیں یہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔ پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے جوایک نظریے کے تحت وجود میں آیا، جب اس کا نظریہ ہی ختم کردیا جائے گا تو اس کے وجود کو مٹانے میں کوئی مشکل نہیں آسکے گی۔ غیر مسلم ہندو، عیسائی اور یہودی اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہیں اور بڑی تیزی سے اس پر عمل پیرا ہیں وہ پاکستان کو بغیر جنگ لڑے جیتنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے تیزی سے کوششیں کی جارہی ہیں۔ ملک پاکستان میں غیر ملکی NGO کا تیزی سے آگے آنا اور ان کے ذریعے بہت سے ایسے کام جس کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں غیر اسلامی تحریکوں کی پشت پناہی کے ذریعے عوام کی خدمت کا جھانسہ دے کر بعض جگہوں پر حکومتی سرپرستی اور اس کی اشیر باد کے سائے میں کام کرنا، یہ سب ملک کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی کوششیں ہیں۔ ویلنٹائن ڈے کا فروغ انہی NGO کی کارستانی ہے، اسی سلسلے کی ایک کڑی ''بسنت'' کا تہوار بھی ہے۔

ہندو ثقافت وتہذیب کو ''بسنت'' کے ذریعے اور عیسائی تمدن کو ویلنٹائن ڈے کے ذریعے جس طرح ملک پاکستان میں حکومت کی سرپرستی حاصل ہوگئی ہے اور جس طرح جشن بہاراں منایا جاتا ہے، ناچ، گانے کی رنگین محفلیں سجائی جاتی ہے، بے تحاشہ روپیا بہایا جاتا ہے، اس طرح تو جس ملک سے یہ ثقافت ادھار لی گئی ہے وہاں بھی کھل کر عیاشی نہیں ہوتی۔

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ویلنٹائن ڈے کے فروغ میں تیزی کیوں؟

اب فحاشی وعریانی کا یہ سیلاب رواں اپنے ساتھ تیزی سے اسلامی روایات..... پاکستانی تہذیب اور مسلم شناخت کو بہائے لے جارہا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان میں چند سالوں پہلے ویلنٹائن ڈے کا کوئی نام ونشان نہیں تھا، اگر کہیں منایا جاتا تھا تو وہ صرف کراچی، لاہور اور اسلام آباد کے فائیوسٹار ہوٹلوں میں تھے لیکن پھر اچانک پورے ملک کے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس بخار کا شکار ہوگئے۔آج صورت حال یہ ہے کہ ویلنٹائن ڈے باقاعدہ تہوار کی شکل اختیار کرگیا ہے۔ایسا کیوں ہے؟اس کی وجوہ دریافت کرنے کے لیے ہم نے کبھی سوچا؟ پاکستان میں مغربی موسیقی کیوں اچانک فروغ کیوں پا گئی؟پاکستان کی فلموں، ڈراموں اور ٹیلویژن میں دیکھتے ہی دیکھتے پاپ میوزک اور عریانی کیوں در آئی؟ پاکستان کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کا لباس کیوں مختصر اور فحش ہوگیا؟پاکستان میں اچانک گندی اور غلیظ کتابیں کیوں سرعام بکنے لگیں؟نوجوانوں میں نشے کی لت کیوں بڑھ گئی؟ہم بسنت اور ویلنٹائن ڈے کیوں منانے لگے؟اچانک پاکستان میں بیوٹی پارلروں میں اضافہ کیوں ہوگیا؟پاکستان میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بلیو فلمیں کیوں ملنے لگیں؟اچانک سالگرہیں کیوں منائی جانے لگیں؟پھولوں اور کارڈوں کی دکانیں کیوں کھلنے لگیں؟ ہماری شادیوں کا رنگ ہندی اور یورپی کیوں ہونے لگا؟یہ سب کچھ اچانک کیوں ہوا؟میرا خیال ہے ہم اس پر ہرگز نہیں سوچتے۔آپ لمحہ موجود سے ان سوالوں پر غور شروع کریں میں آپ سے ایک سوال پوچھتا ہوں؟ہماری ثقافت، ہماری اسلامی رسومات اور تہواروں میں زہر گھولنے کا یہ کام کب شروع ہوا؟آپ کو یہ معلوم کرکے حیرت ہوگی۔یہ سلسلہ پچھلے آٹھ دس سالوں میں شروع ہوا اور ہر آنے والا دن اس ڈرامے کو اپنے سنسنی خیز موڑ کی طرف لے کر بڑھ رہا ہے۔یقین ہے آپ جوں جوں ان سوالوں پر غور کریں گے آپ کی ناک بھی اس خطرے کی بوسونگھ لے گی۔اس خطرے کی "بو" جو 61 اسلامی ممالک کے نوجوانوں کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

اخلاقیات کو موم کی طرح پگھلاتا جارہا ہے۔آپ سوچیں! ہمارے بچے ویلنٹائن کیوں منا رہے ہیں؟ آج پورا ملک پتنگیں اڑانے کے لیے لاہور میں کیوں جمع ہوجاتا ہے؟ ہمارے بچے ایک دوسرے کو کیک، کارڈ اور پھول کیوں دے رہے ہیں؟ شہر شہر میں گھروں سے بھاگنے والی لڑکیوں کی حفاظت کے لیے NGOs کیوں کھل چکی ہیں؟ بداخلاقی کے واقعات میں اچانک کیوں اضافہ ہوچکا ہے؟ آبروریزی کے حادثات کیوں بڑھ رہے ہیں؟ آپ سوچیں ہمارے ملک میں ڈشیں کب لگنا شروع ہوئیں؟ کیبل کب آئی؟ ہمارے ملک میں ٹیلی ویژن، وی سی آر، ڈی وی ڈیز اور سی ڈیز پوری دنیا سے سستی کیوں ہیں؟ ہمارے ملک میں مخلوط تعلیم کے ادارے کیوں کھل رہے ہیں؟ ہمارے سکولوں اور کالجوں کے نصاب سے اللہ اور اس کے رسول کا نام کیوں ختم ہورہا ہے؟ ٹیلی ویژن کے نت نئے چینل کیوں کھل رہے ہیں؟ پورے ملک میں موسیقی کے پروگرام کیوں ہوتے ہیں؟ ان سوالوں کا جواب اپنے آپ سے پوچھیں، یقیناً آپ کو محسوس ہوگا یورپ، امریکا اور ان کے بھائی بند جو کام تلوار اور بندوق سے نہیں کر سکے، وہ اب کارڈ، گلاب اور پتنگ سے لے رہے ہیں، وہ اب بسنت اور ویلنٹائن ڈے سے لے رہے ہیں۔

سونیا گاندھی کا طمانچہ:

جب کوئی قوم دشمن کے تہوار منانے لگے تو وہ قوم جنگ سے پہلے ہی شکست تسلیم کرچکی ہوتی ہے۔

بھارتی سابق وزیراعظم راجیو گاندھی کی بیوی سونیا اور بھارتی سیاسی پارٹی کانگریس کی لیڈر کا یہ بیان کہ ہم نے پاکستان میں اپنی ثقافت متعارف کروا کر ایک ایسی جنگ جیتی ہے جو ہتھیاروں سے جیتنا ناممکن تھی۔ جس نے پاکستان کی بنیادوں کو کھوکھلا کردیا ہے اس سچائی پر سونیا گاندھی نے مہر ثبت کردی ہے۔

جمعہ کو بمبئی کے فائیو اسٹار ہوٹل میں ''جدید جنگ اور ہم'' کے موضوع پر خطاب کرتے

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہوئے کیا۔سونیا گاندھی کا کہنا تھا کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جدید جنگوں کی حکمت عملی میں بھی تبدیلی آ گئی ہے۔اب سرحدوں پر لڑائی نہیں لڑی جاتی بلکہ اب نظریاتی جنگوں کا دور ہے۔پاکستان جس کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا برصغیر پاک وہند کو چند مذہبی جنونیوں نے اپنے مقاصد کے لیے دو حصوں میں تقسیم کیا تھا اور آج تاریخ اور حقائق گواہ ہیں کہ ہم نے اس اسلامی ملک میں اپنی ثقافت متعارف کروا کر دو قومی نظریے کو پاش پاش کردیا ہے۔آج پاکستان کا بچہ بچہ بھارتی ثقافت کا دل دادہ ہے اور تو اور اب پاکستان ٹیلی ویژن بھی ہمارے مذہبی رقص بڑے فخر سے دکھا کر ہمارا کام آسان کر رہا ہے۔اب ہمیں پاکستان کو ہتھیار سے نشانہ نہیں بنانا پڑے گا۔ [1]

اٹھو وگرنہ حشر نہ ہوگا پھر کبھی

دوڑو کہ زمانہ چال قیامت کی چل گیا

ویلنٹائن ڈے ہماری رسم یا تہوار نہیں لیکن جس طرح ہمارے اخبارات و رسائل اور میڈیا اس کو کوریج دے رہے ہیں،یہی حال رہا تو لگتا ہے کچھ عرصے میں یہ قومی تہوار کی صورت بھی اختیار کرلے گا اور حکومت سے درخواست کی جائے گی کہ اس دن ملک میں سرکاری تعطیلات کا اعلان کردیا جائے تاکہ اس یوم محبت کو پر جوش طریقے سے منایا جائے۔یہ وبا نوجوانوں میں سرائیت کر رہی ہے، محبت کا پرچار کرنے والا مغرب خود محبت جیسے لطیف احساس سے کوسوں دور ہے۔محبوبہ اور بیویاں کپڑوں کی طرح بدلی جاتی ہیں۔والدین اپنی اولاد کو اپنی آزاد زندگی میں ایک رکاوٹ سمجھتے ہیں اور اولاد ان سے بڑھ کر زمانے کی ٹھوکریں کھانے کے لیے تیار ہے۔لیکن یہی اولاد والدین کی ایک ڈانٹ پر ان کو پولیس کے حوالے کردیتی ہے۔عمر رسیدہ والدین کے لیے اولڈ ہاؤس بنادیے گئے ہیں۔ان کے نزدیک یہ سب سے ناکارہ چیزیں ہیں۔وہاں کی ماں اپنے بچے کی تربیت کرنا

[1] (روزنامہ جنگ کراچی 9 مارچ 1996ء)

www.iqbalkalmati.blogspot.com

فضول اور احمقانہ تصور کرتی ہے لیکن ہم کیسے کم عقل ہیں کہ ان کی کھوکھلی تہذیب کو جانتے بوجھتے ہوئے بھی اس یوم محبت کو ایسے منارہے ہیں کہ جیسے ہم محبت کے لطیف احساس سے نا آشنا ہیں۔ ہم مغرب کے ایک راہب، ویلنٹائن کی بے معنی غیر اخلاقی محبت کو مان کر اپنی ان تمام اسلامی اقدار اور مشرقی روایات کو پس پشت ڈال کر یوم محبت کو منانے چلے ہیں۔اور یہ ایک واضح اور کھلی حقیقت ہے کہ ایسی غیر اخلاقی محبت کا پرچار کرنے والے خود اپنی تہذیب سے تنگ ہیں لیکن یہ ان کی ازلی گندی ذہنیت کا کمال ہے کہ جب اپنے ہاں خرابی حد سے بڑھ جائے تو اسے دوسروں میں منتقل کردو۔

مغربی تاریخ میں ریاست اور کلیاتی جنگ ایک معروف حقیقت ہے جس نے بالآخر ریاست کی فتح اور مذہب کی موت کے نام سے موجودہ معاشرے اور نظام کو جنم دیا۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ آج جب مغربی معاشرہ اور نظام اپنے انہدام کی آخری سیڑھی پر ہے اور مغرب خود مایوسی کا شکار ہے، ہم دنیا کو اور انسان کے کردار کو اٹھارویں اور انیسویں صدی کے ان مغربی نظریات کے ذریعے سمجھنے کی کوشش کررہے ہیں جن کے بارے میں خود مغرب شش و پنج کا شکار ہے۔ایک امریکی مصنف جے ڈبلیو گرچ نے اپنی کتاب (Tempr Modern) میں مغرب کی مایوسی کا اظہار یوں کیا تھا کہ" ہم اپنے مقصد حیات سے محروم ہوچکے اور اب اس فطری کائنات میں ہمارے لیے کوئی جگہ نہیں رہی لیکن کم ازکم اب بطور انسان ہی مرنا چاہیے، بطور حیوان نہیں۔"

جہاں سورج ڈوبے وہاں کیا دکھائی دے:

مسلمان معاشروں میں بے چینی اور ناکامی کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ ایک طرف تو وہ مغربی استعمار کے چنگل میں پھنس کر اپنی ذہنی اور فکری توانائیں زائل کر بیٹھے اور دوسری طرف انہوں نے اپنے امراض کے علاج کے لیے اپنے مصادر و مراجع سے رجوع کرنے کے بجائے مغرب سے متاثر ہوکر اسی کی خوشہ چینی شروع کردی۔ لیکن وہ اپنی صدیوں کی

www.iqbalkalmati.blogspot.com

ذہنی وفکری تربیت کے باعث مغرب کی طرح مذہب سے مکمل طور پر اپنا پیچھا نہ چھڑا سکے اور نتیجتاً دین ودنیا کے بیچ ذہنی الجھاؤں کا شکار ہوکررہ گئے۔ بھلا جو شخص ہمیشہ دوراہے پر کھڑا رہے وہ اپنی منزل کیسے پائے گا؟ ایک غیر مسلم مصنف (فلپ آگسٹن) مسلمانوں کے بارے میں پیش گوئی کرتے ہوئے کہتا ہے: ”ہماری عداوت صرف آج کے اسلام کے خلاف نہیں بلکہ ہمیشہ کے لیے ہماری عداوت اسلام کے خلاف ہے۔ اس قوم کو غلیظ عقیدوں اور بے بنیاد عقیدوں سے مارو۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ قوم ایک نہ ایک دن صلیب کی غلام بن جائے گی اور اس کا تمدن اور اس کا مذہب صلیب کے رنگ میں رنگا ہوگا۔ اس وقت ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہوگا لیکن ہماری روحیں دیکھیں گی کہ میں نے جو پیش گوئی کی ہے وہ حرف بہ حرف سچ ثابت ہوئی ہے۔“

آج ہم کہاں کھڑے ہیں یہ ہمارے لیے سوچنے کا مقام ہے۔ اپنی رسمیں، اپنی ثقافت ہم سب کچھ کھو بیٹھے ہیں۔ جس ملک کے حکمران مغرب کے فرسودہ نظام کے غلام ہوں اس ملک میں معاملات اسی طرح کے ہوتے ہیں۔

آیئے! عہد کریں کہ ہم اپنی محبت کو پاکیزہ رشتوں تک ہی محدود رکھیں گے۔ کیوں کہ پاکیزگی ہی ہمارا ایمان ہماری شان اور ہماری آن ہے اور مغرب کے دل دادہ سن لیں ایک نوجوان مسلمان کی پکار کو......

مغرب میں جاکر ڈھونڈ رہے ہیں سحر
جہاں سورج ڈوبے وہاں کیا دکھائی دے گا



www.iqbalkalmati.blogspot.com

یادداشت

www.iqbalkalmati.blogspot.com

''صبح روشن'' کی دیگر کتب

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف	قیمت
1۔	ایمان بچائیے	ڈاکٹر عبدالرحمٰن العریفی	80/-
2۔	انبیائے کرام کا بچپن	عبدالوارث ساجد	120/-
3۔	ہلاکت خیز غلطیاں	الشیخ جمیل احمد زینو حفظہ اللہ	90/-
4۔	تتلی کی تعاقب میں (ناول)	سدرہ سحر عمران	300/-
5۔	سنتیں جو چھوڑ دی گئیں	عبدالمالک القاسم	80/-
6۔	آزادی کی قیمت	عبدالوارث ساجد	100/-
7۔	کشمیر کہانیاں	عبدالوارث ساجد	100/-
8۔	بحر بے کنار (افسانے)	سدرہ سحر عمران	140/-
9۔	سمندر میں لاش	عبدالوارث ساجد	32/-
10۔	انوکھا فاتح (بچوں کے لئے اسلامی اور تاریخی کہانیاں)	عبدالوارث ساجد	32/-
11۔	غدار کا انجام	عبدالوارث ساجد	32/-
12۔	کسریٰ کے کنگن	عبدالوارث ساجد	32/-
13۔	مردے کی گواہی	عبدالوارث ساجد	32/-
14۔	ویلنٹائن ڈے	عبدالوارث ساجد	170/-
15۔	اپریل فول	(زیر طبع)	
16۔	جاسوسی کہانیاں	(زیر طبع)	
17۔	اسلام میں تصور مزاح اور مسکراہٹیں	عبدالوارث ساجد	150/-

www.iqbalkalmati.blogspot.com

نمبر شمار	نام کتاب	مؤلف	قیمت
18۔	روشن ستارے	عبدالوارث ساجد	150/-
19۔	ذکر و دعا (روز مرہ کی دعاؤں کا مجموعہ)	محمد یوسف جھگڑ	16/-
20۔	نماز کی دعائیں	محمد حسن ظاہر	10/-
21۔	روزے کے مسائل	الشیخ صالح المنجد	40/-
22۔	قرآن سے انٹرویو	محمد عظیم حاصل پوری	25/-
23۔	کرسمس (عیسائیت سے مسلمانوں تک)	عبدالوارث ساجد	80/-
24۔	امثال القرآن	قاری محمد دلاور سلفی	250/-
25۔	توحید کا قلعہ	(زیر طبع)	



[illegible]

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں : www.iqbalkalmati.blogspot.com

www.iqbalkalmati.blogspot.com

صبح روشن کی دیگر کتب















صبح روشن
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
0321-4275767, 0300-4516709
www.subheroshan.com